اهل علم حضرات و طلباء کیلئے تحفہ

البروق فی انواع الفروق

یعنی

الفاظ مترادفہ کے درمیان فرق

اس کتاب میں الف سے لیکر یا تک دلچسپ الفاظ مترادفات
مثلاً اللہ، الٰہ، رب، والد، ولد، ابن، جنگ، جہاد، امانت، ودیعت
جیسے کلمات کا آپس میں فرق آسان انداز میں حوالہ کیساتھ بیان کیا گیا ہے

مولانا محمد نور حسین قاسمی صاحب
فارغ التحصیل دارالعلوم دیوبند

دارالاشاعت کراچی

اہل علم حضرات و طلباء کیلئے تحفہ

البروق فی انواع الفروق

یعنی

اَلفاظ مُترادفہ کے درمیان فرق

اس کتاب میں الف سے لیکر یاء تک دلچسپ الفاظ مترادفات
مثلاً اللہ، الہ، رب، والد، ولد، ابن، جنگ، جہاد، امانت، ودیعت
جیسے کلمات کا آپس میں فرق آسان انداز میں حوالہ کیساتھ بیان کیا گیا ہے

مولانا محمد نور حسین قاسمی صاحب
فارغ التحصیل دار العلوم دیوبند

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : ۲۰۰۴ء علمی گرافکس کراچی
ضخامت : ۴۰۰ صفحات

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ B-437 دیپ روڈ لسبیلہ کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور

ادارہ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Azhar Academy Ltd.
Al Continents (London) Ltd.
Cooks Road, London E15 2PW

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

تقریظ

جامع کمال واستاد بے مثال مولانا عبدالرشید صاحب مدظلہ العالی

(شیخ الحدیث جامعہ اشرف المدارس کراچی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے آغاز میں سب سے پہلا اعلان تحصیل علم کا فرمایا اگرچہ پہلا اعلان توحید کا بھی موزوں تھا کیونکہ اس وقت بت پرستی اور شرک کی بدبودار فضاء قائم تھی، علم کو ترجیح اس لیے دی کہ جملہ بیماریاں جہالت کی پروردہ ہوا کرتی ہیں، چنانچہ قرآن مجید کا سب سے پہلا اعلان اور اہمیت علم سے متعلق ہے۔

مزید احسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ہوا کہ امت محمدیہ کو علمی دنیا چمکانے کی عظیم توفیق سے مالا مال فرمایا ''یہ حقائق ہیں تماشائے لب بام نہیں''۔

علوم الاسلامیہ العربیہ میں علم لغت ایسا جامع علم ہے جس سے جملہ علوم کا سلسلہ جڑتا ہے جب تک علم لغت سے وابستگی نہیں ہوگی اس وقت تک قاری قرآن مجید کی تلاوت سے متلذذ اور بہرہ اندوز نہیں ہوسکتا، علم لغت کو ام العلوم کہا گیا ہے جس سے علم نحو، صرف، اشتقاق، معانی، بدیع، اور علم بیان وغیرہ کا استخراج ہوا ہے، علم لغت کے ساتھ تعلق محض زبان کی حد تک نہیں ہوا کرتا بلکہ عربی اسلام کی زبان کو

اور اس کے جملہ الفاظ اور اصطلاحات کی حفاظت مذہبی حق سمجھتے ہوئے کر رہی ہے چنانچہ خیر القرون کے زمانے سے لے کر آج تک لغت پر کئی کتابیں لکھی گئی ہیں جس میں قابل ذکر: علامہ اسماعیل جوہریؒ کی کتاب "الصحاح" "امام خلیلؒ کی "کتاب العین" "امام علی بن اسماعیلؒ کی کتاب "المحکم" "اسی طرح اساس البلاغة، لسان العرب، تاج العروس، القاموس المحیط، اقرب الموارد، القاموس الجدید اور المنجد وغیرہ ہیں۔

بلکہ المنجد کے مقدمہ میں ابن عباد رحمہ اللہ کا عجیب واقعہ لکھا ہے جس سے علم لغت کی خدمت کا اندازہ ہوتا ہے، کسی حاکم نے ان سے اپنے یہاں منتقل ہونے کی درخواست کی تو انہوں نے ان سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا: "میرے منتقل ہونے کیلئے ساٹھ اونٹ صرف فن لغت کی کتابیں منتقل کرنے کیلئے درکار ہیں"۔

عربی لغت میں الفاظ کے درمیان باہم مناسبت اور ترادف بھی ہوا کرتا ہے جس کی نشاندہی اکثر لغت کی کتابوں میں چیدہ چیدہ مقامات پر اہل فن نے کی ہے، بعد میں اس پہلو کو مزید روشن بنانے کیلئے مستقل عرق ریزی کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ ارباب فن نے اس پہلو کو بھی خوب روشن کر دکھایا اور کئی حضرات نے اس پر کام کیا جیسے: فروق اللغات، الفروق فی اللغة، المنطوق لمعرفة الفروق اور مآرب الطلبه فی تحقیق الفرق بین الالفاظ المترادفة والمعانی المتقاربة وغیرہ۔

زیر نظر کتاب بھی اس سلسلے کی اہم کڑی ہے۔ برادرم مولانا نور حسین صاحب قاسمی کو بھی اللہ تعالیٰ نے خدمت کا موقع دیا ہے بلکہ اس دور میں اس فن کی خدمت جتنی دار العلوم دیوبند کے فضلاء کو حاصل ہے شاید کسی اور کو نہیں، موصوف بھی بحمد اللہ اسی جامعہ کے فاضل ہیں۔ بندہ ایک عشرے سے مولانا کو جانتا ہے، بلکہ ان سے مستفید بھی ہوتا رہا ہے، مولانا کافی عرصے اشرف المدارس کے شعبۂ کتب میں خدمت تدریسی انجام دیتے رہے ہیں، ساتھ ساتھ الفاظ مترادفہ پر کام بھی کرتے

رہے، خود بندہ کو بھی یہ کام دیکھنے کا موقع ملا، چونکہ مولانا اپنے آرام کے کمرے میں ذاتی کمپیوٹر پر ساتھ ساتھ کمپوزنگ بھی کرتے تھے، اللہ نے انہیں خداداد صلاحیتوں سے نوازا ہے ان کے خلوص اور للٰہیت کا اثر تھا کہ بحمد اللہ آج ان کی عظیم کاوش آپ کے ہاتھوں میں ہے، کیونکہ تالیف اور اس کی طباعت انتہائی دشوار کن مرحلہ ہوا کرتا ہے، بندہ نے بغرض استفادہ چند مقامات کا بنظر غائر مطالعہ کیا ماشاء اللہ جتنا کچھ اور جیسا کچھ لکھنا چاہیے تھا مولانا لکھ بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور امت مسلمہ کیلئے نافع بنائیں۔ آمین

"قلم ایں جا رسید وسر بشکست"

(حضرت مولانا الحاج) ابو عمر عبد الرشید غفرلہ
(دامت برکاتہم العالیہ)
(شیخ الحدیث جامعہ اشرف المدارس
امام وخطیب جامع مسجد نور، گلشن اقبال ۱، کراچی)

اظہار خیال

حضرت مولانا محمد عبد الرحمٰن میمن صاحب دامت برکاتہم

(استاذ الحدیث وناظم امتحانات جامعہ اشرف المدارس کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عربی زبان دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی انگریزی زبان کے

بعد دوسری زبان ہے، اس کی اہمیت اور افادیت سے کوئی انسان انکار نہیں کرسکتا۔ اور پھر قرآن کریم اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت کی زبان عربی ہونے کی وجہ سے ایک مسلمان کے نزدیک اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔

لیکن عربی زبان سیکھنے کے دوران جب تک عربی زبان کے مترادف الفاظ کے درمیان باریک باریک فرق سے انسان واقف نہ ہوتو اس وقت تک عربی زبان پر عبور حاصل نہیں کرسکتا۔

اخی فی اللہ محترم جناب مولانا نور حسین صاحب دامت برکاتہم (سابق استاد جامعہ اشرف المدارس کراچی) جنہوں نے کئی سال تک جامعہ اشرف المدارس کراچی میں عربی ادب کی کتابیں (مقامات حریری، دیوان متنبی، اور دیوان حماسہ وغیرہ) پڑھائی ہیں اور عربی ادب سے کافی ذوق رکھتے ہیں، انہوں نے عربی زبان کے مترادف الفاظ کے درمیان معمولی معمولی فرق کو بھی انتہائی عمدگی سے بیان فرمایا ہے۔ یہ وہ فروق ہیں کہ طلباء تو کجا! بعض اوقات مدرسین بھی ان فروق سے نابلد ہوتے ہیں۔ جبکہ عربی زبان پر مکمل عبور حاصل کرنے کیلئے ان فروق کا جاننا ضروری ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب علماء وطلباء اور مدرسین کیلئے یکساں مفید ثابت ہوگی۔ اللہ پاک کتاب کے مرتب اور تمام قارئین کیلئے جنت کی زبان سیکھنے کو جنت میں جانے کا ذریعہ بنائیں اور اپنے مخلص بندوں میں شامل فرمائیں۔ والسلام

(حضرت مولانا) محمد عبدالرحمٰن میمن (صاحب)

تحریراً فی: ۱۳/۱/۱۴۲۳ھ ۲۸/۳/۲۰۰۲ء

رائے گرامی حضرت مولانا محمود اشرف صاحب

استاذ الحدیث ونائب رئیس دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج مؤرخہ ۱۸/ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ کو احقر نے مولانا محمد نور حسین صاحب دام مجدہم استاذ اشرف المدارس گلشن اقبال (سابقا) کی دلچسپ کتاب "الفاظ مترادفہ کے درمیان فرق" کے کچھ صفحات کا مطالعہ کیا، کتاب کے ان صفحات کو دیکھ کر بہت مسرت ہوئی، امید ہے کہ پوری کتاب اس سے زیادہ دلچسپ اور طلباء و علماء کیلئے انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی۔

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ جامعہ دار العلوم کراچی

دعائیہ کلمات

شیخ طریقت الحاج مولانا محمد ادریس مظاہری ارکانی دام ظلہم العالیہ بانی مدرسہ خلیلیہ موسیٰ کالونی، کراچی و مجاز بیعت حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحبؒ سابق مفتی اعظم پاکستان

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی:

امابعد: آج مؤرخہ ۲۰/ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ کو بندہ نے عزیزم مولانا نور حسین صاحب دام مجدہم سابق استاذ اشرف المدارس گلشن اقبال کی بہترین کتاب "الفاظ مترادفہ کے درمیان فرق" کے ابتدائی صفحات کا مطالعہ کیا، کتاب کا انداز بیان بہت مفید اور مؤثر معلوم ہوتا ہے جو کہ مولانا موصوف کے عمدہ ذوق کا آئینہ دار ہے

اور علماء وطلباء کیلئے یکساں طور پر دلچسپی کا باعث ہے امید ہے کہ طلباء برادی اور علمائے کرام اس کتاب سے مستفید ہونگے اللہ تعالی اس کتاب کے ذریعہ مولانا موصوف کو دنیا وآخرت میں سرخرو اور درجات بلند فرمائے۔ فقط

احقر العباد (مولانا) محمد ادریس مظاہری (صاحب)
تاریخ: ۱۴۲۲/۱۲/۲۰ھ

رائے گرامی

حضرت مولانا الحاج مفتی محمد عاصم زکی صاحب دامت برکاتہم

(استاد شعبہ کتب جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی)

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امّابعد!

مختلف علوم وفنون میں حقائق ومعانی کیلئے جو الفاظ واصطلاحات مستعمل ہیں، جب تک ان کی اصل تحدید وتعیین پر نظر رکھ کر، ان کے مابین پائے جانے والے فروق بینہ ولطیفہ کو نہ سمجھ لیا جائے، فوائد مطلوبہ مرتب نہیں ہوسکتے۔

بسا اوقات دو یا دو سے زائد ایسے الفاظ سے واسطہ پڑ جاتا ہے جو کسی مناسبت کے تحت آپس میں متقارب یا مترادف معلوم ہوتے ہیں اس سے بعض حضرات پر اشتباہ ہو جاتا ہے اور وہ ایک لفظ کے صحیح مفہوم ومدلول کو دوسرے سے ممتاز نہیں کرپاتے اور نتیجۃً غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا کسی ایسی تالیف کی ضرورت کا احساس ناگزیر تھا جو اس قسم کے متقارب ومتشابہ الفاظ کے درمیان تفاوت کو بیان کرتی ہو، الحمدللہ بعض اصحاب علم کی طرف سے اس موضوع پر بڑی عمدہ کتابیں سامنے آئی ہیں جو قارئین سے داد و آفرین وصول کر چکی ہیں، اسی خدمت کی ایک تازہ کڑی جناب مولانا نور حسین صاحب سابق استاد کتب جامعہ اشرف المدارس، کراچی کی یہ کتاب بھی ہے جس میں مولانا نے نہایت عرق ریزی، سیکڑوں کتب معتبرہ کی چھان بین کر کے تقریباً دو ہزار کے قریب اہم الفاظ کی بعض سے بعض کی تفریق فرمائی ہے۔

بندہ کو بھی اس کا کچھ حصہ پڑھنا نصیب ہوا ہے جس سے بندہ یہ اندازہ لگانے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتا ہے کہ موصوف نے ایک ایسے مجموعہ کو پیش کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے جو اس دور سہل پسندی میں طلبہ اور علماء دونوں طبقہ کیلئے ایک کارآمد علمی ذخیرہ ثابت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو بارآور فرمائیں اور انہیں ایسی مزید خدمات انجام دینے کا موقع اور ہمت بخشیں۔ آمین (حضرت مولانا مفتی) محمد عاصم زکی (مدظلہ العالی)





نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

اما بعد!

آغاز سخن

آج سے تقریباً پانچ سال قبل بندہ کو جامعہ اشرف المدارس کراچی کی طرف سے عربی ادب کی مشہور کتاب ''مقامات'' پڑھانے کیلئے تفویض کی گئی تو بندہ نے حسب توفیق شروحات مقامات کا مطالعہ کر کے سبق پڑھانا شروع کردیا اور الفاظ کی تحقیق کے ساتھ ساتھ بطرز اکابرؒ بندہ نے بھی بعض الفاظ مترادفہ کا فرق بیان کرنا شروع کردیا تو طلبہ اس کو ذوق وشوق سے ضبط تحریر میں لانے لگے، جب انہوں نے لکھنا شروع کردیا تو بندہ نے بھی مزید الفاظ کے فروق کو تلاش کرنا شروع کیا، یہ کتاب بندہ کے پاس کئی سال تک رہی چنانچہ بندہ کو خیال آیا کہ زیادہ سے زیادہ الفاظ مترادفہ اور ان کے درمیان فروق کا ذکر آجائے لہذا اکابر علماء کرام کی بہت سی کتابیں دیکھی گئیں اور اس کے بعد بندہ نے اپنے ذوق کے مطابق تقریباً دو ہزار الفاظ کا انتخاب کر کے حروف تہجی کے حساب سے مرتب کردیا تاکہ ضرورت کے وقت ملنا آسان ہو، چنانچہ بندہ ان الفاظ کو اسباق کے دوران بیان کرتا تھا تو طلبہ ذوق و شوق سے اس کو نہ صرف لکھتے تھے بلکہ اس کو چھپوانے کا مطالبہ بھی کرتے تھے لیکن بقول سعدیؒ: ''تهی دستان را، دست دلیری بسته، وپنجۂ شیری شکسته'' اور اسی دوران مترادف الفاظ سے متعلق عربی کی دو کتابیں (ا) فروق اللغات (ب) الفروق فی اللغة، بندہ کو کسی دوست سے دستیاب ہوگئیں پھر

بندہ نے ان سے بھی اپنے ذوق کے مطابق بہت سے الفاظ کا انتخاب کیا اس کے بعد بندہ نے اس مقصد کیلئے اکابرؒ کی تفاسیر قرآن کریم اور شروحات حدیث کی طرف رجوع کیا شروع کردیا، چنانچہ بہت سے الفاظ جمع ہوگئے اور ان سب کو جب بندہ نے ترتیب دیا تو ایک رسالہ کی شکل بن گئی، تو دوست، احباب اور طلبہ کرام کے مطالبہ پر ایک کرم فرما ''دارالاشاعت کراچی'' نے کہا کہ آپ اس کو ترمیم و اضافہ کرکے مجھے دے دیں، تو میں چھپوا دیتا ہوں۔ الغرض بندہ نے اس کو حسب توفیق یا اپنے خیال کے مطابق ترتیب دیا ہے باقی اس میدان میں بندہ کو کوئی تجربہ نہیں ہے اور مجھے اپنی کم علمی اور ناتجربہ کاری کا کھلے دل سے اعتراف ہے کیونکہ اس میدان میں میرا یہ پہلا قدم ہے۔ شاید میری یہ تالیف آپ کے معیار پر پوری نہ اترے لیکن اہل قلم جانتے ہیں کہ قلم اٹھانا کتنا مشکل کام ہے؟ آپ ایک دوست کو ایک معمولی سا مضمون لکھنے سے قبل کتنی بار سوچتے ہیں، پھر لکھ کر بار بار پڑھتے ہیں کہ کہیں کوئی غلطی باقی نہ رہ جائے۔ تو پھر سوچئے کہ ابجد کے حساب سے الف سے یاء تک کے مختلف بلکہ ہزاروں کی تعداد میں الفاظ کا انتخاب کرنا پھر ان تمام الفاظ کو ایک ترتیب سے لانا کتنا مشکل کام ہے۔ کیونکہ یہ ایک نئی کوشش یا ایک نیا طریقہ ہے اور مجھے اس کی تکمیل کے سلسلے میں کن مراحل سے گزرنا پڑا، یہ ایک الگ داستان ہے۔ جس کے ذکر کا یہاں کوئی فائدہ نہیں، البتہ اتنی بات عرض کروں کہ جہاں کہیں بھی مجھے اس سلسلے میں کچھ مواد یا حوالہ جات وغیرہ ملنے کی امید ہوئی بندہ وہاں تک حسب توفیق پہنچا تب جاکر یہ حقیر کوشش محض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہوا، لیکن پھر بھی یہ بندہ کی تصنیفی سفر کی پہلی منزل ہے اس موضوع کے بہت سے الفاظ رہ گئے ہیں، بندہ نے اپنے طبعی و فطری ذوق کے مطابق کچھ کو چنا اور بہتوں کو چھوڑ دیا اور بہت ممکن ہے کہ جابجا نوک قلم نے ٹھوکر بھی کھائی ہو، جس کیلئے بندہ عنداللہ عفو و درگذر اور بندگان خدا سے نصح و خیر خواہی کا طلب گار ہے۔

اس کے بعد کتب حوالہ جات کے بارے میں ایک عرض یہ کرنی ہے کہ

قاری کو دوران مطالعہ الفاظ کے فروق کے بعد ایک فرق کے کئی کئی حوالے ملیں گے، تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ راقم نے دوران انتخاب بہت سی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہوئے اپنی سرسری نظر دوڑائی جس کے نتیجہ میں بندہ کو ایک فرق کئی کئی کتابوں میں نظر آیا تو بندہ نے ہر جگہ سے لینے کے بجائے ایک جگہ سے یا سب سے پہلے جہاں سے ملا وہاں سے لے لیا اور بقیہ کتابوں کا حوالہ پیش کر دیا تاکہ قارئین کرام کو دوران مطالعہ اگر کسی فرق یا تعریف کے اندر کوئی اشکال محسوس کریں تو وہ آسانی سے دوسری کتابوں کی طرف رجوع کر سکیں (بندہ نے آخر میں تقریبا (۱۵۴) کتابوں اور معتبر دینی رسالوں کا نام لکھدیا ہے) اسلئے بندہ کو جہاں کہیں بھی کسی فرق کا حوالہ نظر آیا تو تلاش کر کے وہاں لکھ دیا تاکہ کوئی الجھن کے شکار نہ ہو یا کم از کم یا دو مصنفینؒ نے جب اس فرق کو بیان کیا تو معمولی فرق کے ساتھ بیان کیا، اس طرح تعبیر میں ضرور کچھ نہ کچھ فرق پڑا ہوگا، لہذا اس میں تغیر وتبدل کرنے یا قدر مشترک نکالنے کے بجائے جہاں سے مل گیا آسانی سے وہ کتاب میں درج کر دیا بقیہ کتابوں کا حوالہ دے دیا۔

اس سلسلہ میں ایک عرض یہ بھی ہے کہ حوالہ کے بجائے آپ کو بعض جگہوں پر کاپی مقامات ص ..... اور م یا ح .. .. کے الفاظ نظر آئینگے شاید آپ کو اس سلسلے میں کوئی خلجان ہو تو اس کے متعلق یہ عرض کرتا چلوں کہ یہ کوئی مستقل کتاب نہیں ہے بلکہ بندہ نے جامعہ اشرف المدارس میں تقریباً پانچ سال مقامات حریری کا درس دیا تھا اسی دوران بندہ نے بہت سے الفاظ کے فروق کو جمع کیا تھا چونکہ اس وقت اس کو ترتیب دینے کا خیال نہ تھا لہذا حوالہ جات نوٹ کرنے کا اس میں التزام نہیں کیا تھا جب اس کتاب کو ترتیب دینے کا ارادہ ہوا تو ان تمام الفاظ کو لیا تو گیا مگر اصل حوالہ جات پیش کرنے کے بجائے صرف اس کاپی کا حوالہ دیدیا گیا جو بندہ کے پاس محفوظ ہے اور مستند حوالہ جات پر مشتمل ہونے کے باعث وہ بجائے خود حوالہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلئے قارئین سے امید ہے کہ اس کو عیب محسوس نہیں فرمائینگے۔

ایک اور عرض کتاب ہذا کی فہرست کے بارے میں بھی یہ ہے کہ آپ کو اس کتاب میں ایک لفظ کئی جگہ نظر آئیگا ایسا جان بوجھ کر قارئین کرام کی سہولت کیلئے کیا گیا ہے مثلاً ہم نے احد اور واحد کے درمیان فرق حرف تہجی کے اعتبار سے شروع میں تو اس کو الف میں احد کے اعتبار سے ذکر کیا اور یہی فرق ہم نے واؤ کی فہرست میں بھی واحد اور احد میں فرق کے تحت تحریر کر دیا مگر وہاں فروق بیان کرتے ہوئے یوں لکھ دیا گیا کہ واحد اور احد کا فرق احد اور واحد میں دیکھئے وہاں گذر چکا ہے یہ اسلئے ناگزیر تھا کیونکہ طبائع مختلف ہیں اگر کوئی احد اور واحد کے بجائے واحد اور احد میں فرق دیکھنا چاہے تو اس کو فہرست سے آسانی سے مل سکے اسلئے امید ہے کہ طلبہٗ کرام اس کو برا محسوس نہیں کرینگے بندہ نے یہی کوشش کی ہے کہ کوئی لفظ بغیر حوالہ کے نہ لکھا جائے الحمدللہ بندہ شروع سے آخر تک اسی پرکار بند رہا ہے اور بندہ نے جو یہ حقیر اور معمولی کوشش کی ہے اس کے حسن وقبح کے بارے میں بندہ تو کوئی تبصرہ نہیں کرتا راقم یہ ناظرین کرام پر چھوڑتا ہے باقی عیب سے کوئی بھی مبرا نہیں ہے اگر آپ کو اس میں کوئی عیب نظر آئے تو مرتب یا ناشر کو اطلاع سے نوازیں بندہ آپ کا ممنون رہے گا اگر آپ کو اس حقیر کوشش سے کوئی فائدہ ہوا تو مرتب اور مرتب کے اساتذہٗ کرام اور والدین اور جن حضرات کی کوششوں سے بندہ اس قابل ہوا ان کو ضرور دعائے خیر میں یاد رکھیں اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اجر عظیم عطا فرمائینگے اور آخر میں اپنے محسن ومشفق جناب مولانا الحاج الحافظ محمد اشفاق علوی صاحب مدرس وناظم جامعہ احتشامیہ جیکب لائن کراچی اور امام وزیر اعلیٰ ہاؤس کراچی کا تہہ دل سے مشکور وممنون ہوں کہ حضرت نے از اول تا آخر اس رسالہ کو حرفاً حرفاً مطالعہ فرمایا اور انتہائی جانفشانی سے تصحیح فرما کر اس کو قابل اشاعت بنایا۔ اور ناسپاسی ہوگی کہ جناب مولانا شفیق احمد صاحب قاسمی وبستوی وشیخ الحدیث مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ، کراچی کا شکریہ ادا نہ کروں کہ انہوں نے بڑی محنت اور لگن سے تقریباً وہ تمام الفاظ جو بندہ نے عربی کتابوں سے نقل کیے تھے ترجمہ وتصحیح کر کے بندہ کی حوصلہ افزائی کی، اور مولوی حبیب

اللہ زکریا صاحب کو بھی اللہ تعالی اس پر ان کے مناسب جزا دے، انہوں نے بھی از اول تا آخر نظر ثانی کر کے بندہ کی ہمت افزائی کی۔ اور اس کے علاوہ جن احباب نے بندہ کے ساتھ کسی طرح بھی تعاون کیا ہے بندہ ان حضرات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے، اور اس رسالہ کی کمپوزنگ بندہ نے خود کی ہے اس طرح بندہ کو ان بعض اساتذہ کی اتباع نصیب ہوئی ہے جنہوں نے اپنی کتابوں کی کتابت بدست خود کی۔

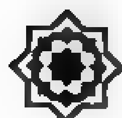
"واللہ ولی التوفیق وھو خیر الرفیق"

الراقم: محمد نور حسین عبدالشکور عفاللہ ولوالدیہ

ولمن لہ حق علیہ

استاذ الحدیث جامعہ حسینیہ وسابق استاذ کتب جامعہ اشرف المدارس کراچی

تاریخ: قبیل جمعہ: ۹/صفر ۱۴۲۱ھ



فہرست مضامین

﴿باء﴾

﴿تاء﴾

ثاء

﴿چ﴾

﴿ج﴾

﴿خاء﴾

دال

ذال

راء

زاء

سین

﴿شین﴾

﴿صاد﴾

﴿ضاد﴾

﴿طاء﴾

﴿ظاء﴾

﴿عین﴾

﴿غین﴾

﴿فاء﴾

قاف

کاف

﴿نون﴾

عرض:

مرتب نے مزید چند کتابوں کا طالب دین حضرات کیلئے ترتیب دیا ہے۔ دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ پاک ان کو بھی شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وما التوفیق الا من اللہ

راقم مولوی نور حسین قاسمی غفرلہ
استاد کتب حدیث جامعہ حسینیہ
کورنگی، کراچی، پاکستان

لفظ اللّٰہ اور لفظ اِلٰہ میں فرق

جاننا چاہیے کہ لفظ اللہ اور الالہ (معرف باللام) کے متعلق چند مذاہب ہیں (۱) علامہ سید شریف کا ہے کہ لفظ اللہ اور الالہ، دونوں ذات خدا کے علم ہیں البتہ دونوں میں اتنا فرق ہے کہ الالہ کا اطلاق گاہ بگاہ غیر خدا پر بھی ہوتا ہے اور لفظ اللہ کا اطلاق ذات خدا کے علاوہ اور کسی پر نہیں ہوتا لہذا الالہ عام ہے اور لفظ اللہ خاص ہے (۲) علامہ سعد الدین تفتازانیؒ کا مسلک ہے کہ لفظ اللہ ذات خدا کا علم خاص ہے اور الالہ کلی ہے جس کا اطلاق ہر معبود پر کیا جاتا ہے (۳) علامہ شیخ رضی کا مسلک ہے کہ لفظ اللہ اور الالہ دونوں ذات خدا کے علم مخصوص ہیں غیر خدا پر ان کا اطلاق کسی طور پر صحیح نہیں ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے "مآرب الطلبہ فی تحقیق الفرق بین الالفاظ المترادفة والمعانی المتقاربة ص": ۱۸، ۱۹)

لفظ اللّٰہ اور لفظ خدا میں فرق

جاننا چاہیے کہ لفظ اللہ یہ عربی لفظ ہے اور لفظ خدا فارسی ہے دونوں کے معنی معبود برحق کے ہیں، پھر استعمال میں اس قدر فرق بیان کیا جاتا ہے کہ لفظ اللہ کا استعمال عربی، فارسی، اردو سب زبانوں میں عام ہے، لیکن لفظ خدا کا استعمال صرف عجمی زبانوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ لفظ اللہ عام ہے جو عربی و عجمی سب زبانوں میں عام ہے اور خدا کا استعمال عجمی زبانوں کیساتھ خاص ہے (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ لفظ اللہ کا استعمال معبود برحق کیلئے متفق علیہ ہے یعنی اس میں علمائے کرام کا اختلاف نہیں ہے لیکن لفظ خدا کا استعمال مختلف فیہ ہے یعنی بعض علماء جواز کے اور بعض عدم جواز کے قائل ہیں۔

(دیکھئے مآرب الطلبہ ص: ۱۹)

انشاء اللّٰہ اور ماشاء اللّٰہ میں فرق

جاننا چاہئے کہ یہ دونوں جملۂ فعلیہ ہیں پہلے جملہ میں ان شرطیہ اور ثانی جملہ

میں مائے موصولہ داخل ہے، یہ دونوں جملے عربی بلکہ عام محاورات میں بھی کثیر الاستعمال ہیں، پھر ان دونوں میں یہ فرق بیان کیا جاتا ہے کہ جملۂ انشاء اللہ کا تعلق زمانۂ مستقبل کیساتھ خاص ہے کیوں کہ انشاء اللہ کے اندر اِن شرطیہ ہے جو فعل ماضی کو مستقبل کے معنی میں کردیتا ہے، لہٰذا اب انشاء الله میں شاء بمعنی یشاء کے ہوگا جیسے "ولا تقولنّ لشيءٍ إنّي فاعل ذالک غداً إلاّ ان یشاء الله" اور جملۂ ماشاء اللہ کا استعمال ماضی کے ہی معنی میں ہوتا ہے آئندہ کے کسی امور کے متعلق استعمال نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس میں لفظ "شاء" ہے جو ماضی ہے اسلئے کسی شخص کی کامیابی پر کہا جاتا ہے "ماشاء الله" اور مقصود پورا ہونے سے پہلے کہا جاتا ہے انشاء اللہ تجھے اس کام میں کامیابی نصیب ہوگی۔ خلاصہ یہ نکلا کہ انشاء اللہ کا استعمال زمانۂ مستقبل کیساتھ خاص ہے اور ماشاء اللہ کا استعمال زمانۂ ماضی کے ساتھ۔ (حوالہ آرب الطلب ص ۸۲)

الحمدُ للہ اور نحمدہ' میں فرق

حضرات مصنفین "حمدِ باری تعالیٰ کیلئے دو جملے ذکر فرماتے ہیں (۱) ایک جملۂ اسمیہ یعنی الحمد للہ (۲) دوسرا جملۂ فعلیہ مضارعیہ یعنی "نحمده" شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لمعات شرح مشکوٰۃ ص: ۲۵ ج ۱، میں تحریر فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ "الحمدُ" سے اس بات کی خبر دینا مقصود ہے کہ تمام محامد ذات پاک کے ساتھ مخصوص ہیں اور "نحمدُ" سے انشا حمد مقصود ہے گویا پہلا جملہ صورۃً ومعنیً خبریہ ہے اور دوسرا جملہ صورۃً خبریہ ہے اور معنیً انشائیہ ہوگا اور دونوں جملوں میں فرق یہ ہے کہ "الحمدُ للہ" جملۂ اسمیہ ہے، اسمیت استمرار ودوام پر دلالت کرتی ہے۔ اور اسمیت جملہ کا معنی ہے۔ "عدول الجملة عن الفعلية الى الاسمية" اور نحمده' جملہ فعلیہ مضارعیہ ہے جو فعل ہونے کی بناء پر حدوث وتجدد پر دال ہے اور مضارعیت استمرار پر دلالت کرتی ہے، اس طرح سے جملہ فعلیہ مضارعیہ استمرار تجدد پر دال ہوگا۔ (اشرف التوضیح ص ۸۰ ج ۱)

آل اور اہل میں فرق

آل واہل کے درمیان چار اعتبار سے فرق ہے (۱) آل معرفہ کی طرف

مضاف ہوکر استعمال ہوتا ہے بخلاف اہل کے کہ اس میں یہ شرط نہیں (ب) آل مذکر کی طرف مضاف ہوتا ہے جبکہ اہل کیلئے یہ بھی شرط نہیں (ج) آل کی نسبت صرف ذوی العقول کی طرف ہوتی ہے برخلاف اہل کے (د) آل اکثر اشراف کیلئے استعمال ہوتا ہے خواہ دینی اعتبار سے ہوں جیسے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا دنیاوی اعتبار سے ہوں جیسے آل فرعون جبکہ اہل کیلئے یہ شرط نہیں ہے۔ دیکھئے، (ص ۵۹، مقدمات وافاضات ص ۲۴ ج ۱، و تفہیمات ص: ۵۶ ج ۱)

الہام اور وحی میں فرق

(۱) وحی میں فرشتے کا واسطہ ہوتا ہے یعنی بواسطۂ فرشتے وحی نازل ہوتی ہے اور الہام میں فرشتے کا واسطہ نہیں ہوتا (ب) وحی انبیاء علیہم السلام کیساتھ مخصوص ہے بخلاف الہام کے کہ وہ عام ہے درمیان انبیاء اور اولیاء کے۔ (فرائد منثورہ ص ۳۵، وعلوم القرآن ص: ۲۳، علامہ قاضی مظہر الدین احمد صاحب بلگرامی)

اذکار اور اشغال میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جو چیزیں زبان سے متعلق ہوں وہ اذکار ہیں اور جو دھیان سے متعلق ہوں وہ اشغال ہیں۔ (از ملفوظات محمودیہ ص: ۱۳، مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند، قسط ۳ ، یہ ہندی نسخہ سے لیا گیا ہے۔ مرتب محمد نور حسین قاسمی عافاہ اللہ)

امانت اور ودیعت میں فرق

ودیعت تو یہ ہے کہ مالک اپنی مملوکہ شئی دوسرے کے پاس حفاظت کی غرض سے رکھے اور امانت: "ما یجب حفظہ" (جس کی حفاظت لازم ہو) کو کہتے ہیں، اس کیلئے یہ ضروری نہیں کہ مالک نے خود وہ چیز کسی کے پاس امانت رکھی ہو جیسے لقطہ اس میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ کسی کی کتاب کہیں سے ملی اس کو اٹھالیا، تو یہ امانت ہے ودیعت نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ودیعت خاص ہے اور امانت عام۔ (ملفوظات محمودیہ ص ۳۰، قسط ۴، افاضات ص ۱۳۲ ج ۱، مآرب الطلبہ ص ۱۵۳)

اقتصار اور اختصار میں فرق

(ا) اقتصار کیلئے حصر مستلزم ہے اور اختصار کیلئے حصر مستلزم نہیں مثلاً "زید هو القائم" میں اختصار نہیں مگر حصر ہے (ب) اختصار میں الفاظ کم اور معنی زیادہ ہوتے ہیں اور اقتصار میں الفاظ زیادہ اور معنی کم ہوتے ہیں (ج) قاعدۂ نحوی ہے کہ اگر کسی اسم یا فعل کو کسی دلیل کے تحت حذف کرتے ہیں تو اس کا نام ان کے یہاں اختصار رکھا جاتا ہے، اگر بلا دلیل کے حذف کریں تو اس کو اقتصار کہتے ہیں۔ (مصباح العوامل شرح مائۃ عامل ص:۱۲۳، ملفوظات محمودیہ ص:۲۹ قسط۴، مآرب الطلبہ ص:۱۱)

اسراف اور تبذیر میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جس جگہ خرچ کرنا جائز ہے، وہاں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے جیسے ﴿کلوا واشربوا ولاتسرفوا﴾ اور جہاں خرچ کرنا جائز نہیں وہاں خرچ تبذیر ہے جیسے: ﴿إن المبذرين كانوا اخوان الشياطين﴾ الآية. (ملفوظات فقیہ الامت ص:۲۸، فروق اللغات ص/۳۵، مآرب الطلبہ ص:۲۴۲)

احد اور واحد کا فرق

احد اور واحد میں پانچ فرق ہیں: تین معنوی ہیں اور دو لفظی، معنوی یہ ہیں:

(ا) احد باری تعالیٰ کیلئے خاص ہے اور واحد عام ہے (ب) بعض کے نزدیک احد خاص ذوی العقول کیلئے ہے اور واحد عام ہے (ج) واحد کے مقابلہ میں تاء آتی ہے اور احد کے مقابلہ میں تاء نہیں آتی۔ اور لفظی فرق یہ ہے کہ (ا) واحد کی مؤنث واحدۃ آتی ہے اور احد کی کوئی مؤنث نہیں (ب) دوسرا فرق یہ ہے کہ احد کی جمع آتی ہے اور واحد کی جمع نہیں آتی۔ (دیکھئے افاضات ص ۹۹ ج ا۔ تفہیمات ص:۱۵۶ ج ا۔ اور الاتقان في علوم القرآن میں اسکے سات امتیازی فرق بیان کئے گئے ہیں مراجعت کیجئے۔

(الاتقان فی علوم القرآن ص:۲۵۱ ج ا)

افضل اور اکمل کا فرق

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ صحابہ کرامؓ کا ہر فرد کل عالم کے مسلمانوں سے افضل ہے قرآن وحدیث کے نصوص اس پر شاہد ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر صحابیؓ ہر کمالِ علمی وغیرہ میں سب لوگوں سے اکمل بھی ہو۔ اور ائمہ مجتہدین امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ اور دوسرے حضراتِ مجتہدین، مجتہد تھے، تفقہ کا کمال ان کو حاصل تھا اور صحابہ کرام میں بعض ایسے بھی تھے جو مجتہد نہیں تھے۔ مگر اس سے بھی افضلیت کا مدار قبول عند اللہ پر ہے، کمالات کی تحصیل اکتسابی واختیاری چیز ہے۔
(مجالس حکیم الامت ص ۱۹۱، آداب المطالبہ ص ۳۴۴)

افادہ اور استفادہ میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ افادہ کا معنی فائدہ دینا ہے اور استفادہ کا معنی فائدہ حاصل کرنا ہے، اور اس کا اطلاق معلّم کیلئے ہوتا ہے اور استفادہ کا اطلاق متعلّم کیلئے ہے۔ (افاضات شرح مقامات اردو ص: ۱۴۱ ج ا۔ از مولانا افتخار علی دیوبندی، ناشر مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

اساس، بناء اور بنیۃ میں فرق

ان تینوں میں فرق یہ ہے کہ بنیۃ تو مطلق نیچے کی عمارت کو کہتے ہیں اور اساس وہ بنیاد ہے جو زمین میں مدفون ہو۔ (اضافات ص ۳۴ ج ا) لیکن ایک اور جگہ صاحب اضافات خود لکھتے ہیں کہ بناء اور بنیۃ کا اطلاق تو ہر سافل پر عالی کی نسبت سے کیا جاتا ہے اور اساس کا اطلاق اس بنیاد پر ہوتا ہے جو زمین میں مدفون کردی جائے اور بنیان کا اطلاق اصل اور پوری دیوار پر ہوتا ہے اور بناء کا اطلاق خاص دیوار پر کیا جاتا ہے۔
(دیکھئے افاضات ص ۱۳۹ ج ا)

انشاء، تالیف اور تصنیف میں فرق

تالیف کہتے ہیں کسی غیر کے کلام کو جمع کرنا اور تصنیف کہتے ہیں جو اپنے

دماغ سے نکالے اور مضامین مختلف ہوں۔ انشاء کہتے ہیں جو اپنے دماغ سے نکالے اور مضمون ایک ہی ہو اور انشاء کبھی انشاد کے مقابلہ میں بھی آتا ہے تو انشاء کے معنی یہ ہوں گے کہ شعر جو پڑھے وہ خود اسکے بنائے ہوئے ہوں اور انشادؔ کے معنی مطلق شعر پڑھنے کے ہیں خواہ اپنے ہوں یا کسی اور کے۔ (افاضات شرح مقامات اردو ص ۲۷، ۲۸ ج ۱)

ایمان اور اسلام میں فرق

لغت میں ایمان کسی چیز کی دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے اور اسلام اطاعت اور فرمانبرداری کا، ایمان کا محل قلب ہے اور اسلام کا بھی قلب ہے اور سب اعضاء وجوارح بھی۔ لیکن شرعاً ایمان بغیر اسلام کے اور اسلام بغیر ایمان کے معتبر نہیں، جب تک زبان سے اس تصدیق کا اظہار اور اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار نہ کرے اور زبان سے تصدیق کا اظہار یا فرمانبرداری کا اقرار اس وقت تک معتبر نہیں، جب تک دل میں اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نہ ہو۔

(دیکھئے معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ ص: ۱۱۱ ج ۱ و ۵۹۱، تفسیر عثمانی، ص ۵۳۲ ج ۲، وفروق اللغات ص: ۳۰، ۳۱، والفروق فی اللغة ص: ۲۲۲)

اصابع، انامل اور بنان میں فرق

بَنانؔ: تو انگلیوں کے پوروں کو کہتے ہیں اور اَنامل کہتے ہیں انگلیوں کے سرے سے پہلے جوڑ تک کو اور انگلی کے سرے سے جڑ تک کو اصابع کہتے ہیں۔ (دیکھئے ماخذ افاضات۔ تفہیمات شرح مقامات وازکاپی مقاماتِ مرتب ص ۱۰۲ ج ۲، واضح ہو کہ بندہ نے دوران تدریس اس کاپی کو شرح کی نیت سے ترتیب دیا تھا جو آج بھی بندہ کے پاس محفوظ ہے)

ابد اور امد میں فرق

واضح ہو کہ ابد وہ زمانہ ہے جس کیلئے کوئی انتہا نہیں اور وہ متغیر ہوگا۔ اور امد

اگر مطلق ہوگا تو واقع میں اسکی کوئی نہایت ہوگی لیکن وہ معیّن نہیں ہوگا اور اگر امد مقید ہو تو معیّن ہوگا۔(کنوز اعزازیہ المعروف بتفہیمات شرح مقامات اردو، از شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحبؒ ص: ۲۰۹)

اِثم اور عِقابْ میں فرق

واضح ہو کہ اِثم وہ بُرا کام جو انسان کرے اور عِقاب وہ بُرا کام جو انسان کرے، اُس میں گناہ بھی ہو اور یہ گناہ اس سے قصداً ہو جاتا ہے اور کبھی سہوا۔
(تفہیمات ص۲۸۰ ج۱، من مؤلف مولانا اعزاز علی صاحبؒ، افاضات شرح مقامات ص ۱۹ ج۱، ناشر مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

اِستماع اور انصات میں فرق

اِستماع اُس سننے اور کان لگانے کو کہتے ہیں جو کہ (بالقصدِ والارادہ) ہو اور پوری توجہ کے ساتھ ہو اور اِنصات کے معنی سکوت اور خاموشی کے ہیں، مگر اِنصات کے معنی مطلق سکوت اور خاموشی کے نہیں بلکہ کسی متکلم کے ادب و احترام کی بناء پر خاموش رہنے کا نام اِنصات ہے خواہ کلام سنائی دے یا نہ دے۔
(دیکھیے معارف القرآن از مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ص۱۸۶، ج۳)

اِنّ اور اَنّ میں فرق

اِنّ صدر کلام میں آتا ہے اور اپنے اسم و خبر سے ملکر کلام تام بن جاتا ہے جیسے اِنّ زیداً قائمٌ۔ اور اَنّ وسطِ کلام میں آتا ہے، اپنے اسم و خبر سے ملکر مفرد کے حکم میں ہوتا ہے اور ایک فعل یا ایک اسم کا اس سے پہلے آنا ضروری ہے جسکا یہ اَنّ فاعل یا مفعول یا کوئی اور جزو جملہ بن سکے جیسے بلغنی اَنّ زیداً قائمٌ۔ اِنّ کی خبر پر لام تاکید مفتوحہ آتا ہے جیسے اِنّ زیداً لقائمٌ اور علم اور اُسکے مشتقات کے بعد جب اَنّ مفتوحہ کی خبر

پر لام آئے تو اُس وقت انّ مفتوحہ بھی مکسورہ ہو جاتا ہے جیسے ﴿واللہ یعلم انک لرسولہ﴾. (کتاب النحو، ص:۲۵)

اِذ، اِذا، اِذاً اور اِذما میں فرق

''اِذ'' کسی گذشتہ واقعہ کی یاددہانی کیلئے آتا ہے جب کہ ''اذا'' کسی مستقبل کے واقعہ پر دلالت کیلئے آتا ہے اور ''اذ'' یہ ظرف کیلئے آتا ہے اور یہ ظرف مبنی بر سکون ہوتا ہے تب اسکے بعد (کان کذا) محذوف ہوگا، چنانچہ اس کو معرب کی طرح کبھی مکسور منون اور کبھی مفتوح منون پڑھتے ہیں جیسے اِذٍ اور یومئذٍ (تیسیر القرآن ص:۱۹) اور ''اِذما'' یہ اِذاَ سے بنا ہے۔ ما کے لاحق ہونیکی وجہ سے الف کو گرادیا گیا ''اذما'' ہو گیا۔ چونکہ ''اذا'' میں خود ہی شرط کے معنی پائے جاتے ہیں اور مستقبل کیلئے وضع کیا گیا ہے، لیکن ما کے لاحق ہونیکی وجہ سے مضارع پر اگر چہ داخل ہو جاتا ہے مگر جزم نہیں دیتا۔ علامہ سیرانیؒ کا قول یہ ہے کہ سیبویہؒ کے علاوہ کسی نحوی نے ''اِذما'' کو ذکر نہیں کیا ہے۔ علامہ مبردؒ کا قول ہے کہ ''اِذما'' اپنی اسمیت پر باقی رہتا ہے ما سے صرف اضافت کی طلب سے رُک جاتا ہے، اس قول کی بناء پر ''اذما'' جزم دینے کے ساتھ مستقبل کے معنی بھی دیتا ہے۔ (مصباح العوامل ص:۶۴،۶۵)

الفرق بين الارادة والمشيّة

قيل الارادة هي العزم على الفعل او الترک بعد تصور الغاية المرتبة عليه من خيرٍ او نفعٍ او لذةٍ ونحو ذالک وهي اخصّ من المشيّة لانّ المشيّة ابتداءُ العزمِ على الفعل فنسبتها الى الارادة نسبةُ الضعف الى القوّة والظنّ الى الجزم فانک رُبما شئت شيئاً ولاتريدهٗ لمانعٍ عقلي او شرعي (فروق اللغات ص:۴۰، الفروق في اللغة: ص:۱۱۷، سآرب الطلبه ۲۱۹)

''مشیت اور ارادہ کے درمیان فرق یہ ہے، کہ ارادہ نام ہے عزم علی الفعل

یعنی کسی کام کے کرنے کا پختہ ارادہ کرنا یا کسی کام کے چھوڑنے کا، ایسے مقصد کے تصور کے بعد جس پر کوئی بھلائی، نفع یا لذت یا اور کوئی اس جیسی دوسری چیز مرتب ہو۔ ارادہ مشیت سے خاص ہے کیونکہ مشیت ابتدائے عزم علی الفعل کا نام ہے یعنی کسی کام کے کرنے پر پختہ ارادہ کا مبدأ اور اس کا ابتدائی حصہ پس مشیت کی نسبت ارادہ کی طرف یہ ضعف کی نسبت قوت کی طرف اور ظن کی نسبت جزم یعنی پختہ یقین کی طرف ہے، کیونکہ بسا اوقات آپ کسی کام کو کرنا چاہتے ہیں دوسرے لفظوں میں آپ کسی کام کی مشیت تو چاہتے ہیں لیکن اس کا ارادہ نہیں کرتے کسی مانع عقلی یا شرعی کی وجہ سے۔"

الفرق بین الالٰہ والمعبود

انّ الالٰہ ھو الذی یحق لہ العبادۃ فلا الٰہ الا اللّٰہ ولیس کلُّ معبودٍ یحق لہ العبادۃ. ألا تریٰ أنّ الاصنامَ معبودۃ والمسیح معبود ولایحقّ لہ ولھا العبادۃ (الفروق فی اللغۃ ص: ۱۸۰)

"بیشک الٰہ وہ ہے جو عبادت کا مستحق ہو پس "لاالٰہ الا اللّٰہ" یعنی الٰہ صرف اور صرف اللہ عزوجل ہے۔ اور ہر معبود مستحق عبادت نہیں ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ بت اور مورتیاں معبود ہیں اور مسیح معبود ہیں، حالانکہ بُت اور مسیح علیہ السلام مستحق عبادت نہیں ہیں۔"

ازلی، ابدی اور قدیمی میں فرق

ان تینوں الفاظ کے معانی ہیں دائمی ہمیشگی کے: پھر ان میں باہمی فرق یوں ہے کہ ازلی: اس چیز کو کہتے ہیں جس کی ابتداء نہ ہو یعنی ہمیشہ سے ہو۔ ابدی: اس چیز کو کہتے ہیں جس کی انتہاء نہ ہو ہمیشہ رہے اور قدیم: اس چیز کو کہتے ہیں جسکی نہ ابتداء ہو نہ انتہاء، یعنی ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے۔ پس یہ تینوں صفاتِ باری تعالیٰ میں سے ہیں۔

(مآرب الطلبہ ص ۱۹۳)

اظہار اور جہر میں فرق

انّ الجهر عموم الاظهار والمبالغة فيه، الاترىٰ انّك اذا كشفت الامر للرجل والرجلين، قلت "اظهرته لهما" ولاتقول "جهرت به" للجماعةِ الكثيرة فيزول الشكّ ولهذا قالوا: ﴿أرنا الله جهرةً﴾ اى عياناً لاشكَّ معه، واصله رفع الصوت يقال: جهر بالقراٰة، اذا رفع صوته بها وفي القراٰن ﴿ولاتجهر بصلاتك ولاتخافت بها﴾ اى بقراٰتك في صلوتك، وصوت جهير، رفيع الصوت ولهذا يتعدى بالباء فيقال جهرت به كما تقول رفع صوته به لانه في معناه' وهو في غيرِ ذالك استعارة واصل الجهر اظهارُ المعنى للنفس واذا أخرج الشيء من وعاءٍ او بيتٍ لم يكن ذالك جهرا او كان اظهارا، وقد يحصل الجهر نقيض الهمس لان المعنى يظهر للنفس بظهورِ الصوت. (الفروق في اللغة ص ۲۸۰، ۲۸۱)

"بیشک جہر، عموم اظہار اور اس میں مبالغہ کا نام ہے کیا آپ نہیں دیکھتے جبکہ آپ کوئی معاملہ ایک یا دو آدمیوں کیلئے واضح کریں تو یہ کہتے ہیں "اظهرته لهما" یعنی میں نے معاملہ ان دونوں کیلئے ظاہر کیا اور آپ یہ نہیں کہتے "جهرت به للجماعة الكثيرة" جہر سے شک ختم ہوجاتا ہے اسلئے انہوں نے (بنی اسرائیل نے) کہا تھا "ارنا الله جهرةً" یعنی ہمیں اللہ عزوجل کا دیدار کرایئے واضح طور پر یعنی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں جس میں کوئی شک نہ ہو اور اس کی اصل رفع الصوت یعنی آواز کو بلند کرنا ہے۔ کہا جاتا ہے "جهر بالقراٰة" جبکہ وہ قرأت میں اپنی آواز کو بلند کرے اور قرآن شریف میں ہے "ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها" (یعنی تو اپنی آواز بلند مت کر نماز میں اور آہستہ نہ پڑھ اس میں)۔ یعنی اپنی قرأت میں اپنی نماز کے اندر اور بلند آواز ہو۔ اور اسی لئے باء کے ساتھ متعدی

ہوتا ہے پس کہا جاتا ہے "جھرت به" جیسا کہ تم کہتے ہو اس نے اپنی آواز اس میں بلند کی اسلئے کہ وہ اس کے معنی میں ہے۔ اور وہ اس کے علاوہ میں استعارہ ہے اور جہر کی اصل یہ ہے کہ نفس کیلئے معنی کو ظاہر کرنا اور جب کوئی شئی کسی برتن یا گھر سے نکالا جائے تو وہ جہر نہ ہوگا بلکہ وہ اظہار ہوگا اور کبھی کبھی جہر حاصل ہوتا ہے نقیض ہمس سے کیونکہ نفس کیلئے معنی آواز کے ظاہر ہونے سے ہوتا ہے۔"

آہا اور اہھا میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان یہ فرق ہے کہ آھا، اس وقت بولتے ہیں جبکہ خود اپنے آپ بول کر تعجب کرے اور اہھا اس وقت بولا جاتا ہے جہاں یہ اپنے مقصود کا اظہار کرے تو دوسرے لوگ اس پہ افسوس ظاہر کریں اور اسکے غم میں شریک ہوں۔

(افاضات شرح مقامات اردو ص: ۲۱۰ ج ۱، ناشر مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

افراط اور تفریط میں فرق

افراط کا استعمال زیادت اور کمال کی جانب حد تجاوز کرنے میں کیا جاتا ہے اور تفریط کا استعمال نقصان اور تقصیر کی جانب حد تجاوز کرنے میں کیا جاتا ہے۔ (المنطوق لمعرفة الفروق ص ۲۲، ناشر رشیدیہ لائبریری چاٹگام، بنگلہ دیش)

اُمید، آرزو اور تمنا میں فرق

"تمنا" کہتے ہیں کسی نیک چیز کی امید رکھی جائے، اور اس کو آرزو بھی کہتے ہیں اور امید۔ کہتے ہیں کہ جو شخص کسی چیز کی توقع رکھتا ہو، اس کو طلب بھی کرتا ہو۔

(فضائل صدقات ص: ۶۱۸، ۶۱۹، از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ ناشر فیضی کتب خانہ، لاہور پنجاب)

انابت اور توبہ میں فرق

توبہ کہتے ہیں گذرے ہوئے افعال پر شرمندگی وندامت کا اظہار کرنا اور انابت مستقبل میں معاصی وگناہ چھوڑنے کے ارادے کو کہتے ہیں۔ (فروق اللغات ص:۳۵، از علامہ نور الدین الجزائری، ناشر المکتبۃ الثقافۃ الاسلامیہ ایران)

استطاعت اور قدرت میں فرق

قيل الفرق بينهما انّ الاستطاعة انطباع الجوارح للفعل، و القدرة هي ما اوجب كون القادر عليه قادراً ولذالك لايوصف الله بانّه مستطيع ويوصف بانّه قادر. (فروق اللغات، ص: ۴۱، والفروق في اللغة ص ۱۰۳)

”کہا گیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان یہ فرق ہے کہ استطاعت کسی کام کیلئے جوارح کے جذبات ابھارنے کو کہتے ہیں اور قدرت کہتے ہیں قادر کا اس فعل پر قدرت والا ہونا۔ اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت ”مستطیع“ نہیں ہوسکتی ہاں قادر ہوسکتی ہے۔“

اتمام اور اکمال میں فرق

(۱) امام راغب اصفہانی کہتے ہیں کہ کسی چیز کا اکمال اور تکمیل اس کو کہتے ہیں کہ اس چیز سے جو غرض ومقصود تھا وہ پورا ہو جائے اور اتمام کے معنی یہ ہیں کہ اس چیز سے دوسری چیز کی ضرورت اور حاجت نہ رہے (ب) یہ ہے کہ اتمام باعتبار اجزاء اور اکمال باعتبار اوصاف ہوتا ہے جیسے قرآن میں ہے: ﴿ **اليومَ اكملتُ لكم دينكم واتممتُ عليكم نعمتي** ﴾ الاية، یعنی اکمال دین کا حاصل یہ ہوا کہ قانونِ الٰہی اور احکامِ دین کے اس دُنیا میں بھیجنے کا جو مقصد تھا، وہ آج پورا کر دیا گیا اور اتمام نعمت کا

مطلب یہ ہوا کہ اب مسلمان کسی کے محتاج نہیں ان کو خود حق تعالیٰ شانہ نے غلبہ، قوت اور اقتدار عطاء فرمایا جس کے ذریعہ وہ اس دین کے احکام کو جاری اور نافذ کر سکیں۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۵۰ مؤلفہ مولانا شبیر احمد صاحب، وفروق اللغات ص ۴۴)

آلؔ اور ذریتؔ میں فرق

آل الرجل ذو قرابته وذرّية نسله. فكلُّ ذرّيةٍ آلٌ وليس كلُّ آلٍ ذرّيةً وايضا الآل يختصُّ بالاشراف وذوى الاقدار بحسب الدين او الدنيا بخلاف الذرية. (فروق اللغات ص ۴۷)

''آدمی کی آل اس کے ذوقرابت ہے اور ذریت اس کی نسل ہے پس ہر ذریت آل ہے اور ہر آل ذریت نہیں ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ آل دینی یا دنیوی مرتبہ والے کے ساتھ مختص ہے بخلاف ذریت کے۔''

ابؔ اور والدؔ میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں الفاظ کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ لفظ والد کا اطلاق بلا واسطہ اپنے ہی باپ پر ہوتا ہے اور لفظ ابؔ: کا اطلاق اپنے والد کے علاوہ کبھی کبھی دادا اور پردادا پر بھی ہوتا ہے۔ (فروق اللغات ص ۲۱، الفروق فی اللغہ، مآرب الطلبہ)

اجازتؔ اور اذنؔ میں فرق

قد فرق بينهما بان الاذنَ هو الرخصة في الفعل قبل ايقاعه و الاجازة، الرخصة في الفعل بعد ايقاعه وهو بمعنى الرضاء بما وقع.

(فروق اللغات ص ۵۲، ومآرب الطلبہ ص ۱۴۲)

''ان کے درمیان یہ فرق بیان کیا گیا ہے کہ اذن کسی کام کے واقع کرنے سے

پہلے فعل میں رخصت دینا جبکہ اجازت کسی کام میں واقع ہونے کے بعد رخصت دینے کو کہتے ہیں اور وہ رضا بالقضاء کا نام ہے۔"

اقرار اور اعتراف میں فرق

الاقرار هو التكلم بالحق اللازم على النفس مع توطين النفس على الانقياد والاذعان. والاعتراف هو التكلم بذالک وان لم يكن معه توطين او ان الاعتراف هو ماكان باللسان. والاقرار قد يكون به وبغيره بل القرائن. (فروق اللغات ص۔ ۵۴)

"اقرار اس حق بات کو بولنا جو کہ نفس پر لازم ہے، نفس کو فرمانبرداری پر آمادہ کرنے کے ساتھ اور اعتراف بھی یہی ہے، اگرچہ اس میں نفس کی آمادگی نہیں ہوتی ہے یا اعتراف وہ ہے جو زبان کے ساتھ ہو اور اقرار کبھی زبان اور کبھی غیر زبان کے ساتھ ہوتا ہے، بلکہ قرائن کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔"

الفرق بين الاجتماع واللقاء

اللقاء هو الاجتماع على وجه المقارنة والاتّصال. والاجتماع قد يكون على غير المقارنة والاتصال فلا يكون لِقاءً كاجتماع القوم فى الدار وان لم يكن هناک اتّصال (فروق اللغات ص: ۴۷)

"لقاء اس اجتماع کو کہتے ہیں جو مقارنت اور اتصال کے ساتھ ہو جبکہ اجتماع بغیر مقارنت اور اتصال کے بھی ہوتا ہے۔ اس وقت لقاء نہ ہوگا جبکہ کسی قوم کا اجتماع گھر میں ہو، اگر وہاں اتصال نہ ہو۔"

آنیۃ اور ظرف میں فرق

الآنية تطلق على كلّ مايستعمل فى الاكل والشرب وغير هما

کقدر والمغرفة والصحن والغفارة والظرف اعمّ منه ومن غيره اذهوما يشغل الشيء و يحيط به فالصندوق والمخزن وكذا الحوض والدار ظروف ولاتطلق عليها آنية فبينهما عموم وخصوص.(فروق اللغات ص:۵۸)

"آنیہ" کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو کھانے پینے اور ان کے علاوہ میں استعمال ہوتا ہے جیسے: ہانڈی، ڈونگا، پلیٹ اور غفارہ وغیرہ ہیں اور ظرف اس سے اور اس کے غیر سے عام ہے، کیونکہ ظرف وہ ہے جو کہ کسی شئ کو مصروف کردے اور اس کو گھیر لے، پس صندوق، پیٹی، الماری اور اسی طرح حوض اور گھر ظروف ہیں، لیکن ان پر آنیہ کا اطلاق نہیں ہوتا پس ان کے درمیان عموم وخصوص کی نسبت ہے۔"

اجر اور ثواب میں فرق

وان كان في اللغة الجزاء الذي يرجع الى العامل بعمله ويكون في الخير والشرّ، الاّانّه قد اختصّ في العرف بالنعيم على الاعمال الصالحة من العقائدِ الحقّةِ، والاعمال البدنيّةِ والماليّة، والصبر في مواطنه بحيث لايتبادر منه عند الاطلاق الاّهذا المعنى، والاجر انّما يكون في الاعمال البدنية من الطاعات.(فروق اللغات ص: ۶۱)

"ثواب" اگرچہ لغت میں وہ بدلہ ہے جو عامل کی طرف اس کے عمل کے بدلہ میں ہو اور یہ بھلائی اور برائی دونوں میں ہوتا ہے، مگر عرف میں نعمتوں کے ساتھ مختص ہے اعمال صالحہ پر عقائد حقہ اور اعمال بدنیہ و مالیہ سے اور صبر کی جگہ میں صبر کرنا بایں طور کہ مطلقاً جب بولا جائے تو یہی معنی سبقت کرتا ہے۔ جبکہ اجر طاعات میں سے صرف اعمال بدنیہ میں ہوتا ہے۔"

اخبار اور اعلام میں فرق

الفرق بینهما انَ الاعلامَ قد یکون بخلقِ العلمِ الضروری فی القلب کماخلق الله سبحانه من کمال العقل والعلم بالمشا هدات . و الاخبار هو اظهار الخبر علم به او لم یعلم ولا یکون مخبراً بما یحدثه من العلم فی القلب کما یکون معلّماً بذالک. (فروق اللغات ص: ۵۹)

''ان دونوں کے درمیان یہ فرق ہے کہ اعلام کبھی کبھار دل میں علم ضروری و بدیہی کے پیدا ہونے سے ہوتا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے کمال عقل اور قوت مشاہدات پیدا فرمائی اور اِخبار کہتے ہیں خبر دینے کو خواہ وہ جانتا ہو یا نہیں، علم ہو یا نہ ہو، چنانچہ دل سے کسی علم کی بات کو کہنے والا معلم تو کہلائے گا لیکن مخبر نہیں۔''

ایلام اور عذاب میں فرق

الفرق بینهماانَ الایلامَ قد یکون بجزء الاثم فی الوقت الواحد مقدار مایتالم به والعذاب الالیم الذی له استمرار فی اوقات ومنه" العذاب الاستمرار فی الخلق". (فروق اللغات ص. ۶۱)

''ان کے درمیان فرق یہ ہے کہ ایلام جب تک تکلیف ہو اس وقت جاری رہتا ہے اور عذاب الیم جو جاری اور مستمر رہتا ہو کہا جاتا ہے "العذاب الاستمرار فی الخلق "۔

افتراء، کذب اور بہتان میں فرق

الکذب هو عدم مطابقة الخبر الواقع او الاعتقاد المخبر لهما علیٰ خلافِ فی ذالک، والافتراء اخصُ منه لانّه الکذب فی حقّ الغیر بما

لایرتضیہ بخلافِ، الکذب فانّہ قدیکون فی حقّ المتکلم نفسہ مع علم صدقہِ فی ذالک ھو کاذب ولایقال ھو مفتر، اماالبھتان فھو الکذب الذی یواجہ بہ صاحبہ علی وجہ المکا برقلہ.(فروق اللغات ص:۲۳)

''کذب وہ خبر ہے جو واقع سے مطابقت نہ رکھتا ہو یا اعتقاد مخبر کا ان دونوں کے مطابق نہ ہونا اس میں بر بنا اختلاف کے۔اور افتراء اس سے اخص ہے چنانچہ وہ غیر کے بارے میں کہی گئی وہ بات ہے جس پر وہ راضی نہ ہو، برخلاف کذب کے، کیونکہ وہ کبھی متکلم کی اپنے بارے میں بھی ہوتا ہے، اس کی عدم سچائی کے ساتھ ہو تو کہا جاتا ہے "ھو کاذب" لیکن "ھو مفتر" نہیں کہا جاتا۔اور "بھتان" تو وہ ایسا جھوٹ ہے جو کسی غیر کے بارے میں بطور عناد و مکابرہ گھڑی گئی ہو۔''

ادراک اور احساس میں فرق

علی ماقال ابو احمد: انہّ یجوزان یدرک الانسان الشیٔ وان لم یحسّ بہ کالشیٔ یدرکہ ببصرہ ویغفل عنہ فلا یعرفہ فیقال انّہ لم یحسّ بہ و یقال انّہ لیس یحسّ اذا کان بلیداً لایفطن وقال اھل اللغۃ کل ماشمرت بہ فقداحسستہ ومعناہٗ ادرکتہ بحسّک وفی القرآن: ﴿فلمّا احسّوا باسنا﴾.وفیہ ﴿فتحسسوا من یوسف واخیہ﴾ای تعرفوا باحساسکم.والتفصیل فی.(الفروق فی اللغات ص:۸۲)

''جیسا کہ علامہ ابو احمدؒ نے کہا ہے تو جائز ہے کہ انسان کسی چیز کا ادراک کرے اگر چہ اس کا احساس نہ ہو جیسا کہ کوئی شئی ہے اس کا ادراک اپنی بصارت سے کر رہا ہے اور اس سے غافل ہے پس اس کو نہیں پہچانتا پس کہا جائے گا کہ اس نے اس کا احساس نہیں کیا۔اور کہا جاتا ہے کہ اس میں حس نہیں ہے جبکہ وہ غبی ہو، کچھ نہ سمجھتا ہو، اور اہل لغت نے کہا ہر وہ چیز جس کا آپ شعور رکھیں۔تو آپ نے اس کا احساس کیا ہے اور اس کا مطلب ہے کہ آپ نے اس کا ادراک اپنے حس کے ذریعے کیا قرآن میں ہے

"فلما احسّوا باسنا" اور یہ بھی ہے "فتحسّسوا من یوسف و اخیه" یعنی اس کو اپنے احساس سے پہچان لو اور اس کی مکمل تفصیل فروق فی اللغات میں ہے۔"

الفرق بین الابلاغ والایصال

انّ الابلاغ اشدّ اقتضاء للمنتهی الیه من الایصالِ لانّه یقتضی بلوغ فهمه وعقله کالبلاغ اللذی یصل الی القلبِ وقیل الابلاغ اختصار الشیٔ علی جهة الانتهاء ومنه قوله تعالیٰ: ﴿ثمّ ابلغه مأمنه﴾ الآیة.(الفروق فی اللغة ص: ۵۲)

"ابلاغ یہ ایصال کے مقابلے میں منتھی الیہ سے زیادہ تقاضی کرنے والا ہوتا ہے اسلئے کہ وہ سمجھ اور عقل میں کمال کا متقاضی ہے جیسے دل تک پہونچنے والی بات، اور کہا گیا ہے کہ ابلاغ کسی چیز کو انتہائی مختصر کرنے کو کہتے ہیں جیسے اللہ رب العزت کا قول ہے ﴿ثمّ ابلغه مأمنه﴾ یعنی اسے محفوظ مقام تک پہنچاؤ۔"

الفرق بین الادراک والوجدان

انّ الوجدان فی اصلِ اللغة لماضاع اولمایجری مجری الضائع فی ان لایعرف موضعه وهو علی خلافِ النّشران فاخرج علی مثاله یقال نشدت الضالّة اذا طلبتها اشدانا فاذا وجدتها قلت وجدتها وجداناً فلمّا صار مصدره موافقاً لبناء النشدان الستر علی ان وجدت ههنا انّما هو للضالّة، والادراک قد یکون لماسبقک الاتری انک تقول وجدت الضالّة ولاتقول ادرکت الضالّة وانّما یقال ادرکت الرجل اذا سبقک ثمّ اتبعته فلحقته واصل الادراک فی اللغة بلوغ الشیٔ وتمامه (والتفصیل فی الفروق فی اللغة ص: ۱۸۳)

"وجدان اصل لغت میں کہا جاتا ہے جب کوئی چیز ضائع ہوجائے یا ضائع

ہونے کے قائم مقام ہو جائے اس طور سے کہ اس کی جگہ معلوم نہ ہو اور وہ نشدان (کھوئے ہوئے کو ڈھونڈنا) کے خلاف ہے۔ اس کی مثال میں کہا جاتا ہے۔ میں نے کھوئی ہوئی چیز کو تلاش کیا جب تم نے اس کو تلاش وطلب کیا:۔

نشدت الضالة اذا طلبتها انشادا فاذا وجدتها قلت وجدتها وجداناً

”یعنی جب آپ اس کو پالے تو کہیں گے کہ میں نے پالیا۔ جب وجدان کا مصدر (چھپی ہوئی کو ڈھونڈنا) کے بناء کے موافق ہو جائے اس طور سے کہ یہاں پایا گیا تو وہ غائب گم شدہ کیلئے ہے۔“

اور ادراک کبھی اس شئی کیلئے ہوتا ہے جو آپ سے پہلے ہو چکی ہو، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ آپ ”وجدت الضالة“ (گمشدہ کو میں نے پالیا) کہتے ہیں اور ”ادرکت الضالة“ گمشدہ کا ادراک کیا نہیں کہتے، اور ”ادرکت الرجل“ آدمی کو میں نے پایا اسی وقت کہیں گے ”اذا سبقک“ جب وہ آپ سے پہلے ہو، آپ پر سبقت کر چکا ہو۔ پھر آپ نے اس کا پیچھا کیا اور اس کے ساتھ مل گئے، اور ”اصل ادراک لغت میں کہا جاتا ہے شئی کے پہنچنے اور اس کے پورا ہونے کو۔ (مکمل تفصیل فروق فی اللغۃ کے اندر ہے ص:۸۴)

اختراع اور ابتداع میں فرق

انّ الابتداع ایجادمالم یسبق الیٰ مثله یقال ابدع فلان اذا اتیٰ بالشيی الغریب وابدعه الله تعالیٰ: فهو مبدعٌ وبدیع ومنه قوله تعالیٰ (بدیع السموٰات و الارض) وفعیلٌ من افعل معروف فی العربیة یقال بصیرٌ من ابصر وحلیمٌ من احلم والبدعة فی الدین ماخوذٌ من هذا وهو قولٌ مالم یعرف قبله ومنه قوله تعالیٰ: ”ما کنت بدعامن الرسول“ وقال راویه . و لیس وجه الحق ان یبدعا . (الفروق فی اللغة ص ۱۲۶)

” ابتداع کہتے ہیں کہ ایسی چیز کا ایجاد کرنا جس کی پہلے مثل ونظیر نہ ہو،

کہا جاتا ہے "ابدع فلان" جب نئی اجنبی چیز کو ایجاد کرے "و ابدعه الله تعالیٰ فهو مبدع" یعنی اس کا ابداع اللہ تعالیٰ کیا پس اللہ تعالیٰ مبدع ہیں اور بدیع ہیں۔ اور اسی سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے "بدیع السموات و الارض" یعنی اللہ تعالیٰ تمام آسمان اور زمین کو ایک انوکھے انداز سے پیدا کرنے والا ہے، اور فعیل افعل سے معروف ہے عربی میں کہا جاتا ہے، بصیر ابصر سے اور حلیم احلم سے، اور دین میں بدعت جو ہے اسی سے ماخوذ ہے اور بدعت کہتے ہیں ایسی بات کرنا جو اس سے پہلے معلوم نہ ہو، اور اسی سے باری تعالیٰ کا ارشاد:" ما کنت بدعا من الرسل " یعنی میں کوئی انوکھا رسول تو ہوں نہیں ، اور اس کے راوی نے کہا ہے کہ حق کیلئے زیبا نہیں کہ بدعت کرے۔"

انابت اور رجوع میں فرق

انّ الاِنابة الرجوع الیٰ الطاعة فلایقال لمن رجع الیٰ معصية أنه اناب والمنيب اسم مدح كالمؤمن والمتقى. (الفروق فی اللغةص ۳۰۰)

(ترجمہ)" انابت کے معنی ہے رجوع کرنا کسی کا اطاعت کی طرف، پس نہیں کہا جائیگا انابت اس شخص کیلئے جس نے معصیت کی طرف رجوع کیا ہو اور منیب تعریفی کلمہ ہے جیسے مؤمن اور متقی وغیرہ۔"

الہام اور خواب میں فروق

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ خواب میں خیال کو زیادہ دخل ہوتا ہے اور الہام میں خیال کو زیادہ دخل نہیں ہوتا، مگر اس کی صحت کیلئے صرف یہی کافی نہیں بلکہ اس کی صحت کیلئے علامت یہ ہے کہ خلاف شریعت نہ ہو، نیز اس کی صحت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ صاحب الہام صاحب نور ہوتا ہے اس کو الہام میں ایک نورانیت محسوس ہوتی ہے جس کو

وہی سمجھ سکتا ہے نیز الہام میں ایک طبعی بشاشت وفرحت اور انشراح معلوم ہوتا ہے۔(فقہ حنفی کے اصول وضوابط ص:۲۱۵)

اہاب اور جلد میں فرق

ان دونوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ اہاب: کہتے ہیں اس تازہ چمڑے کو جو بغیر دباغت کے کسی جانور سے اتار لیا گیا ہو۔اور جلد: کہتے ہیں اس چمڑے کو جو دباغت دیکر پاک صاف کیا گیا ہو۔تفصیل کیلئے دیکھئے۔(مآرب الطلبه فی تحقیق الفرق بین الالفاظ المترادفة والمعانی المتقاربة،ص۔۲۶۲)

انزال اور تنزیل میں فرق

مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند نے فرمایا کہ ان دونوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ تنزیل کا معنی ہے بتدریج نازل کرنا اور انزال کا معنی ہے بیک وقت اتار دینا۔(دیکھئے خزینہ ص:۱۵۵ از مؤلف مولانا اسلم شیخوپوری مدظلہ العالی، ناشر مکتبہ صدف ناظم آباد کراچی)

اتباع اور تقلید میں فرق

مفتی محمد شفیع صاحب نے کسی سائل کے جواب میں فرمایا کہ حضرت تھانوی نے اتباع وتقلید میں فرق بدرجہ تباین یا اتحاد بدرجہ تساوی نقل کیا ہے۔(امداد الفتاویٰ ص:۶۰۶ ج۴) پھر فرمایا جو میرے ذہن میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ لفظ تقلید فنونِ شرعیہ میں بوجہ اصطلاح کے لغوی معنی میں مستعمل نہیں اور اتباع میں کوئی اصطلاح منقول نہیں، اسلئے وہ اپنے لغوی معنی میں مستعمل ہے اور اسکے لغوی معنی ظاہر ہے کہ تقلید سے عام ہیں، اب سوال کا جواب ظاہر ہے کہ ان دونوں کے معنی میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے یعنی اتباع عام ہے اور تقلید خاص۔(تفصیل کیلئے دیکھئے مآرب الطلبہ ص:

۶ /۱۷۷/ ۱۷۷)

اباحت اور تخییر میں فرق

خوب اچھی طرح جان لینا چاہئے کہ صاحب توضیح نے لفظ تـخییـر اور اباحت کے درمیان فرق اس طرح واضح فرمایا ہے کہ لفظ "تـخییر مانعة الجمع " کے منزلہ میں ہے یعنی دو چیزوں کا اس طرح ہونا کہ دونوں یکبارگی جمع نہیں ہوسکیں لیکن دونوں کا رفع یعنی نفی ممکن ہو اور اباحت بمنزلہ " مانعة الخلو " کے ہے یعنی دو چیزوں کا اس طرح ہونا کہ دونوں ایک ہی جگہ یکبارگی جمع ہوسکیں لیکن رفع یعنی نفی نہیں ہوسکتیں اور دونوں کا فرق خارج میں دلالت حالیہ اور مقالیہ کے ذریعہ معلوم ہو سکتا ہے۔ (مآرب الطلبہ ص:۱۷۱ بحوالہ حاشیہ نور الانوار ص:۱۸۸)

الٰی اور حتّیٰ میں فرق

حتّیٰ یہ الی کی طرح انتہائے غایت کا حرف ہے، مگر حتی اور الی کے اندر کئی باتوں میں باہم فرق ہیں (ا) حتّـی الی سے ان باتوں میں منفرد ہے کہ وہ محض اسم ظاہر کو جر دیتا ہے اور اس اخری مسبوق کو بھی جو کئی اجزاء رکھتا ہو اور اسکا مجرور جزو اخیر کے ساتھ ملتا ہو جیسے "سـلامٌ هیَ حتّیٰ مطلع الفجر. الایة" کہ اس مثال میں حتیّ نے مطلع کو جر دیا ہے اور وہ رات کے اخری حصہ سے یعنی فجر سے ملتا ہے اور وہ اپنے ماقبل فعل کے آہستہ آہستہ شروع ہونے کا فائدہ دیتا ہے اور اسکے مقابلہ میں ابتدائے غایت کی ضرورت نہیں ہوتی اور اسکے بعد ان مقدرہ کے باعث مضارع منصوب واقع ہوتا ہے اور اس حالت میں مضارع منصوب مع ان مقدرہ کے دونوں مصدر مجرور کی تاویل میں ہوتے ہیں، ایسے مواقع پر حتّـی کے تین معانی آتے ہیں (ا) یہ کہ وہ الیٰ کا مترادف ہوتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ: "لَنْ نبرحَ علیه عاکفینَ حتّیٰ یـرجعَ الیـنـا موسـی" (ب) دوسرے یہ کہ کی تعلیلیہ کا مترادف ہوتا ہے

جیسے:قوله تعالىٰ: "ولا یزالون یُقاتلونکم حتّٰی یردُّوکم" (ج) تیسرے یہ کہ وہ استثناء میں الا کا مترادف ہوتا ہے جیسے قوله تعالىٰ: "و ما یُعلّمانِ مِن احد حتّٰی یقولا" الاية ،اور یہ بھی اہم ہے کہ حتی کے ساتھ غایہ کا دخول مغیا میں ہو گا اور اِلٰی کے ساتھ نہ ہوگا اور حتی ابتدائیہ اور عاطفہ بھی ہوتا ہے۔مزید تفصیل کیلئے دیکھئے :(الاِتقان فی علوم القرآن ص: ۵۱۱/۵۱۲ ج۱)

اشارہ اور دلالت میں فرق

﴿اعلم انّ الاشارة تکونُ فی الحضرة، والدلالة فی الغیبة بین الطریق﴾.

"جاننا چاہئے کہ لفظ اشارہ اور دلالت کے درمیان فرق یہ ہے کہ اشارہ میں تو مشارٌ الیہ کا حاضر ہونا ضروری وشرط ہے، لیکن دلالت میں مدلول کا حاضر ہونا ضروری نہیں۔" (مآرب الطلبہ ص:۲۲۳،واشرف الهدایہ ص:۳۲۱)

ارشاد اور رُشد میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ رشد کہتے ہیں: "الاستقامة علی طریق الحق مع استقامة تامة" اور ارشاد کہتے ہیں" هو العمل بموجب العقل". (افاضات ص۱۵ ج۱ شرح مقامات اردو، مصنف مولانا افتخار علی دیوبندی" ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

اصحاب اور صحابہ میں فرق

اصحاب اور صحابہ دونوں کے معنی ساتھی کے ہیں کہ صحابہ صاحب کا اسم جنس ہے اور اصحاب صاحب کی جمع ہے، پھر دونوں میں باہمی فرق اس طریقہ سے ہے کہ صحابہؓ کا استعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور اصحاب کا استعمال

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ عام ہے، پس جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے بارے میں۔ "اصحابی کالنجوم الخ" فرمایا اسی طرح قرآن میں اصحابُ الجنّة واصحاب النّار، وغیرہ کا استعمال ہوا ہے جو آپ کے ساتھیوں کے علاوہ ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۳۹/۳۸)

ادراک، علم، شعور اور معرفت میں فرق

ادراک بالقلب کو علم کہا جاتا ہے اور ادراک بالحواس کو شعور کہتے ہیں اور معرفت وہ ہے جس میں مسبوق بالجهل کا لحاظ ہوتا ہے، لہذا باری تعالیٰ پر شاعر یا عارف کا اطلاق نہیں کیا جاتا اور ادراک سب سے عام ہے لہذا باری تعالیٰ پر اسکا اطلاق ہوتا ہے جیسے قوله تعالى لاتدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير" الاية. (تفهيمات ص: ۳۴ ج ا المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۱۰۵ فروق اللغات ۱۵۵)

استخارہ اور فال میں فرق

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ ان دونوں میں فرق یہ ہے مثلاً فال کا استخارہ پر قیاس کرنا محض قیاس باطل ہے کئی وجوہ سے (ا) یہ کہ استخارہ دلیل شرعی سے ثابت ہے اور فال بھیئو دِ مذکورہ کسی دلیل صحیح سے ثابت نہیں (ب) یہ کہ خود مقیس علیہ بھی واقعاتِ گذشتہ کی تحقیق کیلئے نہیں مثلاً کسی کے یہاں چوری ہوجائے تو استخارہ اس غرض کیلئے نہ جائز ہے اور نہ مفید کہ چور معلوم ہوجائے جیسا کہ فال والے اس قسم کی حکایتوں کو نہ بطور ظرافت کے بلکہ بطور اعتقاد کے بیان کیا کرتے ہیں۔ (اصلاحِ انقلاب امت ص: ۵۹ ج ا)

احسان اور فضل میں فرق

انّ الاحسان قد یکون واجباً وغیر واجبٍ والفضل لایکون واجباً علیٰ احد وانّما هو ما یتفضل به من غیرِ سبب یوجبه. (الفروق فی اللغة،ص:۱۸۹)

''احسان کبھی تو واجب ہوتا ہے اور کبھی واجب نہیں ہوتا اور فضل کسی پر واجب نہیں ہوتا اور فضل تو کہتے ہیں بھلائی کرنا، بغیر کسی سبب کے جو اس کو واجب کرے۔''

اعمیٰ اور اکمہ میں فرق

ان دونوں میں باہمی فرق یہ ہے کہ اعمیٰ کہتے ہیں مطلق اندھے کو (عدم البصر من شانه کونه بصیراً) یعنی بصارت نہ ہونا اس شخص میں جس کی شان میں بصارت ہوتی ہے عام از یں کہ عدم بصارت کی ابتداء ماں کے پیٹ سے ہو یا اس کے بعد سے ہو اور اکمہ: کہتے ہیں اس اندھے کو جس کی عدم بصارت کی ابتداء اپنی ماں کے پیٹ سے ہو۔ (مآرب الطلبہ ص:۲۷۲)

اسلام اور دین میں فرق

جاننا چاہیئے کہ عربی زبان میں لفظ دین کے چند معانی ہیں (۱) یہ ہے کہ طریقہ اور روش، اور شرعی اصطلاح میں لفظِ دین ان اصول اور احکام کو بولا جاتا ہے جو حضرت آدمؑ سے لیکر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک سب انبیاءؑ میں مشترک ہیں اور شریعت یا منہاج یا بعد کی اصطلاح میں مذہب جیسے الفاظ فروعی احکام کیلئے بولے جاتے ہیں جو مختلف زبانوں اور مختلف امتوں میں مختلف ہوتے چلے آئے ہیں اور جیسے: قوله تعالی: ''شرع لکم من الدین ماوصّی به نوحا'' (الآیة) سے

بھی معلوم ہوتا ہے کہ دین سب انبیاء کا ایک ہی تھا اور لفظ اسلام کے لغوی واصلی معنی ہیں، اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا اور اسکے فرمان کے تابع ہونا۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے، مآرب الطلبہ ص: ۲۹۰)

ابہام اور تشکیک میں فرق

ان دونوں کے معنی شک میں ڈالنے کے ہیں پھر ان دونوں میں باہمی فرق یہ ہے کہ ابہام کے معنی متکلم حکم کو پوشیدہ رکھ کر مخاطب کو شک میں ڈالتا ہے جیسے جاء نی عمرو وبکر"۔ اگر متکلم نے بالقصد حکم چھپا کر مخاطب کو شک میں ڈالا ہے تا کہ مخاطب سے بوقتِ ضرورت اس حکم کے انکار کی گنجائش باقی رہے تو اسے تشکیک کہتے ہیں جیسے "انا وایاکم لعلی ھدیً اوفی ضلالٍ مبینٍ۔" یعنی ہم ان دونوں فریقوں میں سے ایک کیلئے ہدایت اور ایک کیلئے ضلالت ہے اور خلاصہ فرق بلا قصد اور مع القصد نکلا ہے۔

(مآرب الطلبہ ص:۳۰۲)

انّ اللہ معنا اور انّ معی ربّی میں فرق

ان دونوں جملوں کے اندر مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی مدظلہ فرماتے ہیں کہ فرعون کے لشکر نے جب موسیٰ علیہ السلام و بنی اسرائیل کا تعاقب کیا تو بنی اسرائیل نے جب دیکھا کہ سامنے دریائے نیل ہے اور پیچھے فرعون کا لشکر ہے، تو گھبرائے کیونکہ بنی اسرائیل اس قدر ضعیف الایمان تھے کہ دیکھتے ہی کہنے لگے "انا لمدرکون" تو اس وقت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "انّ معی ربی سیھدینِ" اس میں ایک فرق تو یہ ہے کہ موسیٰ نے اپنے نفس کو لفظ رب پر مقدم کیا دوسرا فرق یہ ہے کہ رب کی معیت کو صرف اپنے ساتھ بیان فرمایا اور قوم کو چھوڑ دیا، کیونکہ یہاں اسکا محل تھا اور اس کے برعکس غارِ ثور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبرؓ کے جواب میں فرمایا: "لاتحزن انّ اللہ معنا. الایۃ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ اللہ کو مقدم فرمایا اور معی

کے بجائے معنا کو عام رکھا، یعنی معیت الٰہیہ کو عام رکھا اور اپنے ساتھ مخصوص نہیں فر مایا؛ کیونکہ قوم موسیٰ کے خلاف حضرت صدیق اکبرؓ کا ایمان خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کامل تھا اسلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "انّ معی ربّی" کی بجائے "انّ اللہ معنا" فرمایا جو واقعہ وصورت حال کے عین مناسب ہے لہٰذا موسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کا کلام اپنی اپنی جگہ بلاغت کے اعلیٰ معیار پر ہے اس کے برعکس اگر موسیٰ "انّ اللہ معنا" کہتے تو کلام میں بلاغت نہ رہتی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر "انّ معی ربّی" کہتے تو موقع کے غیر مناسب ہونیکی وجہ سے کلام بلیغ نہ ہوتا (دیکھئے مآرب الطلبہ ص ۲۰۴/۵، اور ارشاد القاری ص: ۴۴۲)

اعطاء اور ایتاء میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ ان دونوں لفظوں کے معنی کوئی چیز کسی کو دینے کے ہیں، پھر ان دونوں میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ "آتی یؤتی ایتاء" بمعنی مطلق خرچ کرنے اور دینے کو کہتے ہیں اور "اعطیٰ یعطی اعطاء" کے معنی ہے کوئی خاص چیز کسی کو بطور انعام وبخشش کے طور پر دینے کو، تو خلاصہ یہ نکلا کہ ایتاء عام ہے اور اعطاء خاص ہے، جس کو منطقی حضرات عموم خصوص مطلق کی نسبت سے تعبیر کرتے ہیں۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۳۷ بحوالہ معارف القرآن مفتی محمد شفیعؒ صاحب)

ارادہ اور نیت میں فرق

ان دونوں لفظوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ارادہ اس کیفیت دل کو کہا جاتا ہے جس میں غرض کا اعتبار نہیں ہوتا بخلاف نیت کے کہ اس میں غرض کا اعتبار کیا جاتا ہے چونکہ افعال باری تعالیٰ کا معلل بالاغراض نہ ہونا ایک مسلمہ مسئلہ ہے اسلئے "نوی اللہ" نہیں کہا جاتا بلکہ اراد اللہ تعالیٰ کہا جاتا ہے جیسے "من اراد اللہ أن یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام" وفی الحدیث: "من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین" اور

بندہ کے افعال چونکہ اغراض سے خالی نہیں ہوتے اسلئے ارادہ اور نیت دونوں بندہ کے حق میں مستعمل ہیں جیسے قولہ تعالیٰ: "من کان یرید العاجلة عجّلنا له الخ وفی الحدیث: "انّما الاعمال بالنّیاتِ... الخ"

(مآرب الطلبہ ص ۲۳۰ بحوالہ تنظیم الاشتات ودرس مشکوٰۃ ص ۳۰ و تحفۃ المراقص: ۸۶)

اختلاف اور خلاف میں فرق

ان دونوں کے درمیان دو طرح کا فرق بیان کیا جاتا ہے(ا) اختلاف تو جانبین سے ہوتا ہے اور خلاف جانب واحد سے ہوتا ہے(ب) اختلاف کے اندر طرق اور مقاصد ہر دو میں تباین اور تغایر ہوتا ہے اور اتحادِ مقاصد کے ساتھ متباین طرق کو خلاف کہا جاتا ہے اور کبھی خلاف بمعنی اختلاف کے بھی ہوتا ہے ۔(فرائد مستورہ در تحقیقات کلمات مستورہ ص:۳۷ ومآرب الطلبہ ص: ۱۰۱)

احمق اور سفیہ میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ احمق بمعنی بیوقوف اسکی جمع حمقاء آتی ہے" کما فی الحدیث: "أُترک سنّة حبیبی لهؤلاء الحمقاء" اسی طرح سفیہ کے معنی بھی بیوقوف کے ہیں اسکی جمع سفہاء آتی ہے کما فی القرآن: "سیقول السفهاء الخ "غرض دونوں لفظوں کے معنی بے عقل وبیوقوف کے ہیں پھر ان میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ احمق اس بیوقوف کو کہتے ہیں جس کے کام میں کوئی نہ کوئی غرض تو ہوتی ہے لیکن کم فہم بیوقوفی کی بناء پر وہ اکثر حصول غرض پر قادر نہیں ہوتا اور سفیہ اس بیوقوف کو کہتے ہیں جس کے کام میں کوئی غرض وغایت ہی نہیں ہوتی یا غرض و غایت تو ہو لیکن حصول ناممکن ہو جیسے چھوٹے بچے اور پاگل کے کام ہوتے ہیں چنانچہ ایک مرتبہ ایک چھوٹا بچہ رو رہا تھا بڑی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ مرغی کا دودھ پینے کیلئے

روو رہا ہے ظاہر ہے کہ اس کی غرض کے باوجود حصول ممکن نہیں۔ (تاریب الطلبہ ص
۲۵۴ بحوالہ حاشیہ ہدایہ)

استہزاء اور مزاح میں فرق

(۱) مزاح کہتے ہیں: کسی کی بلا اہانت وتحقیر فقط خوش طبعی کیلئے اسکی کس
حالت وکیفیت کا اظہار کیا جائے جس سے لوگ ہنسیں اور استہزاء کہتے ہیں: کسی ک
اہانت وتحقیر اور اسکے عیب کا اظہار اس طریقہ سے کیا جائے جس سے لوگ ہنسیں
استہزاء کا دوسرا نام تمسخر ہے (۲) یہ کہ استہزاء وتمسخر کی ممانعت قرآن کریم میں آ
ہے جیسے "لایسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکون خیراً منهم الایة" بخلاف
مزاح کے کہ اس کی ممانعت قرآن وحدیث میں نہیں ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وس
سے مزاح ثابت ہے جیسے، ترمذی، مشکواۃ، وغیرہ میں ہے (۳) یہ کہ استہزاء وتمس
جس میں یقیناً مخاطب کی دل آزاری ہے وہ بالاجماع حرام ہے بخلاف مزاح کے، ک
وہ حرام نہیں لیکن مزاح کیلئے بھی علماء نے تین شرائط بیان کی ہیں (۱) کوئی با
خلاف واقعہ نہ ہو (ب) کسی کی دل آزاری مقصد نہ ہو (ج) اس کی عادت نہ ہو بلکہ
کبھار اتفاقی طور سے ہو بلکہ اگر مزاح سے کسی کی دلداری کا سبب ہو تو مستحب ہے
اور استہزاء کی بھی بہت سی شکلیں ہیں جو حرام ہیں (۱) کسی کے چلنے پھرنے کی یا اٹھنے
بیٹھنے کی اور بولنے وہنسنے کی نقلیں اتارنا علیٰ ھذا، قد وقامت کی، شکل وصورت کی نق
اتارنا وغیرہ (ب) کسی متکلم کے قول پر ہنسنا جس سے اس کی دل آزاری ہو (ج
آنکھ یا ہاتھ یا پیر کے اشارے سے اس کے عیوب کو ظاہر کرنا۔ استہزاء پر سزاء، حضرت
حسنؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جو لوگ دوسرے لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں آخرت میں ان کیلئے جنت کا ایک
دروازہ کھول دیا جائیگا اور اسکی طرف بلایا جائیگا جب وہ سرکتا، سسکتا ہوا وہاں تک پہنچے
تو دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر دوسرا دروازہ کھول دیا جائے گا اور اس کی طرف بلا

جائے گا جب وہ وہاں پہنچے گا تو دروازہ بند کردیا جائے گا اسی طرح برابر جنت کے اور دروازے بھی بند کر دئے جاتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ مایوس ہو جائے گا اور بلانے پر جنت کی طرف نہیں جائے گا۔

تنبیہ: بہت سے نادان و ناواقف لوگ بے احتیاطی سے استہزاء کو مزاح کے اندر داخل سمجھ کر استہزاء میں مبتلا ہو جاتے ہیں حالانکہ دونوں کے اندر باعتبار معنی وسزا کے بہت بڑا فرق ہے جو اوپر گذر چکا ہے اللہ تعالی ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔(دیکھئے مآرب الطلبہ ص۲۸۳/۲۸۴/۲۸۵۔ بحوالہ مثنوی دلپذیر و زواجر اور معارف سلطان وغیرہ)

اسم تفضیل اور مبالغہ میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ صیغۂ مبالغہ میں معنی فاعلیت کی زیادتی فی حد ذاتہ مقصود ہوتی ہے کسی دوسرے کی طرف اس میں نظر نہیں ہوتی جیسے ضرّاب (زیادہ مارنے والا) طوّال زیادہ لمبا(وغیرہ) اور اسم تفضیل وہ اسم ہے جو بہ نسبت دوسرے کے زیادتی معنی فاعلیت پر دلالت کرے جیسے اضرب من زید (زید سے زیادہ مارنے والا) ۔(علم الصیغہ مترجم ص۳۷/ و مآرب الطلبہ ۸۹)

اسراء اور معراج میں فرق

اصطلاح علماء میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کو اسراء کہا جاتا ہے اور یہ قرآن کی آیت "سبحان الذی اسری الایۃ" سے صراحۃ ثابت ہے لہذا اس کا منکر کافر ہے اور مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ اور عرش معلی تک کی سیر کو معراج کہا جاتا ہے اور یہ حدیث متواتر سے ثابت ہے اور بسا اوقات اول سے آخر تک کی پوری سیر کو اسراء اور معراج کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔(ایضاح المشکوۃ ص ۹۹ ج۲ مظاہر حق ص:۱۲۲ ج۵)

ابلؔ، جملؔ، بعیرؔ اور ناقہؔ میں فرق

واضح ہو کہ ان چاروں الفاظ کے درمیان فرق یہ ہے کہ یہ سب اونٹوں کے اسماء ہیں اور جنس اونٹ کو بعیرؔ کہا جاتا ہے اور اونٹوں کی جماعت کو ابلؔ کہتے ہیں اور نر اونٹ کو جملؔ اور مادہ اونٹ کو ناقہؔ کہتے ہیں۔ (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۱۱ مصنف مولانا شیخ عبد الاول صاحب، ناشر: رشیدیہ لائبریری چاٹگام۔

اوانؔ، حینؔ اور وقتؔ میں فرق

ان تینوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ وقتؔ زمانہ کی اس مقدار کو کہتے ہیں جو کسی کام کیلئے مقرر کر لی جائے۔ اور اوان اور حینؔ وہ زمانہ ہے جو تھوڑا ہو یا بہت خواہ کسی وقت کیلئے مقرر کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ (افاضات شرح مقامات اردو ص: ۴۳ ج: ۱، فروق اللغات ص: ۵۵)

ایمانؔ اور یقینؔ میں فرق

ایمان اور یقین کے درمیان لغۃً کوئی فرق نہیں ہے، دونوں کے معنی تصدیق کرنے کے ہیں، لیکن شریعت کی اصطلاح میں کئی اعتبار سے فرق بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے ایک مقدمہ ذہن نشین کر لیجئے، وہ یہ ہے کہ اہل ایمان تین چیزوں کے مجموعے کا نام ہے (ا) دل سے تصدیق کرنا (ب) زبان سے اقرار کرنا (ج) عمل بالارکان اور یقین کہتے ہیں ایمان کے جزو اول یعنی تصدیق قلبی کی پختگی و مضبوطی کو، جس میں شک وشبہ نہ رہے، اب ان دونوں میں فرق یہ نکلا (۱) ایمان مرکب کی قبیل سے ہے اور یقین بسیط کی قبیل سے (۲) ایمان کل ہے اور یقین اسکا ایک جزء ہے یعنی جزءِ اوّل کا تکملہ و تتمہ ہے (۳) ایمان کا تعلق امور مغیبات کے ساتھ مخصوص ہے

بخلاف یقین کے کہ وہ عام ہے۔ (مآرب الطلبہ ص:٢٨٨)

اجزاء اور افراد میں فرق

اعلم أن الاجزاء هي قطعات الكل وتركيبهامنها ولايحمل الكل عليهافلايقال يدٌزيدٍ زيدٌ واماّ الافراد مصادق الكلي وليس تركيبها و يحمل الكلي عليهافيقال زيدٌانسانٌ. (مآرب الطلبه ص:١٨٦ بحواله حاشية نور الانوار)

"جان لو کہ اجزاء کل کے ٹکڑے ہوتے ہیں اور کل ان ٹکڑوں سے مرکب ہوتا ہے اور کل کا ان ٹکڑوں پر حمل نہیں کیا جاتا پس نہیں کہا جاتا "يدُزيدٍزيدٌ" یعنی زید کا ہاتھ زید ہے، اور رہا افراد وہ تو کلی کے مصداق ہوتے ہیں اور کلی ان سے مرکب نہیں ہوتا اور کلی کا حمل افراد پر ہوتا ہے، پس کہا جاتا ہے "زيدٌ انسانٌ" یعنی زید انسان ہے۔"

الزام اور لزوم میں فرق

انّ الالزام لايكون الاّ في الحق والباطل كمايقال الزمته الحق والزمته الباطل واللزوم لايكون الاّفي الحق يقال لزم الحق ولايقال لزم الباطل. (الفروق في اللغة ص:٢١٩)

"الزام حق اور باطل میں ہی ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے" الزمته الحق و الزمته الباطل " یعنی تم نے اس پر حق لازم کیا اور باطل کو لازم کیا، اور لزوم ہمیشہ حق ہی میں ہوتا ہے، کہا جاتا ہے حق لازم ہو گیا اور باطل لازم ہو گیا نہیں کہا جاتا۔"

استغفار اور توبہ میں فرق

استغفار یہ باب استفعال کا مصدر ہے بمعنی گناہ سے معافی طلب کرنا اور غفر

کے معنی چھپانے کے ہیں، ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو معاف فرمادیتے ہیں اس کے گناہوں کو دنیا و آخرت میں چھپادیتے ہیں، یعنی غفاریت کے ساتھ ستاریت بھی ظہور پذیر ہوتی ہے، ملا علی قاریؒ نے ''باب الاستغفار'' میں لکھا ہے، مغفرت کا مفہوم حق تعالیٰ کی طرف سے بندہ پر یہ ہے کہ اسکے گناہ دنیا میں چھپالے اور کسی کو بھی مطلع نہ کرے اور بعد میں اس پر سزا نہ دے اور توبہ کے لغوی معنی معصیت سے رجوع کرنا ہے اور علامہ طیبیؒ نے لکھا ہے کہ توبہ شریعت کی اصطلاح میں چار چیزوں کے مجموعے کا نام ہے (ا) گناہوں کو برا جان کر چھوڑ دینا (ب) اپنی کوتاہی اور خطاء پر سخت ندامت اور شرمندگی ہونا (ج) آئندہ کیلئے عزم کرنا کہ اب یہ گناہ ہرگز نہیں کرینگے (د) صادر شدہ گناہوں کی جہاں تک ہوسکے تلافی کرینگے۔ جس کی تشریح علامہ نوویؒ نے یوں فرمائی ہے اگر وہ گناہ حقوق العباد کے قبیل سے ہو تو اس کو ادا کردے یا معاف کرالے، اور اگر صاحب حق مر گیا ہو تو اسکے حق میں مغفرت کی دعائیں کرے۔ اگر حقوق اللہ جیسے نماز، روزہ، وغیرہ ہوں تو اس کی قضاء بھی کرے اور اس کے بعد توبہ بھی کرے اور توبہ و استغفار کا یہ فرق باری تعالیٰ کے اس قول سے بھی ظاہر ہوجاتا ہے جیسے: (واستغفروا ربکم ثم توبوا الیہ، الایۃ) اور علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں استغفار سے مراد ماضی کے گناہوں سے معافی مانگنا اور توبہ سے مراد آئندہ کیلئے دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرنا ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۷۴/۲۷۵ بحوالہ روح المعانی وغیرہ)

امر، التماس اور سوال میں فرق

انّ الامر قول القائل لمن دونہ افعل والالتماس وھو الطلب مع التساوی بین الأمر والمامور فی الرتبہ، والسوال طلب الادنیٰ من الاعلیٰ. (المنطوق لمعرفۃ الفروق ص: ۱۴)

''امر کہتے ہیں قائل کا قول افعل اس شخص کو جو اس سے چھوٹا ہو، اور التماس

کہتے ہیں کسی چیز کا طلب کرنا اس طور پر کہ حکم دینے والا اور جس کو امر دیا جارہا ہے دونوں رتبہ میں برابر ہوں، اور سوال کہتے ہیں چھوٹا آدمی کسی بڑے آدمی سے طلب کرے۔"

اختصاص اور حصر میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اختصاص یہ خصوص سے ماخوذ ہے جو دو چیزوں سے حاصل ہوتا ہے، ایک معنی عام دوسرے معنی خاص مثلاً "ضربتُ زیداً" ہے جو ایک ضرب عام کی خبر دے جارہا ہے اس کے اندر تین چیزیں ہیں (ا) ضرب مطلق (ب) ضرب کا آپ سے صادر ہونا (ج) ضرب کا زید پر واقع ہونا تو اس میں خصوصیت آگئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس میں دو جہتیں ہیں یا تو اس جہت کے عموم کا قصد ہوتا ہے، یا جہت خصوص کا۔ اور جہت خصوص ہی کو اختصاص کہتے ہیں اور حصر اس کو کہتے ہیں جس میں جہت خصوص ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ جہتِ عام کی نفی بھی کی جائے، گویا دونوں جہت سے خصوص ہو، جس کی تعبیر ما اور الا اور انما سے کی جاتی ہے مثلاً "ما ضربتُ الاّ زیداً" (میں نے زید ہی کو مارا اور کسی کو نہیں مارا) اس میں آپ کیلئے ضربیت زید ثابت کی گئی ہے اور زید سے غیر کی ضربیت کی نفی کی گئی ہے، نیز یہ بھی مخفی نہ رہے کہ کلام عرب میں چند جگہ حصر ہوتا ہے (ا) انما کے بعد جیسے "انما الاعمالُ بالنّیات" (ب) اثبات بعد النفی و النفی بعد الاثبات یفید الحصر کمافی قوله تعالیٰ: "وما خلقتُ الجنّ والانسَ الاّ لیعبدون" (ج) تقدیم ماحقه التاخیر یفید الحصر و تاخیر ماحقه التقدیم یفید الحصر کمافی قوله تعالیٰ: ایاک نعبد" یہاں ضمیر منصوب منفصل فعل پر مقدم ہے، اس کی وجہ سے اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ "نخصّک بعبادة لانعبد غیرک (د) جب خبر اور مبتدا دونوں معرفہ ہوں جیسے "زیدٌ هو القائم" یعنی قیام زید ہی میں منحصر ہے، مگر یہ یاد رہے کہ مبتدا اور خبر دونوں کا معرفہ ہو کر حصر کا فائدہ دینا یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے، بلکہ اکثریہ ہے۔ (تفصیل کیلئے، مآرب الطلبہ ص ۱۰۶، ۱۰۷)

اخبرنا اور حدثنا میں فرق

متقدمینؒ کے نزدیک اخبرنا اور حدثنا دونوں مترادف ہیں اور متاخرینؒ کے نزدیک فرق یہ ہے کہ اگر استاد پڑھے اور شاگرد سنتے رہیں تو شاگرد کے تنہا ہونے کی صورت میں حدثنی اور شاگرد زیادہ ہونے کی صورت میں حدثنا کہا جاتا ہے اور اگر شاگرد پڑھے اور استاد سنتا رہے تو شاگرد کے اکیلا ہونے کی صورت میں اخبرنی اور زیادہ ہونے کی صورت میں اخبرنا کہا جاتا ہے۔ (خیر الاصول فی حدیث الرسول ص: ۶، ۷، بروضۃ الصالحین شرح ریاض الصالحین مؤلف مولانا محمد حسین صدیقی مدظلہ العالی)

انبأنا، اخبرنا اور حدثنا میں فرق

حافظ ابن حجرؒ کا ارشاد ہے کہ اہل لغت کے نزدیک ان تینوں الفاظ میں کچھ فرق نہیں ہے اور محدثینِ کرام کے متقدمین حضرات بھی ان میں کوئی فرق نہیں کرتے، چنانچہ امام زہریؒ، امام مالکؒ، ابن عیینہؒ، جمہور کوفیینؒ، جمہور حجازیینؒ اور اہلِ مغاربہ، ان تینوں الفاظ میں کوئی فرق نہیں کرتے اور ان کو ہم معنی سمجھتے ہیں، البتہ امام اوزاعیؒ، امام شافعیؒ اور جمہور علماء مشارقہ ان کے درمیان اصطلاحاً فرق کرتے ہیں اور وہ اس طرح کہ حدثنا کا صیغہ اس وقت استعمال ہوتا ہے جبکہ شیخ بیان کررہا ہو اور شاگرد سن رہا ہو، اگر شاگرد نے شیخ کے سامنے قرأت کی اور شیخ سن رہا ہے تو اس وقت اخبرنا کا صیغہ استعمال کیا جائیگا اور اسی معنی میں انبأنا کا لفظ بھی ہے۔

(دیکھئے الازھار شرح کتاب الآثار ص ۱۷/۲ ج ۱)

اَلَم اور وجع میں فرق

انّ الوجع اعمّ من الالم تقول: "المني زيد بضربته اياى و اوجعني بذلك" وتقول: "اوجعني ضربني" ولاتقول: "المني ضربني" وكلّ يرک والوجع مايلحقک من قبل نفسک وقبل غيرک ثمّ استعمل احدهمافى موضع الآخر. (الفروق فى اللغة ص: ۲۳)

"وجع الم سے زیادہ عام ہے، آپ کہتے ہیں" المنی زیدٌ بضربته ایای " یعنی زید نے تکلیف پہنچائی اس کے مجھے مارنے نے اور اسی طرح "اوجعنی بذلک" مجھے اس سے تکلیف پہنچی، اور آپ کہتے ہیں "اوجعنی ضربنی" یعنی مجھے اپنے مارنے نے تکلیف دی اور آپ نہیں کہتے کہ" المنی ضربنی" یعنی مجھے اپنے مارنے سے درد ہوا۔ اور وجع اس کو کہتے ہیں جو تم کو لاحق ہو تمہارے اپنے نفس کی طرف سے ہو یا غیر کی طرف سے، پھر دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہونے لگا۔"

اُمّہات اور اُمّات میں فرق

یہ بات مخفی نہ رہے کہ یہ دونوں لفظ جمع ہیں اُم کی، بمعنی ماں، پھر دونوں میں باہمی فرق یہ ہے کہ اُ مّات کا استعمال بہائم (جانوروں) کے ساتھ مخصوص ہے اور اُمّہات کا استعمال انسان کے ساتھ خاص ہے کما لايقال: "اُمّهات البهائم بل يقال اُمّات البهائم". (مآرب الطلبه ص: ۲۷۱)

اجتماع اور اتفاق میں فرق

ان دونوں کے درمیان فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اجتماع کہتے ہیں، جس کے

اندر تمام لوگ شامل ہوں، بخلاف اتفاق کے کہ اس میں تمام لوگوں کا اتفاق ہونا شرط نہیں، بلکہ اکثریت کا اتفاق ہونا کافی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اجماع اور اتفاق کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے کہ اتفاق اخص مطلق ہے اور اجماع اعم مطلق، اسلئے اس کے اندر ایک شرط زائد ہے اور ظاہر ہے کہ زیادتی شرائط سے شئی خاص ہوجاتی ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۱۷۲) .

ابداور قط میں فرق

انّ قط للماضی وابدًاللمستقبل ولذاتقول ماکلّمته قطُّ ولااکلّمه ابدًا.(المنطوق لمعرفة الفروق ص۱۰۵،مآرب الطلبه ص ۲۶۳)

"کلمہ قط" کا استعمال فعل ماضی کیلئے ہے اور لفظ "ابد" کا استعمال مستقبل کیلئے، اسی وجہ سے آپ کہتے ہیں میں نے اس سے کبھی بات نہیں کی (قط کے ساتھ) اور (ابدا) کے ساتھ کہنے کی صورت میں معنی ہونگے، میں اس سے کبھی بات نہیں کرونگا۔"

استنجاء، استبراء اور استنقاء میں فرق

"استنجاء" پتھر یا پانی سے نجاست کے زائل کرنے کو کہتے ہیں اور "استبراء" نقل اقدام یا رکض بالاقدام یا مثل اس کے اس طرح کرنا، جس سے پیشاب کے اثر کا زائل ہونا یقینی ہوجائے اور "استنقاء" کہتے ہیں انگلیوں کو استنجے کی حالت میں اس طرح سے پانی سے ملکر دھونا تاکہ بدبو زائل ہوجانے۔ (مآرب الطلبہ ص ۱۱۷ بحوالہ حاشیہ نورالایضاح)

آل اور عترة میں فرق

انّ العترة علی ما قال المبردُ الصاب ومنه عترة فلان ای منصبه

وقال بعضهم العترة اصل الشجرة الباقی بعدقطعهاقالوا فعترة الرجل اصله وقال غيره،عترة الرجل اهله وبنو اعمامه الادنون واحتجّوابقول ابی بكرؓعن عترة رسول اللهٌصلی الله عليه وسلم يعنی قريشافهی مفارقة للآل علی كلّ قول لانّ الآل هم اهل واتباع والعترهم الاصل فی قول والاهل وبنوالاعمام فی قول آخر.(الفروق فی اللغة ص: ۲۷۶)

''عترۃ جیسا امام مبردؒ نے فرمایا اصل کو کہتے ہیں اور اسی سے عترۃ فلان ہے یعنی فلاں کی اصل ،اور بعضوں نے کہا کہ درخت کے کٹنے کے بعد جو جڑ رہ جائے اس کو عترۃ کہتے ہیں جیسے کہتے ہیں''عترة الرجل'' یعنی اس کی اصل جڑ اور ان کے علاوہ نے کہا''عترة الرجل'' یعنی اسکے اہل اور اسکے قریبی چچا کے بیٹے۔اور دلیل پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: عن عترة رسول اللهٌصلی الله عليه وسلم یعنی قریش،پس عترۃ،آل سے جدا ہوگی ہر قول کے مطابق۔اسلئے کہ آل وہ لوگ ہیں جو خاندان واہل والے ہوں اور تبعین ،اور عترۃ وہ اصل ہیں ایک قول پر اور اہل اور چچا کے بیٹے ہیں دوسرے قول کے مطابق۔''

انامؔ اور ناسؔ میں فرق

ان الانام علی ماقال بعض العلماء يقتضی تعظيم شأن المسمّی من الناس قال تعالیٰ:"الذينَ قال لهم الناس انّ الناس قد جمعوا لكم" و انماقال لهم جماعةوقيل رجل واحدوانّ اهل مكّة قد جمعوا لكم ولاتقول جاء نی الانام تريد بعض الانام وجمع الانام انام قال عدی بن زيدٌ ان الانس قلنا جمع نعلمه فيمامن الانام (والامم جمع الامة و هی النعمة).(الفروق فی اللغة ص:۲۷۰)

''انامؔ'' جیسا کہ بعض حضرات علماءؒ نے فرمایا وہ ناس کے مقابلے میں مسمی کے شان کی تعظیم کا تقاضا کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' الذين قال لهم

الناس ان الناس قد جمعوا لکم" وہ لوگ جن کو لوگوں نے کہا کہ لوگ تمہارے لئے جمع ہو گئے اور انکو جماعت کہا گیا اور کہا گیا کہ ایک آدمی اور اہل مکہ تمہارے لئے جمع ہو گئے ہیں اور آپ نہیں کہتے "جاء نی الاثام" (میرے پاس مخلوق آئی) اور بعض مخلوق کا ارادہ کیا ہو۔ علامہ عدی بن زید نے فرمایا انس ہم کہتے ہیں ان تمام لوگوں کیلئے جن کو ہم مخلوق میں سے جانتے ہیں (والامم جمع الامة وهى النعمة) اور امم یہ امت کی جمع ہے اور وہ نعمت ہے۔"

امیر اور مَلِک میں فرق

انّ الملک هو الذی له الامر والنهی وصاحب السلطان المطلقة لایرجع الی غیره فی اجراء القوانین والاحکام فی دولته. و الامیر هو صاحب الولایة و الحکومة لکنّه لایثبت امرًا ولایصدر حکما الاّ بمشورة غیره. (المطوق لمعرفة الفروق ص: ۵۲)

"ملک وہ بادشاہ ہے جس کا امر و نہی ہو اور سلطنت کا مالک ہو، اپنے حکومت میں قوانین واحکام کو جاری کرنے کیلئے کسی دوسری طرف رجوع نہیں کرتا ہو۔ اور امیر وہ ہے جو گورنری و حکومت کا مالک ہو لیکن نہ وہ کسی امر کو ثابت کرتا ہے اور نہ کوئی حکم جاری کرتا ہے مگر دوسرے کے مشورے کے ساتھ۔"

ارسال اور بعثت میں فرق

انّه یجوز ان یبعث الرجل الی الآخر لحاجة تخصّه دونک و دون المبعوث الیه کالصبي تبعثه الی المکتب فتقول بعثه ولا تقول ارسلته لانّ الارسال لایکون الاّ برسالة وما یجری مجرها. (الفروق فی اللغة ص: ۲۸۳)

"یہ جائز ہے کہ ایک آدمی دوسرے کے پاس کسی کام کیلئے بھیجا جائے جو آپ

سے اور نہ مبعوث الیہ سے متعلق نہ ہو، جیسا کہ کسی بچہ کو آپ مکتب بھیجیں، تو آپ کہیں گے "بعثته" میں نے اس کو بھیجا اور "ارسلته" نہیں کہیں گے، اسلئے کہ ارسال صرف پیغام کیساتھ ہوتا ہے، یا اس کے قائم مقام کے ساتھ۔"

اسمِ جمع اور مطلق جمع میں فرق

اسمِ جمع اور مطلق جمع کے درمیان تین طریقوں سے فرق بیان کیا جاتا ہے(ا) اسم جمع اُس اسم کو کہتے ہیں جو "مافوق الاثنین" پر دلالت کرے مگر جمع کے اوزان پر نہ ہو خواہ اس کیلئے مفرد ہو یا نہ ہو جیسے "رهطٌ، وجيشٌ" کہ اسکا کوئی مفرد نہیں، بخلاف جمع کے کہ اس میں ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے (ب) اسم جمع کی تصغیر لانے کیلئے اسکو مفرد کی طرف لوٹانے کی ضرورت نہیں، بخلاف مطلق جمع کے کہ اس میں مفرد کی طرف لوٹانا ضروری ہے (ج) اسم جمع خلاف قیاس کی قبیل سے ہے، بخلاف جمع حقیقی کے کہ وہ موافق قیاس ہوتی ہے۔

فائدہ: جمع اور اسم جمع کے درمیان اہلِ لغت کے نزدیک کوئی فرق نہیں ہے البتہ نُحاۃ کے نزدیک مذکورہ تین فرق ہیں۔ (مفتاح الصرف ص ۱۱۶ اور مآرب الطلبہ ص ۹۱، التقریر الحاوی ص ۱۰۲ ج ۲، مؤلف مولانا فخر الحسن صدر المدرسین دار العلوم دیوبند ناشر مدنی کتب خانہ بفرزون کراچی)

اعضاء اور جوارح میں فرق

الجوارح اعضاء الانسان التي يكتسبها كيديه ورجليه، و الجوارح الضوائد من السباع والطير سُمّيت بذلك لانها كواسب بانفسها فكلّ جارحة عضو ولا ينعكس.(فروق اللغات ص: ۱۰۳)

"جوارح انسان کے وہ اعضاء ہیں جن کے ذریعے وہ کماتا ہے جیسا کہ دونوں ہاتھ اور دونوں پیر اور جوارح، درندے اور پرندے شکار کرنے کیلئے جو بنایا جاتا ہے، اس

کا یہ نام اسلئے رکھا گیا ہے کہ یہ کمانے والے ہیں خود ہی ، پس ہر جارحۃ عضو ہے لیکن اس کا عکس نہیں۔"

اثم اور خطیئۃ میں فرق

ان الخطيئة قد تكون من غير تعمد، ولا يكون الاثم الاتعمداً، ثم كثر ذالك حتى سُمّيت الذنوب كلّها خطايا كما سُمّيت اسرافا، واصل الاسراف مجاوزة الحد فى الشئ (الفروق فى اللغة ص: ۲۲۷)

"بیشک خطاء کبھی بغیر ارادہ کے بھی ہوتا ہے، مگر اثم صرف ارادہ سے ہی ہوتا ہے، پھر یہ زیادہ ہو گیا حتی کہ تمام گناہوں کو خطایا، (غلطیاں) کہا جانے لگا جیسا کہ اسے اسراف بھی کہا گیا ہے اور اصل اسراف کسی چیز میں حد سے تجاوز کرنے کو کہتے ہیں۔"

اجابت اور قبول میں فرق

ان القبول يكون للاعمال يقال قبل الله عمله والإجابة للادعيه يقال اجاب الله دعاءه وقولك اجاب معناه فعل الاجابة.

(الفروق فى اللغة ص: ۲۱۷)

"قبول اعمال کیلئے ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ "قبل الله عمله" اللہ نے اس کے عمل کو قبول کر لیا اور اجابت ادعیہ کیلئے ہوتا ہے، کہا جاتا ہے کہ "اجاب الله دعاه" اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول کر لیا۔ اور آپ کا کہنا اجاب اس کا مطلب فعل الاجابة ہے یعنی قبول کیا۔"

استجاب اور اجاب میں فرق

واستجاب طلب ان يفعل الاجابة لأن اصل الاستفعال لطلب

الفعل وصلح استجاب بمعنى اجاب لأنّ المعنى فيه يؤول الى شئ واحد وذالک انّ استجاب طلب الاجابۃ بقصده اليها واجاب اوقع الاجابة بفعلها. (الفروق فی اللغۃ ص: ۲۱۷)

"استجاب" فعل اجابت کو طلب کرنا، اسلئے کہ استفعال اصل میں فعل طلب کرنے کیلئے آتا ہے، استجاب اجاب کے معنی کی بھی صلاحیت رکھتا ہے، اسلئے کہ معنی اس میں ایک ہی شئ کی طرف راجع ہوتا ہے، اور یہ اسلئے کہ استجاب کہتے ہیں طلب الاجابۃ کو یعنی اجابت کو طلب کرنا، اس کا قصد کرتے ہوئے اور اجاب کہتے ہیں اپنے فعل سے اجابت واقع کرنا۔"

اطناب اور تطویل میں فرق

اطناب وہ کلام زائد ہے جو کسی مقصود پر کسی نکتہ اور فائدہ کیلئے ہو، اگر اسکی زیادتی کسی فائدہ کیلئے نہ ہو تو وہ تطویل ہے۔ (حاشیہ هدایه جلد اوّل ص ۱۳۰ ج ۱، وغاية السعايه عمافی حل الهدايه ص. ۱۵۷ ج ۱، ناشر: مکتبه شرکت علمیه ملتان)

اعلیٰ اور فوق میں فرق

انّ اعلى الشئ منه يقال هو فى اعلى النخلة يراد أنه فى نهاية قامتها وتقول السماء فوق الارض فلا يقتضى ذالک ان تكون السماء من الارض واعلى يقتضى اسفل. وفوق يقتضى تحته واسفل الشئ منه وتحته ليس منه ألاترىٰ انه يقال وضعته الكوز ولايقال وضعته اسفل الكوز بهذا المعنى ويقال اسفل البئر ولايقال تحت البئر. (الفروق فى اللغة ص: ۱۷۹)

"کسی شئ کا اعلیٰ اس شئ سے ہوتا ہے کہا جاتا ہے "هو فى اعلى النحلة"

وہ کھجور کے درخت کے اوپری حصے میں ہے ،اس سے مراد لیا جاتا ہے وہ درخت کے انتہائی اوپر حصے میں ہے ،اور آپ کہیں گے "السماء فوق الارض" آسمان زمین کے اوپر ہے، پس وہ اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ آسمان زمین میں سے ہو اور اعلیٰ اسفل کا تقاضا کرتا ہے اور فوق اس سے تحت کو چاہتا ہے ،اور کسی چیز کا اسفل نیچے ہونا اسی شئی میں سے ہوتا ہے اور اس کا تحت اس میں سے نہیں ہوتا ،کیا آپ کو نہیں معلوم کہ کہا جاتا ہے کہ میں ،اس کو پیالے میں رکھا اور یوں نہیں کہا جاتا "وضعته اسفل الکوز" اس معنی کے اعتبار سے اور کہا جاتا ہے کہ "اسفل البئر" کنواں کا نچلا حصہ اور نہیں کہا جاتا "تحت البئر" کنوئیں کے نیچے۔"

اغماء اور جنون میں فرق

اغـمـاء: ایک قسم کا مرض ہے جو قویٰ کو کمزور کر دیتا ہے جس سے عقل مغلوب ہو جاتی ہے اور جنون ایک ایسا مرض ہے جو عقل کو زائل اور سلب کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کیلئے لفظ اغـمـاء کا استعمال تو جائز ہے مگر لفظ جنون جائز نہیں۔ (اشرف الہدایہ ص:۱۲۳ ج۱)

امل ، رجاء اور طمع میں فرق

واضح ہو کہ ان الفاظ کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ قـریـب الحصول شئ کی امید کرنے کو طمع کہتے ہیں اور بعید الحصول شئ کی امید کرنے کو امل کہا جاتا ہے اور متـردد الحصول شئ کی امید کو رجاء کہتے ہیں۔ (فرائد منثورہ در تحقیقات کلمات مستور ص: ۳۰، الفروق فی اللغۃ ص: ۲۳۹، فروق اللغات ص: ۲۹)

ابدال اور اقطاب میں فرق

الابدال: یہ بدل کی جمع ہے اہل تصوف کی اصطلاح میں اولیاء اللہ کا وہ گروہ

ہے جس کے سپرد دنیا کا انتظام ہے۔ علامہ قاشانی فرماتے ہیں "المراد بالابدال طائفة من اهل المحبة والكشف و المشاهدة و الحضور يدعون الناس الى التوحيد و الاسلام لله تعالى بوجودهم العباد و البلاء ويدفع عن الناس البلاء و الفساد" اور چالیس ابدال ہر زمانے میں رہتے ہیں اگر ایک فوت ہو جائے تو دوسرا اس کا بدل حق تعالی شانہ پیدا کرتے ہیں اور ابدال کی چار خصلتیں ہیں (ا) الصمة: خاموش رہنا (ب) العزلة: گوشہ نشینی (ج) الجوع: بھوکا رہنا یا ہونا (د) السھر: راتوں کو بیدار رہنا۔

الاقطابُ: یہ قطبٌ کی جمع ہے لغۃً باب ضرب سے ہے یعنی ترش رو ہونا اور صوفیاء کرام کی اصطلاح میں خلیفۂ باطن کو قطب کہتے ہیں اور وہ سردار اہل زمانہ ہوتا ہے اسلئے کہ تمام مقامات واحوال اسکے دوران اس پر (منکشف) ہے جیسے لوہے کی کیل پر چکی پھرتی ہے یا تو وہ اکمل انسان جو اکیلا مقام میں جا گزیں ہیں جس پر احوال خلق کا دوران ہوتا ہے۔ (المعلوق لمعرفة الفروق ص: ۹۱/ ۹۲)

اغماء اور غشی میں فرق

اغماء امراض دماغ میں سے ہے اکی حقیقت صرف یہ ہے کہ اندرون دماغ بلغم جمع ہو جاتا ہے اور غشی امراض دماغ کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ یہ ایک مرض ہے جس سے حواس زائل ہو جاتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ ثقل ہے جس سے حواس پورے طور پر زائل ہو جائیں (۲) وہ خفیف ہے جس سے حواس پورے طور سے زائل نہ ہوں بلکہ کچھ باقی رہیں۔ (مآرب الطلبه فی تحقیق الفرق بین الالفاظ المترادفة والمعانی المتقاربة ص: ۲۶۰)

ایجاز اور اختصار میں فرق

انّ الاختصار هو: القاء فضول الفاظ من الكلام المؤلف من

غیر اخلال بمعانیه، ولهذا یقولون قد اختصر فلان کتب الکوفیین او غیرها اذا القی فضول الفاظهم و ادی معانیهم فی اقل مما اذوها فیه من الفاظ، فالاختصار یکون فی کلام قد سبق حدوثه و تالیفه، والایجاز هو ان یبنی الکلام علی قلة اللفظ و کثرة المعانی یقال اوجز الرجل فی کلامه اذا جعله علی هذا السبیل، واختصر کلامه او کلام غیره اذا قصر بعد اطالة فان استعمل احدهما موضع الاخر فلتقارب معنیهما. (الفروق فی اللغة ص ۴۱)

"اختصار کہتے ہیں کہ آپ مرکب کلام میں سے فضول الفاظ کو نکال دیں اور اس کے معانی میں کوئی خلل نہ آنے پائے، اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں "قد اختصر فلان کتب الکوفیین او غیرہ اذا القی فضول الفاظهم و ادی معانیهم الخ" یعنی فلاں آدمی نے کوفیین کی کتابوں کا اختصار کیا، اس وقت جب ان کے فضول الفاظ کو نکال کر ان کے معانی کو ادا کیا جائے ان سے کم الفاظ سے جتنے میں کہ انہوں نے ادا کیا، پس اختصار ایسے کلام میں ہوتا ہے جو کہ پہلے سے بنا ہوا ہو اور اس کی تالیف ہو چکی ہو۔ اور ایجاز کہتے ہیں کلام قلت الفاظ اور کثرت معانی پر مشتمل ہو، کہا جاتا ہے "اوجز الرجل فی کلامه" جب وہ اس طریقے پر ہو اور "اختصر کلامه او غیرہ" جب طوالت کے بعد چھوٹا کرے، دونوں کے معانی کے قریب ہونے کی وجہ سے ایک کو دوسرے کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔"

اُترُک اور ذَر میں فرق

یہ دونوں صیغۂ امر حاضر معروف ہے یعنی کسی چیز کو بالقصد چھوڑنا، لیکن دونوں میں یہ فرق بیان کیا جاتا ہے کہ اُترُک کا معنی ہے مطلق کسی چیز کو چھوڑ دینا، چاہے ناراضگی کی وجہ سے ہو یا نہ ہو اور ذر: کے معنی ہے کسی چیز سے ناراض ہو کر اس کو چھوڑنا۔ خلاصہ: یہ ہے کہ دونوں میں عام و خاص مطلق کی نسبت ہے اُترُک: عام مطلق ہے اور ذر: خاص مطلق۔ (مآرب الطلبہ ص ۱۰۰)

اُنس اور شوق میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جنت میں اُنس ہوگا شوق نہیں، حضرت تھانویؒ نے فرمایا شوق کیفیت اور رغبت کا نام ہے، جو کسی غیر حاصل مطلوب کے حاصل کرنے کیلئے ہو اور حاصل شدہ مطلوب سے اُلفت اور راحت کا نام اُنس ہے، جنت میں چونکہ انسان کی ہر مراد اور مطلوب اس کو حاصل ہوگا، اسلئے وہاں شوق کسی چیز کا نہیں ہوگا کیونکہ شوق میں ایک گونہ کلفت ہے اور جنت میں کلفت کا نام نہیں ہے، وہاں راحت ہی راحت ہے، لذت ہی لذت ہے۔ (دیکھئے تآرب الطلبہ ص ۲۷۸ بحوالہ مجالس حکیم الامت)

ایتاء اور اعطاء کے درمیان فرق

علامہ الخوئیؒ کا قول ہے کہ اہل زمان ان دونوں لفظوں کے معنوں میں تقریباً کوئی فرق نہیں کرتے، مگر مجھ پر ان دونوں لفظوں کے استعمال میں ایسا فرق عیاں ہوا ہے، جو کتاب اللہ کی بلاغت کو ظاہر کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ لفظ "ایتـــاء" اپنے مفعول کو ثابت کرنے کے بارے میں لفظ "اعـطـــاء" سے زیادہ قوی ہے، کیونکہ اعطاء کا ایک مطاوع بھی ہوتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے اعطانی فعطوت' (یعنی اس نے مجھے کو دیا پس میں نے لیا) اور ایتاء کے باب میں "آتـانـی فـاتـیـتـہ' نہیں کہا جا سکتا ہے، بلکہ بجائے فاتیتہ' کے فاخذتُ کہا جائیگا۔ (دیکھئے الاتقان فی علوم القرآن، ص: ۱۴۹ ج ۱)

اختصاص اور حصر کے درمیان فرق

دونوں کے درمیان کلام مشہور یہ ہے کہ معمول کی تقدیم اختصاص کیلئے ہے لیکن بعض اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ معمول کی تقدیم صرف اہتمام کیلئے ہوتی ہے اور سیبویہؒ نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ علماء اس چیز کو مقدم رکھتے ہیں، جس کے ساتھ

زیادہ اعتناء ہوتا ہے اور علماء بیان اس کے قائل ہیں کہ معمول کی تقدیم اختصاص کیلئے ہوتی ہے اور بہت سے علماء اختصاص سے حصر سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اختصاص اور شئی ہے اور حصر دوسری چیز ہے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ حصر میں مذکور کا اثبات اور غیر مذکور کی نفی ہوتی ہے اور اختصاص میں وہ اپنی خصوصیت کی حیثیت سے مقصود ہوتا ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے" الاتقان فی علوم القرآن" ص: ۱۶۳ ج ۲)

اساس اور بنیاد کے درمیان فرق

یہ دونوں الفاظ کے معنی قریب قریب ہیں فرق اس قدر ہے کہ اساس کا اطلاق مطلق عمارت پر ہوتا ہے اور بنیاد کا اطلاق اس عمارت پر ہوتا ہے جس کی بناء زمین کے اندر سے ہوئی ہو۔ دیکھئے، (مآرب الطلاب ص۔ ۲۶۷، مصنف مولانا شبیر احمد ارکانی صاحب مدظلہ العالی)

ارادہ اور تمنا کے درمیان فرق

دونوں کے درمیان حضرت تھانویؒ یہ فرق لکھتے ہیں کہ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہمارا ارادہ تو ہے، لیکن یہ بالکل غلط ہے کیونکہ تمنا ایک چیز ہے اور ارادہ دوسری چیز، مجھے خوب یاد ہے کہ میرے بچپن میں دو شخص حج کو جانے کی بابت تذکرہ کر رہے تھے اس میں سے ایک نے کہا کہ بھائی ارادہ تو ہر مسلمان کا ہے، میں نے کہا کہ صاحب! یہ بالکل غلط ہے کہ اگر ارادہ ہر مسلمان پر ہوتا تو ضرور سب کے سب حج کرتے۔ ہاں یوں کہئے کہ تمنا ہر مسلمان کی ہے، سو تیری تمنا سے کام نہیں چلتا، ارادہ کہتے ہیں سامان مہیا کرنے کو مثلاً ایک شخص تو زراعت کرنا چاہتا ہے، لیکن اس کا کوئی سامان مہیا نہیں کرتا اور ایک شخص اس کا سامان بھی جمع کر رہا ہے تو پہلے شخص کو متمنی اور دوسری کو مرید کہیں گے۔ (یعنی ارادہ کرنے والا) تفصیل کیلئے۔ (دیکھئے مآرب الطلب

اُستاذ اور شیخ میں فرق

انّ الشیخ عند المحدثین یطلق علی من یروی الحدیث عنه اوهو بمعنیٰ معلم مطلقاً. والاستاذ معلّم الصبیان ومقرئهم ومدبرهم او العالم بکثیر من العلوم المتعارفة و یطلق علی استاذ الصناعة و رئیسها قیل: فارسی معرب ولم یوجد فی اشعار الجاهلیّة ولا فی کلام جاهلی.

(المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۵۰)

"شیخ کا اطلاق محدثین کے ہاں اس شخص پر ہوتا ہے جس سے حدیث روایت کی جائے یا وہ مطلق معلم کے معنی میں ہے، اور استاذ کہتے ہیں بچوں کو سکھلانے والے اور ان کو پڑھانے والے اور ان کی تربیت کرنے والے یا مختلف مشہور علوم کے جاننے والے کو کہتے ہیں اور کسی کام کے استاذ اور رئیس، سردار پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ لفظ فارسی سے عربی بنایا گیا ہے، اور زمانہ جاہلیت کے کلام اور اشعار میں نہیں پایا جاتا ہے۔"

آتی اور جاء کے درمیان فرق

دونوں کے معنی ایک ہیں مگر ان کے استعمال میں فرق ہے لیکن جاء: جواہر اور اعیان کے بارے میں بولا جاتا ہے اور دوسرا آتی: یہ معانی اور زمانوں کے متعلق استعمال ہوتا ہے اسی سبب سے لفظ جاء کا وقوع قرآن میں ہے "وَلِمَنْ جَاءَ حِمْلُ بَعِيرٍ، وجاؤا علىٰ قَمِيصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ" کیونکہ یہ سب جواہر اور عیون کی قبیل سے ہیں۔ (دیکھئے الاتقان فی علوم القرآن ص: ۲۴۷ ج ۱)

ایجاز، اختصار اور تلخیص میں فرق

تینوں کے معانی قلت کے ہیں پھر ان میں فرق یہ ہے کہ اختصار کہتے ہیں کہ کم الفاظ میں زیادہ معانی کو ادا کرنا اور ایجاز کہتے ہیں مقصود کو ادا کرنے میں جو الفاظ استعمال کیلئے معروف ومشہور ہے، اس سے کم الفاظ میں مقصود بیان کر دینا اور تلخیص کہتے ہیں الفاظ قلیل کے ساتھ مقصود کو واضح کر دینا اور کبھی کبھار تلخیص اور اختصار دونوں ایک ہی معنی میں مستعمل ہوتے ہیں۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص: ۱۹۷)

اسم فاعل اور فاعل میں فرق

دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اسم فاعل خاص ایک صفت مشبہ کو کہا جاتا ہے جس میں ذات اور صفات دونوں موجود ہوں، مثلاً ضارب، عالم کہ اس کے اندر ایک مارنے والی ذات، اور وہ ذات صفت ضاربیت کے ساتھ متصف بھی ہے اور فاعل صرف اس ذات کو کہا جاتا ہے، جس سے صرف فعل صدور ہو جیسے "ضرب زیدٌ عمرواً". (دیکھئے مآرب الطلبہ ص: ۸۸)

اعجمی اور عجمی میں فرق

دونوں کے درمیان کا فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ عرب کے سوا جتنی قومیں دنیا میں موجود ہیں ان سب کو عجم کہا جاتا ہے اور جب اس چیز پر ہمزہ بڑھا کر اعجم کہا جاتا ہے، جیسے قرآن میں آیا ہے "ءاعجمی وعربیٌ" (سورۂ حم سجدہ) تو اس کے معنی کلام غیر فصیح کے ہیں، اسلئے عجمی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو عربی نہ ہو اگرچہ کلام فصیح بولتا ہو اور اعجمی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو فصیح عربی کلام نہ کر سکے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۳۵، بحوالہ معارف القرآن)

اسم جنس، علم جنس اور علم شخصی کا فرق

تینوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اسم جنس وہ ہے جس کو واضع نے افراد سے قطع نظر کر کے مفہوم کلی کیلئے وضع کر کے محض نفس ماہیت کا تصور کیا ہو، جیسے لفظ اسدؔ کہ اس کو واضع نے ماہیت حیوان مفترس کیلئے وضع کیا ہے، اس میں افراد کا کوئی لحاظ نہیں، علم جنس وہ ہے کہ جس کو واضع نے وضع کرتے وقت ماہیت کو خصوصیتِ ذہنیت کے ساتھ تصور کیا ہو، جیسے حضاجر کہ اس کی وضع ضبع کیلئے خصوصیات ذہنیہ کے ساتھ یعنی "عظیم البطن" کو مدنظر رکھتے ہوئے کی گئی ہے علم شخصی اس کو کہتے ہیں جس کو واضع نے وضع کرتے وقت ماہیت کو خصوصیاتِ شخصیہ کے ساتھ تصور کیا ہو، جیسے زیدٌ کہ یہاں وضع کرتے وقت ماہیتِ انسان کے ساتھ تشخصاتِ خارجیہ یعنی دست، پا وغیرہ کا بھی تصور کیا گیا ہے۔ (مآرب الطلبہ ص:۱۸۵)

اِمّا اور اَو کے درمیان فرق

دونوں میں فرق یہ ہے کہ اِمّا کے ساتھ جس امر کیلئے وہ آیا ہے، اُسی کے لحاظ سے بنائے کلام شروع ہوتی ہے اور اسی وجہ سے اس کی تکرار واجب ہے، مگر حرف او کے ساتھ کلام کا آغاز یقین اور وثوق کے لحاظ سے ہو کر پھر بعد میں اس کلام پر ابہام یا کوئی دوسری بات طاری ہوتی ہے، اسلئے اس کی تکرار نہیں ہوتی۔ (الاتقان فی علوم القرآن ص:۴۸۱ ج۱)

اِناء، سِقایۃ اور صُواع کا فرق

تینوں کے معانی برتن کے ہیں، پھر باہمی فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ لفظ "اناء" مطلق برتن کو کہا جاتا ہے؛ چاہے پانی پینے کا برتن ہو، یا کھانا کھانے کا، یا پینے

کا اور لفظ "سقایة" اور "صواع" خاص پانی پینے کے برتن کو کہا جاتا ہے اور یہ خاص دونوں لفظ قرآن کے اندر آئے ہیں جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے "جعل السقایۃ فی رحلِ اخیہ ، الآیۃ " قَالُوا نفقد صَواعَ المَلِک. سورۂ یوسف" خلاصہ: یہ نکلا کہ لفظ "اناء" عام ہے اور لفظ " سقایۃ و صواع" باہم مترادف ہے اور بہ نسبت "اناء" کے خاص ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۳۲)

انفالؔ، غنیمتؔ اور فیؔ کا فرق

لفظ انفال: یہ نفل کی جمع ہے بمعنی فضل وانعام کے ہے یعنی نفلی نماز، روزہ اور صدقہ کو بھی نفل اسلئے کہا جاتا ہے کہ وہ کسی کے ذمہ لازم وواجب نہیں۔ غنیمت۔ اس کو کہا جاتا ہے جو کفار سے بوقتِ جہاد حاصل ہوتا ہے جو کسی کے ذمہ لازم وواجب نہیں ہوتا، اور قرآن میں انفال، فی، اور غنیمت کے تینوں الفاظ آئے ہیں " یسئلونک عن الانفالِ، الآیۃ" اور غنیمت کے بارے میں "واعلموا أنماغنمتم، الآیۃ" اور فیٔ کے بارے میں "وما آفاء الله، الآیۃ" مستعمل ہوتے ہیں، مگر معانی میں تھوڑے تھوڑے فرق کی وجہ سے ایک لفظ کو دوسرے کی جگہ بعض وقت مطلقاً استعمال کرتے ہیں اور غنیمت عموماً اس مال کو کہتے ہیں، جو جنگ وجہاد کے ذریعہ مخالف فریق سے حاصل ہو اور لفظ فیٔ اس مال کو کہتے ہیں، جو بغیر جنگ وقتال کے کفار سے ملے خواہ وہ چھوڑ کر بھاگ جائیں، یا رضامندی سے دیدینا قبول کریں اور نفل اکثر اس انعام کیلئے بولا جاتا ہے جو امیر جہاد کسی خاص مجاہد کو اس کی کارگذاری کے صلہ میں علاوہ حصہ غنیمت کے بطور انعام عطاء کرے۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص. ۲۵۲،۵۳)

ادبؔ اور لغتؔ کے درمیان فرق

بعض حضرات نے لغت اور ادب کو ایک ہی چیز سمجھا ہے کہ ایک کا اطلاق دوسرے پر کرلیتے ہیں، حالانکہ دونوں میں واضح فرق ہے مثلاً ہر ادب پر لغت کا

اطلاق ہوتا ہے لیکن ہر لغت پر ادب کا اطلاق درست نہیں ہے۔ (دیکھئے مقدمات ص:۵۰ پرانا ایڈیشن، از مولانا محمد صدیق ارکانی صاحب، ناشر کتب خانہ قاسمی حضرت بلال کالونی کورنگی، کراچی)

اِلّا اور غَیر کے درمیان فرق

ان دونوں کے درمیان پانچ فرق ہے (فرق اول) یہ ہے کہ غیر کی وضع، وصفی معنی کیلئے ہے اور وہ دلالت کرتا ہے کہ اس کا مضاف الیہ موصوف کا مغایر ہے ذاتًا جیسے۔"جاء نی رجلٌ غیرَ عمرٍو یا وَصفًا جیسے:"دخلت بوجہ غیرَ الوجہِ الذی خرجت" (یعنی آیا خوشی میں اور گیا غصے میں) اور الّا کی وضع استثناء کیلئے ہے یعنی نفیًا یا اثباتًا ما قبل اور ما بعد کا تغایر ہوتا ہے یعنی الا کا تعلق حکم سے ہے نہ کہ ذاتی یا وصفی تغایر سے، لیکن فی الجملہ تغایر میں شریک ہونے کی وجہ سے مجازًا ایک دوسرے پر محمول ہوتے ہیں اور اسماء کا حرفی معنی میں استعمال ہونا کثیر ہے، اسلئے بغیر کسی شرط کے لفظ غیر استثنائی معنی دیدیتا ہے اور حروف کا اسمی معنی میں استعمال ہونا قلیل ہے اسلئے الّا کا غَیر کے معنی میں استعمال ہونا قلیل اور موقوف علی الشرط ہے امام سیبویہؒ کے نزدیک استثناء کے صحیح ہوتے ہوئے بھی الّا کو غیر کے معنی میں کرنا جائز ہے جیسے شعر میں ہے :۔

کُلُّ اخٍ مفَارِقُہٗ اَخُوہٗ لَعَمرُ اَبِیکَ اَلّاَ الفَرقَدَانِ

(فرق دوم) الّا کے بعد جملہ واقع ہوسکتا ہے بخلاف غیر کے۔ (فرق سوم) "عندی درھم غیر جید" کہنا جائز ہے اور "عندی درھم الّا جید ا" کہنا نا جائز ہے، کیونکہ اثبات میں مستثنیٰ مفرغ نہیں آتا (فرق چہارم) کہ "قام غیرزیدٍ" کہنا جائز ہے اور "قام الاّ زیدٌ" کہنا نا جائز ہے کیونکہ اس سے مستثنی مفرغ لازم آئے گا۔ (فرق پنجم) "قام القوم غیر زیدٍ وعمرٍو، بجر عمرو" جائز ہے بخلاف "ماقام الّا زیدٌ وعمروٌ" کے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے" الکلمۃُ العُلیَا فی مسئلۃ الثُّنیا"

ص:۱۸۰، مؤلف جناب مولانا ابوالفتح الحاج محمد یوسف صاحب المؤقر، مدیر مدرسہ عربیہ دارالعلوم عثمانیہ خانپور۔ ناشر: مدرسہ عربیہ دارالعلوم عثمانیہ، شارع خانپور، رحیم یار خان)

اکتیال اور کیل میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ "کیل" کہتے ہیں کسی غیر کو ناپ کر کے دینا اور اکتیال کہتے ہیں کسی غیر سے ناپ تول کر کے لینا۔ (افاضات اردو شرح مقامات اردو، مصنف مولانا افتخار علی دیوبندیؒ ص:۱۳۹ ج ۱، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق

یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور اسمائے گرامی میں سے ہیں پھر صیغہ اور معانی دونوں کے اعتبار سے فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اول اس طور پر ہے کہ اسم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا استعمال زمین میں نہیں ہوتا بلکہ آسمان میں ہوتا ہے، خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے قبل ہو، یا بعد اور آخرت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں استعمال ہوگا، اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا استعمال دُنیا و آخرت اور آسمان و زمین سب میں عام ہے تو خلاصہ یہ نکلا کہ اسم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا استعمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں خاص ہے اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا استعمال عام ہے۔ (مآرب الطلبہ ص:۳۱)

انکار اور جحد میں فرق

ان الجحد اخص من الانکار وذالک انّ الجحد انکار الشئ الظاهر والشاهد کقوله تعالیٰ: "کانوا بآیاتنا یجحدون" فجعل الجحد مما یدلّ علیه الآیات ولا یکون ذالک الاّ ظاهرا (وقال تعالیٰ: "یعرفون

نعمۃ اللّٰہ ثمّ ینکرونہا" فجعل الانکار للنعمۃ لأنّ النعمۃ قد تکون خافیۃ و یجوز ان یقال الجحد ھو انکار الشیء مع العلم بہ و الشاھد قولہ تعالیٰ: و جحدوا بہا و استیقنتہا انفسہم "الآیۃ" فجعل الجحد مع الیقین و الانکار یکون مع العلم و غیر العلم. (الفروق فی اللغۃ ص:۳۷)

"جحد اخص ہے انکار سے، اسلئے کہ جحد کہتے ہیں کسی ظاہر اور حاضر شئی کا انکار کرنا۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے "کانوا بآیتنا یجحدون" یعنی وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔ پس اس میں جحد اس کو بتایا گیا جس پر آیات دلالت کرتی ہو۔ اور یہ صرف ظاہر میں ہوسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یعرفون نعمۃ اللّٰہ ثمّ ینکرونہا" یعنی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جانتے تھے پھر اس کا انکار کرتے تھے، اور انکار نعمت کیلئے بتایا گیا ہے، اسلئے کہ نعمت کبھی پوشیدہ بھی ہوا کرتی ہے اور جائز ہے کہ کہا جائے جحد کسی شئی کو جان کر انکار کیا جائے اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول "وجحدوا بہا و استیقنتہا انفسہم" ہے چنانچہ جحد یقین کے ساتھ مستعمل ہوا ہے، اور انکار، دانستگی اور نادانستگی دونوں میں ہوتا ہے۔"

اجارہ، اعارہ، بیع اور ھبہ میں فرق

بیع: کہتے ہیں تملیک العین بالعین کو (یعنی عوض کے بدلے میں کسی کو کسی چیز کا مالک بنانا) اور بلا عوض کسی کو کسی چیز کا مالک بنانا ھبہ ہے، اور تملیک المنفعۃ بالعوض یعنی کسی چیز کے نفع کو عوض کے ساتھ کسی کو مالک بنانا اجارہ ہے اور بلا عوض مالک بنانے کو اعارہ کہتے ہیں۔ (ملفوظات محمودیہ ص:۳۰ قسط۴، و مآرب الطلبہ ص:۱۳۹)

اکتناز اور اِحتکار میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ دونوں میں فرق یوں ہے کہ احتکار سے مراد یہ ہے کہ

دولت سمٹ کر کسی ایک ہی طبقہ میں محصور و محدود ہو جائیں اور اکتناز کے معنی ہے کہ دولت کے عظیم الشان خزانے چند افراد کے پاس جمع ہو جائیں اور انکے پھیلاؤ اور تقسیم کی کوئی راہ باقی نہ رہے۔ (اسلام کا اقتصادی نظام ص:۲۵۹، از مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی)

اُفُول اور غیوب میں فرق

انّ الافول هو غیوب الشیٔ وراء الشیٔ ولهذا یقال افل النجم لأنه یغیب وراء جهة الارض. والغیوب یکون فی ذالک وفی غیره الا تریٰ انک تقول غاب الرجل اذا ذهب عن البصر وان لم یستعمل الآفی الشمس والقمر والنجوم و الغیوب یستعمل فی کل شئ وهذا ایضاً فرق بیّن. (الفروق فی اللغة ص:۲۹۸)

"افول کہتے ہیں کہ کسی چیز کا کسی چیز کے پیچھے غائب ہو جانا اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ "افل النجم" ستارہ غائب ہو گیا، اس لئے کہ وہ زمین کی جانب پیچھے چلا جاتا ہے۔ اور غیوب اس میں بھی ہوتا ہے اور اس کے ماسوا میں بھی ہوتا ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کہتے ہیں "غاب الرجل" جب نظر سے غائب ہو جائے، اگرچہ یہ صرف سورج، چاند اور ستاروں کیلئے استعمال کیوں نہ ہوتا ہو، اور غیوب ہر چیز میں استعمال ہوتا ہے، چنانچہ یہ فرق بھی واضح ہے۔"

اشتراء اور شراء میں فرق

ان دونوں الفاظ کے معنی خریدنے کے ہیں لیکن دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اشتراء کا استعمال اپنے نفس کے ساتھ مخصوص ہے جیسے "ان الله اشتریٰ من المؤمنین انفسهم واموالهم بانّ لهم الجنة" بخلاف شراء کے کہ وہ اپنے اور غیر دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے، لہذا دونوں کے درمیان نسبت عام وخاص مطلق ہے، اشتراء اخص مطلق ہے اور شراء اعم مطلق۔ (مآرب الطلبہ ص:۱۴۷)

ابتداء حقیقی، ابتداء اضافی اور ابتداء عرفی کا فرق

جاننا چاہئے کہ ابتداء کی تین قسمیں ہیں (۱) ابتداء حقیقی (۲) ابتداء اضافی (۳) ابتداء عرفی اور تینوں میں فرق یہ ہے کہ ابتداء حقیقی وہ ہے جو سب پر مقدم ہو، اس طور پر کہ اس سے پہلے کوئی شئ نہ ہو اور ابتداء عرفی کہتے ہیں جو مقصود سے پہلے ہو، خواہ اس شئ سے پہلے کوئی شئ ہو یا نہ ہو اور ابتداء اضافی کی تعریفیں دو ہیں ایک یہ ہے کہ ابتداء اضافی وہ ہے جو کسی شئ پر مقدم ہو، عام ہے کہ اس سے پہلے کچھ ہو یا نہ ہو، دوسری تعریف یہ ہے کہ بعض پر مقدم ہو اور بعض پر مؤخر۔ (مآرب الطلبہ ص ۴۴۰)

اِمّا، اَمّا اور اَمَا کے درمیان فرق

اِمّا حرف عطف ہے جس کو حرف تردید بھی کہتے ہیں اور اَمَا یہ حرف تنبیہ ہے اور اَمّا یہ حرف شرط ہے جس کو حرف تفسیر کہتے ہیں اور ان تینوں کے درمیان میں فرق یہ ہے کہ اَمّا حرف شرط کے جواب میں "ف" آئے گی جیسے "واَمّا الذین شقوا ففی النار" اور اما حرف تنبیہ کے جواب میں نہ ف آتی ہے نہ لما اور نہ او۔

کما قال الشاعر فی الشعر:

أمَا واللہ لو تجدین وجدی ... لماً وسعتک فی بغداد دارُ

پھر اَمّا شرطیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) تفصیلیہ جو اجمال کلام کی تفصیل کیلئے درمیانِ کلام میں واقع ہوتا ہے (۲) اَمّا ابتدائیہ یعنی جو شروع کلام میں واقع ہو، جس سے پہلے کوئی کلامِ مجمل نہ گذرے جیسے خطبہ میں ہے اَمّا بعد: فھذہ الخ اور اِمّا حرف تردید کے جواب میں دوسرا اِمّا بھی آئیگا جیسے " اِمّا شاکراً و اِمّا کفوراً الخ"

(مآرب الطلبہ ص ۴۳۹، الفروق فی اللغات)

اِن اور لَو میں فرق

یہ دونوں حروفِ شرط میں سے ہیں البتہ دونوں میں چند وجوہ سے فرق ہے
(الف) اِن حرفِ عاملہ ہے جو فعلِ مضارع کو جزم دیتا ہے بخلاف لَو کے کہ وہ غیر عاملہ ہے (ب) لَو یقین کیلئے آتا ہے بخلاف ''اِن'' کے وہ شک کیلئے آتا ہے (ج) لَو صرف ماضی کیلئے آتا ہے اور ''اِن'' مستقبل کیلئے آتا ہے، اس کے علاوہ جب اِن فعلِ مضارع پر داخل ہو تو فعلِ مضارع کو ماضی کے معنی میں کر دیتا ہے ایسا ہی لَو بھی فعلِ مضارع پر داخل ہو کر فعلِ مضارع کو ماضی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص:۵۸)

اسمِ فاعل اور صفتِ مشبّہ میں فرق

اسم فاعل اور صفتِ مشبّہ میں کئی طرح کا فرق بیان کیا جاتا ہے (الف) صفتِ مشبّہ صرف فعلِ لازم سے مبنی ہے، بخلاف اسم فاعل کے کہ وہ فعلِ لازم و متعدی دونوں سے بنتا ہے (ب) اسمِ فاعل کے عمل کرنے کیلئے حال یا استقبال کے معنی میں ہونا ضروری ہے اور صفتِ مشبّہ کیلئے حال یا استقبال کے معنی میں ہونا ضروری نہیں ہے (ج) اسم فاعل حدوث پر دلالت کرتا ہے اور صفت مشبّہ دوام پر دلالت کرتی ہے۔
(تخلیۃ الاسیر شرح نحو میر ص:۱۵۶)

نوٹ: صفتِ مشبّہ کو صفتِ مشبّہ اسلئے کہا جاتا ہے کہ وہ تذکیر و تانیث، واحد، جمع ہونے میں اسم فاعل کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے۔ (تخلیہ) اور صفتِ مشبّہ و اسم فاعل میں لفظی و معنوی فرق بھی ہے۔ (دیکھئے مفتاح الصرف ص ۹۰/۹۱)

اسمِ تفضیل اور صفتِ مشبّہ میں فرق

واضح ہو کہ اسم تفضیل وہ اسم ہے جو بہ نسبت دیگر، موصوف کی صفات کی

زیادتی پر دلالت کرے، اس کو افعل التفضیل بھی کہتے ہیں اور صفت مشبہ وہ اسم ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے، جس میں صفت بطور ثبوت اور دائمی کے لحاظ سے ہو۔

(مآرب الطلبہ ص:۸۸/۸۹)

اشتقاقِ صغیر، اشتقاقِ کبیر اور اشتقاقِ اکبر میں فرق

اشتقاق کے لغوی معنی پھاڑنے کے ہیں اور اصطلاحی معنی اصول سے فروعات کی طرف نکالنا، پھر اشتقاق کی تین قسمیں ہیں (الف) اشتقاق صغیر (ب) اشتقاق کبیر (ج) اشتقاق اکبر ان تینوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اشتقاق صغیر وہ ہے کہ حروف مادّے اور ترتیب دونوں کے اعتبار سے مشترک ہوں جیسے ضربَ یہ ضربٌ سے مشتق ہے اور اشتقاقِ کبیر وہ ہے کہ حروف مادّے میں مشترک ہوں، لیکن ترتیب میں مشترک نہ ہوں جیسے حمدٌ اور مدحٌ اور جذب جبذ وغیرہ اور اشتقاقِ اکبر وہ ہے کہ اکثر حروف مادّہ میں اشتراک ہو، تمام میں اشتراک نہ ہو جیسے: فلق، فلحٌ اور فلدٌ وغیرہ۔ (مآرب الطلبہ ص: ۷۰ وتقریر الحاوی شرح بیضاوی ص ۶۷ ج۱)

اسمائے افعالِ ماضی اور امر میں فرق

جاننا چاہئے کہ اسم فعل ہر وہ اسم ہے جس کو واضع نے اسم کیلئے وضع کیا تھا، مگر وہ فعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، اب اس کی دو قسمیں ہیں (۱) امر حاضر کے معنی میں جیسے رُویدَ زیداً ای امہِلْ زیداً (ب) ماضی کے معنی میں جیسے سرعانَ زیدای سرعَ زیدٌ اب ان دونوں میں چند اعتبار سے فرق ہے (۱) امر حاضر میں فاعل ضمیر مستتر ہوتا ہے، ماضی کے معنی میں فاعل اسم ظاہر ہوتا ہے (۲) امر حاضر کے معنی کا جو اسم ظاہر ہوتا ہے، وہ مفعول بہ کی بناء پر منصوب ہوتا ہے اور ماضی معنی کا جو اسم ظاہر ہوتا ہے وہ فاعلیت کی بناء پر مرفوع ہوتا ہے (۳) امر حاضر کے جو معنی ہے، وہ متعدی ہے، ماضی کے جو معنی ہے، وہ لازمی ہے (۴) امر حاضر کے جو معنی ہے وہ

حاضر کے ساتھ مخصوص ہے اور ماضی کے معنی میں جو ہے وہ غائب کے ساتھ خاص ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۸۷)

اَمَّا اور مَھْمَا میں فرق

ان دونوں کے درمیان چار فرق ہیں (ا) اَمَّا حرف شرط ہے اور مَھما اسم شرط ہے (ب) اَمّا غیر عاملہ ہے اور مھما عاملہ ہے (ج) اَمّا کا مدخول ہمیشہ اسم یا حرف ہوتا ہے اور مھما کا مدخول ہمیشہ فعل ہوتا ہے (د) اما کے مدخول کا حذف ہونا واجب ہے اور مھما کے مدخول کا فعل حذف ہونا جائز ہے، واجب نہیں۔ (مآرب الطلبہ ص: ۸۳)

ہمزۂ اصلی، ہمزۂ وصلی اور ہمزۂ قطعی میں فرق

عربی کلام کے اندر ہمزہ کی تین قسمیں ہیں (ا) اصلی (ب) وصلی (ج) قطعی اور ان تینوں میں فرق یہ ہے کہ ہمزۂ اصلی وہ ہے جو ف کلمہ، ع کلمہ، اور لام کلمہ کے مقابلہ میں ہو جیسے امر، سئل، قرأ۔ اور ہمزۂ وصلی وہ ہے کہ اگر شروع کلمہ میں آئے تو پڑھنے میں آئے اگر بیچ کلمہ میں آئے تو پڑھنے میں نہ آئے جیسے استنصر کا ہمزہ شروع میں ہو تو پڑھا جاتا ہے، اگر بیچ میں ہو تو پڑھا نہیں جاتا، پھر ہمزۂ وصلی اکثر مکسور و مضموم دونوں ہوتا ہے جیسے اُنصُر و اِسمع اور ہمزۂ قطعی اکثر مفتوح ہوتا ہے جیسے اَکْرَمَ (ب) ہمزۂ وصلی اگر غیر ثلاثی مجرد ہو تو ماضی میں آتا ہے، اگر ثلاثی مجرد سے ہو، تو امر میں بھی آتا ہے اور ہمزۂ قطعی تمام افعال میں آتا ہے، خواہ ماضی ہو جیسے اَکْرَمَ. (مآرب الطلبہ لتحقیق الفاظ المترادفۃ والمعانی المتقاربۃ ص: ۸۵)

اسم مفعول اور مفعول میں فرق

دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اسم مفعول ایسے صفت مشتقہ کو کہا جاتا ہے جسکے اندر ذات اور صفات دونوں موجود ہوں اور مفعول کے اندر صرف ایک ذات ہے

یعنی جس پر فعل واقع ہو مثلاً ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا میں عمرو کے اندر صرف ایک ذات ہے جس پر فعل ضرب واقع ہوا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ مفعول کے اندر صرف ذات کا لحاظ ہے اور اسم مفعول کے اندر ذات مع الوصف دونوں کا لحاظ ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۸۸)

اسم جمع، جمع اور اسمِ جنس میں فرق

(ا) جمع وہ لفظ ہے جو ایک جنس کے دو سے زائد افراد پر دلالت کرے اور مفرد میں کچھ تغیر کرکے بنایا گیا ہو، جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ وغیرہ (ب) اسم جمع وہ اسم ہے جو دو سے زیادہ افراد پر دلالت کرے ایک یا دو پر دلالت نہ کرے، لیکن اس کا مفرد نہ ہو جیسے رَکْبٌ، رَھْطٌ وغیرہ (ج) اسمِ جنس وہ اسم ہے جو ایک فرد پر یا دو فرد پر بھی دلالت کرے اور دو سے زیادہ پر بھی بولا جائے، لیکن اگر خاص ایک فرد کے معنی لینے ہوں تو آخر میں تاء یا یائے مشدد لگادی جائے، جیسے تَمْرٌ اور رُومٌ سے تَمْرَۃٌ و رُومِیٌّ وغیرہ۔ (مفتاح الصرف ص ۱۱۶، مصنف مولانا سیف الرحمٰن صاحب، ناشر مکتبہ حنفیہ گوجرانوالہ)

اسم مصدر، نفسِ مصدر اور علمِ مصدر میں فرق

واضح ہو کہ مطلق مصدر کی تین قسمیں ہیں (ا) اسم مصدر (ب) علم مصدر (ج) نفسِ مصدر؛ اب تینوں کے درمیان فرق یہ ہے: کہ اسم مصدر وہ ہے جو معنیٰ حدوثی پر دلالت تو کرتا ہے، لیکن مشتق منہ نہ ہو مثلاً سُبْحَان اور علم مصدر وہ ہے، جو نہ مشتق منہ ہو نہ معنیٰ حدوثی پر دلالت کرے بلکہ کسی کا علم ہو مثلاً عثمان، سبحان بھی علم مصدر ہے، جبکہ بلا اضافت استعمال ہو اور نفسِ مصدر وہ ہے، جو مشتق منہ ہونے کے ساتھ معنیٰ حدوثی پر بھی دلالت کرے مثلاً النصر۔ (مآرب الطلبہ ص ۹۲ ج ۱)

الفِ ذہنی اور نکرہ کے درمیان فرق

الفِ ذہنی اور نکرہ دونوں استعمال کے اعتبار سے غیر متعین افراد پر دلالت کرنے میں متحد ہیں، پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ نکرہ وضع کے اعتبار سے حقیقت کے بعض غیر متعین افراد پر دلالت کرتا ہے اور معرفہ بلام عہد ذہنی وضع کے اعتبار سے نفسِ حقیقت پر دلالت کرتا ہے، لیکن قرینہ کی وجہ سے بعض افراد پر دلالت کرتا ہے، اس میں جو بعضیت آتی ہے وہ قرینہ کی وجہ سے آتی ہے، تو خلاصہ یہ نکلا کہ اسم نکرہ اور اسم معرفہ بلام ذہنی (الف لامِ ذہنی) قرینہ کے اعتبار سے دونوں برابر ہیں کہ ہر ایک سے بعض غیر متعین افراد مراد ہوتے ہیں اور باعتبارِ ذات اور اصلی وضع دونوں مختلف ہیں کہ نکرہ فرد کیلئے موضوع ہے اور معرفہ بلام عہد ذہنی (الف ذہنی) باعتبار ذات ھیقتِ متحدہ کیلئے موضوع ہے، یہی وجہ ہے کہ اس پر معرفہ کے احکام جاری ہوتے ہیں اور قرینہ کے اعتبار سے نکرہ کا سا معاملہ کیا جاتا ہے۔ (مآرب الطلبہ ص:۹۴)

اَی اور یعنی میں فرق

بقولِ صاحب البحر بعض حضرات نے کہا ہے کہ تفسیر ''اَی'' اور تفسیر ''یعنی'' کے درمیان فرق یہ ہے کہ تفسیر ''اَی'' بیان اور وضاحت کیلئے ہوتی ہے اور تفسیر ''یعنی'' سوال کو دفع کرنے اور شک وشبہ کو دور کرنے کیلئے ہوتی ہے، یہ فرق اکثری ہے کلی نہیں۔ (مآرب الطلبہ ص:۱۰۲،۳)

اَنعام، بہیمۃ، صید اور دابّۃ میں فرق

دابۃ: لغت میں ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو اپنے اختیار سے چلنے اور حرکت کرنے والی ہو، پھر اس معنی سے منتقل ہو کر یہ صرف چوپایوں کیلئے استعمال ہونے لگا اور

صید: اس جانور کو کہا جاتا ہے جس کو شکار کیا جاتا ہے جیسے ہرن، جنگلی بکری، حلال پرندے، فاختہ وغیرہ مگر اس کیلئے خشکی میں زندگی گذارنے والا ہونا شرط ہے، پانی کے حلال جانور کو صید نہیں کہا جاتا ہے اور لفظ بھیمۃ: یہ بھائم کی جمع ہے جو ہر جاندار کو کہتے ہیں جیسے انسان، جنات، فرشتے کے علاوہ اور بعض حضرات نے اور کہا کہ بہیمہ صرف چوپائے کو کہا جاتا ہے اور أنعام: یہ نعم کی جمع ہے اور انعام صرف چوپائے پالتو جانوروں کو کہا جاتا ہے جیسے اونٹ، گائے، بھینس، بکری وغیرہ کو کہا جاتا ہے۔ (دیکھئے، مآرب الطلبہ ص. ۲۵۱)

اخفاء اور کتمان میں فرق

ان الكتمان هو السكوت عن المعني كقوله تعالى:"انّ الذينَ يَكتمونَ ما أنزلنا من البيّناتِ" اى يسكتون عن ذكره والاخفاء: يكون في ذالك وغيره والشاهدانكَ تقولُ، اخفيت الدرهم في الثوبِ ولاتقولُ كتمتُ ذالك و تقولُ كتمتَ المعنى واخفيته فالاِخفاء اعمُّ من الكتمان. (الفروق في اللغة ص: ٢٨١)

"کتمان کہتے ہیں کہ مطلب سے خاموش ہونا، جیسا کہ قول باری تعالیٰ: "انّ الذين يكتمون ما انزلنا من البيّنات" (وہ لوگ جو چھپاتے ہیں، اس چیز کو جو ہم نے واضح نشانات سے نازل کیا ہے) یعنی اس کے ذکر سے خاموش رہتے ہیں۔ اور اخفاء اس میں اور اس کے ماسوا میں بھی ہوتا ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں "اخفيت الدرهم في الثوب" یعنی میں نے دراہم کپڑے میں چھپائے اور آپ نہیں کہتے ہیں "كتمت ذالك" اور آپ کہتے ہیں "كتمت المعنى واخفيته" یعنی معنی کو چھپایا اور اس کو پوشیدہ، کیا پس اخفاء کتمان سے اعم ہے۔"

اکتساب اور کسب میں فرق

کہا جاتا ہے کہ کسب اخص ہے کیونکہ کسب اپنے لئے اور غیر دونوں کیلئے ہوتا ہے اور اکتساب کہتے ہیں جو صرف اپنی ذات کیلئے کمایا گیا ہو اور کہا جاتا ہے کہ اکتساب اخص ہے، کیونکہ کسب عام ہے، اپنے لئے اور غیر دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے اور اکتساب کہتے ہیں جو خاص اپنے لئے کمائے۔ (فروق اللغات ص ۱۹۹)

ابتلاء اور اختبار میں فرق

ان الابتلاء لایکون الابتحمیلِ المکاره والمشاقِ، و الاختبار یکون بذالک وبفعل المحبوب الا ترىٰ انّه یُقال اختبره بالانعام علیه ولایقال ابتلاه بذالک ولاهومبتلی بالنعمة کماقدیقال اختبره بالانعام علیه ولاتقول ابتلاء ه بذالک وهو مبتلی بالنعمة کماقد یقال انه مختبربهاویجوزان یقال انّ الابتلاء یقتضی استخراج ماعندالمُبتلی من الطاعة والمعصیة والاختبار یقتضی وقوع بحاله فی ذالک والخبرالعلم الذی یقع بکنه الشیٔ وحقیقته و الفرق بینهما بیّن. (الفروق فی اللغة ص: ۲۱۱)

"بیشک ابتلاء ناپسندیدہ اور گراں چیزوں کو برداشت کرنے سے ہوتا ہے اور اختبار اس پر بھی اور پسندیدہ چیز و کام پر بھی ہوتا ہے، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ کہا جاتا ہے "اختبره بالانعام" میں نے اسے نعمتیں دیکر آزمایا، یا نعمتوں سے آزمایا اور آپ نہیں کہتے "ابتلاه بذالک" اس حال میں کہ وہ نعمت میں مبتلا ہو جیسے کہ بھی کہا جاتا ہے "انه مختبربها" یعنی وہ نعمت کی وجہ سے آزمائش میں ہے، اور یہ کہنا جائز ہے کہ ابتلاء تقاضا کرتا ہے مبتلی کو طاعت یا معصیت میں سے نکالنے کو، اور اختبار چاہتا ہے کہ اپنی اسی

حالت میں واقع ہونے کا۔ اور خبر وہ علم ہے جس پر کسی شئ کی حقیقت واقع ہو، اور ان دونوں کے درمیان فرق واضح ہے۔"

استدراج اور کرامت میں فرق

''کرامت'' اگر کسی خارق عادت فعل کے بعد قلب میں زیادہ تعلق مع اللہ محسوس ہو، تب تو وہ کرامت ہے اگر خارق عادت کے بعد تعلق مع اللہ کی زیادتی محسوس نہ ہو، تو وہ نا قابل اعتبار ہے کرامت اور استدراج میں ایک دوسرا فرق یہ بھی ہے کہ صاحب کرامت متصف بالایمان والعبادات ہوگا اور صاحب استدراج افعال منکرہ میں مبتلا ہوگا۔ تیسرا فرق کہ اثر کے اعتبار سے ہوگا کہ صاحب کرامت پر انکساری کا غلبہ ہوگا اور صاحب استدراج پر ظہور خارق وتکبر کا۔ (کمالات اشرفیہ ص ۲۷۶)

ارادہ اور قصد میں فرق

انّ قصد القاصد مختص بفعله دون فعل غيره، والارادة غير مختصة باحد الفعلين دون الاخر. والقصد أيضاً ارادة الفعل في حال ايجاده فقط واذا تقدّمته باوقات لم يسمّ قصداً الا ترىٰ انّه لايصحُّ ان تقول قصدت ان ازورکَ غداً. (الفروق في اللغه ص: ۱۲۰ / ۱۱۹)

"قاصد کا قصد وارادہ اس کے اپنے فعل کے ساتھ مختص ہوتا ہے، دوسروں کے فعل سے نہیں۔ اور ارادہ دونوں کاموں میں سے کسی ایک کے ساتھ مختص ہے، اور قصد بھی اسی طرح فعل کا ارادہ کرنا، اس کے ایجاد کرتے وقت اور جب بہت دیر پہلے کرلیا تو اسے قصد نہیں کہا جاتا، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کیلئے یہ کہنا صحیح نہیں کہ "قصدت ان ازورک غداً" میں نے قصد کیا کہ آئندہ روز تمہاری زیارت کروں۔"

اباحت اور تملیک میں فرق

جاننا چاہئے کہ تملیک اور اباحت دونوں کے معنی کسی چیز کا بغیر عوض مالک بنا دینے کے ہیں پھر فرق دونوں میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ تملیک میں پورے اختیار کے ساتھ شئی کا مالک بنادیا جاتا ہے، بخلاف اباحت کے کہ اس میں جس جہت پر مالک بنادیا اسی جہت پر وہ تصرف کرسکتا ہے، مثلاً کھانے کیلئے فقیر کو کوئی چیز اگر اباحت کرے تو اس کو بیچنا جائز نہیں دوسرا فرق یہ ہے کہ اباحت میں کوئی مقدار متعین نہیں ہوتی اور تملیک میں مقدار متعین ہے۔ (مآرب الطلبہ ص:۱۷۴)

انحراف اور تحریف میں فرق

ان دونوں لفظوں کا مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرق بیان کرتے ہیں کہ یاد رکھئے کہ انحراف اور تحریف دو چیزیں ہیں ایک انحراف ہے اس کا تعلق عوام سے ہے اور ایک تحریف ہے جس کا تعلق ذی علم سے ہے۔ (دیکھئے ماہنامہ پیغام محمود دیوبند، صدیق نمبر ص۲۲، ماہ نومبر دسمبر وجنوری ۱۹۹۸ء)

اختلاف اور مخالفت میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں الفاظ میں فرق مولانا قاری صدیق صاحب باندوی "یوں بیان کرتے ہیں کہ اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنی ایک رائے رکھتا ہے اور مخالفت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی کے خلاف، راستہ، راستہ، گلی گلی، لوگوں سے کہتا رہے کہ فلاں کا حکم نہ مانو۔ (ماہنامہ پیغام محمود دیوبند صدیق نمبر ص:۱۳۶)

اِرہاص، معجزہ اور کرامت کا فرق

واضح ہو کہ خلاف عادت کوئی کام اگر نبی سے بعد النبوۃ ظاہر ہو تو اس کو معجزہ کہتے ہیں اور قبل النبوۃ ہو تو اس کو ارہاص کہتے ہیں اور اگر اولیاء اللہ سے خلاف عادت کوئی کام ظاہر ہو تو اس کو کرامت کہتے ہیں۔ (مزید دیکھئے، مآرب الطلبہ فی تحقیق الفرق بین الالفاظ المترادفۃ والمعانی المتقاربۃ ص: ۲۶۰)

انگریزی میل اور شرعی میل میں فرق

واضح ہو کہ انگریزی میل حسب تصریح علامہ چکروتی آٹھ فرلانگ کا ہوتا ہے اور ہر فرلانگ دو سو بیس گز (۲۲۰) تو اس حساب سے انگریزی میل سترہ سو ساٹھ گز (۱۷۶۰) کا ہو گیا اس سے معلوم ہوا کہ شرعی میل انگریزی میل سے دو سو چالیس گز بڑا ہے (یعنی کل دو ہزار گز کا ہے)۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے جواہر الفقہ ص:۴۳۳ ج ۱)

استنشاق اور استنثار میں فرق

استنشاق کے معنی ناک کے اندرونی حصہ میں پانی پہنچانے اور سانس کے ذریعہ اس کو ناک کے آخری حصہ تک کھینچنے کے ہیں اور استنثار، اس کی فرع ہے جسکے معنی ہے، ناک میں پانی چڑھا کر مع ریزیش اور پانی نکالنے کے ہیں، گویا یہ جھاڑنے کی صورت ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک طرف تو ناک کے اندر غبار اڑ کر پہنچتا ہے اور دوسری طرف دماغ سے اترنے والی رطوبت جمع ہوتی رہتی ہے۔ (فضل الباری ص ۲۹۴/ ج ۲)

اعلان اور جہر میں فرق

انّ الاعلان خلاف الکتمان وهو اظهار المعنی للنفس ولایقتضی رفع الصوتِ به. والجهر یقتضی رفع الصوتِ به ومنه یقال رجل جهیر وجهوری اذا کان رفیع الصوت. (الفروق فی اللغة ص: ۲۸۱)

"اعلان کتمان کے خلاف کو کہتے ہیں، اور وہ نفس کیلئے معنی کا اظہار کرتا ہے، اور یہ آواز کو اس کے ساتھ بلند کرنے کا تقاضا نہیں کرتا، اور جہر آواز کو بلند کرنے کا تقاضا کرتا ہے اور اسی سے کہا جاتا ہے "رجلٌ جهیرٌ وجهوریٌ" جب بلند آواز والا ہو۔"

استعارہ اور تشبیہ میں فرق

ان التشبیه صیغة لم یعبر عنها و اللفظ المستعار قد نقل من اصل الیٰ فرع فهو معبر عمّا کان علیه فالفرق بینها بیّن. (الفروق فی اللغة ص: ۳۰)

"تشبیہ ایسا صیغہ ہے جس سے اسکے بارے میں تعبیر نہ کیا جاوے، اور لفظ مستعار وہ ہے جو اصل سے فرع کی طرف نقل کیا گیا ہو، پس اسے تعبیر کیا گیا ہے جس پر پہلے یہ تھا، تو ان کے درمیان فرق واضح ہے۔"

احتساب اور نیت میں فرق

دونوں میں فرق یہ ہے کہ نیت کا تعلق تو خیر و شر دونوں سے ہوتا ہے اور احتساب میں صرف نیک نیتی ہی کارفرما ہوتی ہے اور احتساب کے معنی بہ اصطلاح حدیث یہ ہیں کہ ایک فعل کو آسان وحقیر اور سہل تر سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں تو حدیث میں

تاکید ہوتی ہے کہ توجہ کریں۔ یا کوئی فعل بظاہر دشوار سمجھا جاتا ہے اور ہوتا ہے ثواب کا، تو ترغیب دیجاتی ہے بہ لفظ ''احتساب'' یا کوئی فعل بطور عادت کیا جاتا ہو، تو لفظ ''احتساب'' سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ نیت ثواب کرلیا کریں وغیرہ۔ (ملفوظات محدث کشمیری ص:۲۵۶)

اعادہ اور تکرار میں فرق

ان التکرار یقع علی اعادۃ الشئ مرۃ وعلی اعادتہ مرات و الاعادۃ للمرّۃ الواحدۃ، الا تریٰ انّ قول القائل: اعاد فلان کذا لایفید الا اعادتہ مرّۃ واحدۃ و اذا قال: کرّر کذا کان کلامہ مبھماً لم یدر اعادہ مرّتین اومرّات و ایضاً فانّہ یقال اعادہ مرّات ولا یقال کرّرہ مرّات، الاّ ان یقول ذالک عامی لایعرف الکلام لھذا قالت الفقھاء: الامر لایقتضی التکرار و النھی یقتضی التکرار ولم یقولوا الاعادۃ، واستدلوا علی ذالک بأنّ النھی الکفّ عن المنھی، ولا ضیق فی الکفّ عنہ ولا حرج فاقتضی الدوام و التکرار، ولو اقتضی الامر التکرار للحق المامور بہ الضیق و التشاغل بہ عن امورہ فاقتضی فعلہ مرۃ، ولو کان ظاھراً الامر یقتضی التکرار.

(والتفصیل فی فروق اللغہ ص: ۳۱)

''تکرار کسی شئ کے ایک دفعہ تکرار کیلئے بھی ہوتا ہے اور کئی دفعہ کے اعادہ کیلئے بھی ہوتا ہے۔ اور اعادہ ایک دفعہ کیلئے ہوتا ہے، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ قائل کا کہنا۔ ''اعادفلان'' یہ اس وقت مفید ہوگا جب ایک دفعہ اعادہ کیلئے ہو، اور جب کہا ''کرر کذا'' تو اس کا کلام مبہم ہوگا، یہ معلوم نہ ہوگا کہ ایک دفعہ اعادہ کیا، یا دو دفعہ، یا تین دفعہ، نیز کہا جاتا ہے ''اعادہ مرات'' اور نہیں کہا جاتا ''کرّرہٗ مرّات'' مگر یہ عامی کہتے ہیں جب اس کا کلام سمجھ میں نہ آئے، اسی لئے فقہاء کرام نے کہا ''الامر لایقتضی التکرار والنھی یقتضی التکرار'' یعنی امر تکرار کا تقاضا نہیں کرتا اور نہی تکرار کا تقاضا کرتا ہے، اور یہ بات نہیں کہتے کہ ''الاعادۃ'' اور دلیل پیش کرتے ہیں کہ نہی تو منہی عنہ سے روکنے کو کہتے ہیں اور ''کف'' میں کوئی تنگی نہیں ہے اور کوئی حرج بھی نہیں،

اسلئے وہ دوام اور تکرار کا تقاضہ کرتا ہے اور اگر امر تکرار کا تقاضا کرے تو مامور بہ کے ساتھ تنگی لاحق ہوگی اور اس کی وجہ سے اپنے کام سے اعراض کرتا ہوگا۔ پس اسی وجہ سے امر نے ایک دفعہ کا تکرار کیا، اگر چہ ظاہری امر تکرار کا تقاضا کرتا ہو۔"

ادراک اور علم میں فرق

انّ الادراکَ موقوف علی اشیاء مخصوصة ولیس العلم کذلک. والادراک یتناول الشیٔ علی اخصّ اوصافه وعلی الجملة، و العلم یقع بالمعدوم ولا یدرک الاالموجود والادراک طریق من طُرق العلم ولهذالم یجزأن یقوی العلم بغیرالمدرک قوته بالمدرک الا تریٰ ان الا نسان لا ینسیهامایراه فی الحال کماینسی ماراه قبلُ. (الفروق فی اللغةص: ۸۱)

"ادراک چند مخصوص اشیاء پر موقوف ہوتا ہے اور علم ایسا نہیں ہے، اور ادراک کسی شئ کے اخص اوصاف یا تمام اوصاف کو شامل ہوتا ہے، اور علم معدوم کے ساتھ واقع ہوتا ہے، اور ادراک صرف موجود شئ کا ہوتا ہے، اور ادراک علم کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے اور اس لئے یہ جائز نہیں کہ علم بغیر مدرک قوی ہو، اس کی مضبوطی مدرک سے ہے کیا آپ کو نہیں معلوم کہ انسان حال میں جو دیکھتا ہے وہ نہیں بھولتا جس طرح پہلے دیکھی ہوئی چیز کو بھول جاتا ہے۔"

اثم اور عدوان میں فرق

﴿الاثم الجرم کائناًما کان والعُدوان(معناه)الظلم﴾.

(الفروق فی اللغة ص: ۴۰)

"کوئی سا بھی جرم ہو وہ "اثم" کہلاتا ہے اور "عدوان" کا معنی ہے، ظلم کرنا مطلقاً۔"

اختصار اور حذف میں فرق

الحذف يتعلق بالالفاظ وهو ان يأتي بلفظ تقضي غيره ويتعلق به ولا يستقل بنفسه ويكون في الموجود دلالة المحذوف فيقصر عليه طلب الاختصار واما الاختصار فيرجع الىٰ المعاني وهو ان يوتىٰ بلفظ مفيد لمعان كثيرة لو غير بغير لاحتاج الىٰ اكثر من ذالك اللفظ۔ (فروق اللغات ص:۵۷)

"حذف کا تعلق الفاظ سے ہوتا ہے، اور وہ یہ کہ ایک لفظ لایا جائے جو اپنے غیر کا تقاضا کرے اور وہ اس کے ساتھ متعلق ہو، مستقل بنفسہ نہ ہو، اور موجود میں محذوف پر دلالت کرنے والا ہوتا ہے پس اس پر اختصار کا طلب موقوف ہوتا ہے، اور رہا اختصار تو وہ معانی کی طرف لوٹتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ ایک لفظ لایا جائے جو بہت سے معانی کا فائدہ دے، اور اگر اس کو دوسرے کے ساتھ بدل دیا جائے تو وہ اس لفظ سے زیادہ الفاظ کا محتاج ہو۔"

آخَر اور آخِر میں فرق

ان دونوں کے درمیان دو فرق ہیں (ا) اگر آخَر "بفتح الخاء" ہو تو مطلق مغائر پر بولا جاتا ہے خواہ ماقبل کے جنس سے ہو یا نہ ہو اور اگر بکسر الخاء ہو تو مغائر ہم جنس پر بولتے ہیں جیسے "جاءَ نِیْ رجُلٌ آخر، و آخِر بکسر الخاء" کا مطلب یہ ہے کہ دوسرا آدمی ہے اور بالفتح ہو تو معنی ہیں مطلق مغائر ہے خواہ آدمی ہو یا نہ ہو (ب) دوسرا فرق یہ ہے کہ آخِر بالکسر کا مؤنث آخِرۃٌ ہے اور آخَر کا مؤنث اُخریٰ ہے۔ (تفہیمات شرح مقامات ص: ۱۶۱ مقامہ ا ، والفروق في اللغة ص: ۲۹۰)

الہامِ انبیاءؑ اور الہامِ اولیاء میں فرق

علامہ حافظ تورپشتیؒ فرماتے ہیں کہ الہام انبیاء اور الہامِ اولیاء میں فرق ظاہر ہے کہ انبیاءؑ کا الہام قطعی ہوتا ہے چنانچہ جس طرح انبیاء کرام معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں اسی طرح انکا الہام بھی معصوم عن الخطاء ہوتا ہے بخلاف الہام اولیاء کے کہ وہ ظنی ہوتا ہے اور خطاء سے معصوم نہیں ہوتا اور یہ فرق ایسا ہی ہے جیسا کہ انبیاء اور اولیاء کے رویائے صالحہ میں، انبیاء کا رویاء صالحہ وحی ہوتا ہے اور اولیاء کا وحی نہیں ہوتا۔ (معارف القرآن ص: ۲۵۴ ج ۶، از مولانا ادریس کاندھلویؒ)

اجَل اور مدّت میں فرق

انّ الاجل الوقت المضروب لانقضاء الشي ولایکون اجلاً بجعل جاعل وماعلم انّه یکون فی وقتٍ فلااجل له الاّ ان یحکم بانه یکون فیه واجل الانسان هوالوقت لانقضاء عمره ،واجل الدین محله وذالک لانقضاء مدّة الدین.واجل الموت وقت حلوله.وذالک مدّة الحیلةقبله فاجل الاخرة الوقت لانقضاء ما تقدم قبلهاو قبل ابتدائها و یجوزان تکون المدّتین الشیئین بجعلِ جاعل ولغیرجعل جاعل و کلّ اجل مدّةولیس کلّ مدّةٍ اجلاً .(الفروق فی اللغة ص: ۲۶۶)

''اجل وہ وقت مقررہ جو کسی شئی کی انتہاء کیلئے ہو اور اجل کسی بنانے والے کے بنانے سے نہیں ہوتا اور اس کا وقت معلوم نہیں ہوتا، پس اجل نہیں ہوتا مگر اس وقت جب اس پر حکم لگایا جائے کہ بیشک وہ اس میں ہے، اور انسان کا اجل وہ ہے جس میں اس کے عمر ختم ہونے کی مدت ہو اور قرض کا اجل اس کا محل ہے اور وہ قرض کی مدت ختم ہونے سے ہوتا ہے، اور موت کا اجل اس کے اترنے کا وقت، اور وہ مدت زندگی ہے جو اس سے

پہلے تھی۔پس آخرت کا اجل وہ وقت ہے جو ختم کرنے کیلئے ہو اس کا پہلے گزر چکا اور اس کے شروع سے پہلے، اور جائز ہے کہ مدۃ دو چیزوں کے درمیان ہو کسی جعل جاعل کی وجہ سے، اور اس کے بغیر بھی ہو سکتا ہے۔ پس ہر اجل مدت ہے لیکن ہر مدت اجل نہیں۔"

اجتماع ساکنین علی حدّہٖ اور اجتماع ساکنین علی غیر حدّہٖ میں فرق

ان کے درمیان دو فرق ہیں (۱) اجتماع ساکنین علی حدہ یہ ہے کہ دو ساکن اس طرح جمع ہو جائیں کہ ان میں سے اوّل ساکن مادّہ ہو یا یائے تصغیر ہو اور دوسرا ساکن حرف مشدد ہو جیسے خاصۃ، خوَیصۃ اور اس قسم کا اجتماع ساکنین بالاتفاق جائز ہے۔ (۲) اور اجتماع ساکنین علی غیر حدہ کے معنی یہ ہیں کہ دو ساکن جمع ہو جائیں اور دونوں میں سے اول مدہ نہ ہو اور یائے تصغیر بھی نہ ہو اور دوسرا ساکن حرف مشدد نہ ہو اور یہ اجتماع ساکنین حالت وقف میں جائز ہے اور حالت وصل میں جائز نہیں۔(توضیحات شرح علم الصیغہ ص ۱۹)

اہانت، استدراج، ارہاص، کرامت اور معجزہ کا فرق

اگر خلاف عادت کوئی کام نبی سے بعد النبوۃ ظاہر ہو تو اس کو معجزہ کہتے ہیں اور اگر قبل النبوۃ ہو تو اس کو ارھاص کہتے ہیں اور اگر ولی سے خلاف عادت کوئی کام ظاہر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں اگر کافر سے اس کے دعوٰی کے موافق کوئی کام خلاف عادت صادر ہو تو اس کو استدراج کہا جاتا ہے اور دعوٰی کے خلاف صادر ہونے کو اہانت کہتے ہیں۔(دیکھیے،(۱) فرائد منثورہ ص: ۳۵ (۲) تفسیر حقانی ص: ۱۰ ج ۱ (۳) معارف القرآن ص: ۵۸۵ ج ۶، مفتی شفیعؒ (۴) تفسیر انوار البیان ص: ۱۶۸ ج ۱)

أیّ شیٔ اور ماھو میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں دو طرح سے فرق بیان کیا جاتا ہے (۱) اگر ماہیت مختصہ یا ماہیت مشترکہ دریافت کرنی ہو تو مَــاھُوَ کے ذریعہ سوال کیا جاتا ہے (۲) اسی طرح جب ممیز دریافت کرنا ہو تو سوال میں ایٔ شیٔ کو لایا جاتا ہے۔ (اشرف القطبی شرح اردو قطبی ص:۲۲۱)

استغناء اور بدخلقی میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بدخلقی اور چیز ہے اور استغناء اور چیز ہے بدخلقی کہتے ہیں دوسرے کے حقوق ادا نہ کرنا اور استغناء کہتے ہیں اپنے حقوق کو دوسروں کے سامنے نہ لے جانا۔ (حقوق وفرائض از مولانا اشرف علی تھانوی ص:۲۸،۲۹)

الہام، توجّس اور تفرّس میں فرق

ان تینوں میں فرق یہ ہے کہ "توجّس" کہتے ہیں کسی ظاہری قرینہ کو دیکھ کر معلوم کرنا اور "تفرس" کہتے ہیں کسی خفی قرینہ کو دیکھ کر معلوم کرنا اور "الہام" کہتے ہیں بغیر کسی قرینہ کے خواہ قرینہ خفیہ ہو یا ظاہرہ کسی بات کا معلوم کرنا۔ (افاضات شرح اردو مقامات ص:۹۷ ج۱، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

ارادہ اور تیمّم میں فرق

انّ اصل التیمم، التّامم والقصد لشیٔ من امام ولهذا لایوصف الله به لانه یجوز ان یوصف بانه یقصد الشیٔ من امامه او ورائه والمتیمم

القاصد مافی امامہ ثم کثر حتیٰ استعمل فی غیر ذالک. (الفروق فی اللغة ص: ۱۱۹)

''تیمم کی اصل التمام ہے اور وہ کسی چیز کا سامنے سے ارادہ کرنا ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو اس سے موصوف نہیں کیا جاتا ہے، اسلئے اللہ تعالیٰ کو موصوف کرنا جائز ہے کہ وہ کسی چیز کا اس کے سامنے سے ارادہ کرے یا اس کے پیچھے سے، اور متیمم کہتے ہیں وہ آدمی جو سامنے سے قصد کرے، پھر کثرت استعمال کی وجہ سے دوسری چیزوں میں بھی اس کا استعمال ہونے لگا۔''

انکار اور جحود میں فرق

انکار کہتے ہیں کسی کا زبان وقلب دونوں سے انکار (نفی) کرنا اور یہ انکار زبان وقلب دونوں سے ہوسکتا ہے اور جحود کہتے ہیں انسان صرف زبان سے انکار کرے لہذا جحود کی نفی قلب سے نہیں ہوسکتی (کاپی مسودہ مقامات ثانیہ ص ۱۰۱ قسط ۲) (راقم الحروف نے دوران تدریس جو کاپی لکھی تھی یہ اس میں محفوظ ہے)

ادراک الطعام اور ذوق میں فرق

انّ الذوق ملابسة یحسّ بها الطعم وادراک الطعم یتبیّن به من ذالک الوجه وغیر تضمین ملابسة الحبل وکذالک یقال ذقته فلم اجد له طعما. (الفروق فی اللغة ص: ۳۰۵)

''ذوق'' وہ لمس ہے جس سے مزہ محسوس ہوتا ہے اور مزہ کا ادراک اسی سے واضح ہوتا ہے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے میں نے اسے چکھا لیکن اس میں مزہ نہیں پایا۔''

ازار اور رداء میں فرق

رداء: اس چادر کو کہتے ہیں جو نصف اعلیٰ پر پہنی جائے اور ازار: اس چادر کو کہتے

ہیں جو نصف اسفل پر پہنی جاتی ہو اور عربی میں دونوں کو ملا کر حلہ (جوڑا) کہتے ہیں۔ (دیکھئے تفہیمات شرح مقامات از شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب ص:۱۵۵ ج ۱، ناشر میر محمد کتب خانہ کراچی)

ارتفاع اور صعود میں فرق

انّ الصعود مقصورٌ علی الارتفاع فی المکان ولا یستعمل فی غیرہ ویقال صعد فی السُّلَّم والدرج ولا یقال صعد امرہ والارتفاع والعلوُّ یشترط فیھما جمیع ذالک والصعود ایضاً ھو الذھاب الیٰ فوق فقط. ولیس الارتفاع کذالک الا تریٰ انّہ یقال ارتفع فی المجلس ورفعت مجلسہ وان لم یذھب بہ فی علو ولا یقال اصعدتہ الاّ اذا اعلیتہ

(الفروق فی اللغۃ ص:۱۷۸، ۱۷۹)

''صعود کسی مکان کی طرف بلند ہونے میں محصور ہے اور اس کے علاوہ میں استعمال نہیں ہوتا چنانچہ کہا جاتا ہے "صعد فی السلم" سیڑھی میں چڑھ گیا اور یوں نہیں کہا جاتا "صعد امرہ" کہ فلاں کا حکم چڑھ گیا۔ اور ارتفاع اور علو میں یہ سب شرائط ہیں، اور نیز صعود صرف اوپر کی طرف جانے کو کہتے ہیں، اور ارتفاع میں ایسا نہیں ہے، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ کہا جاتا ہے "ارتفع فی المجلس ورفعت مجلسہ" یعنی وہ مجلس میں بلند مقام ہو گیا اور اس کے بیٹھنے کی جگہ اونچی (بلند) ہو گئی، اگرچہ وہ اس کے ساتھ اوپر نہ گیا ہو اور نہیں کہا جاتا "اصعدتہ" مگر اس وقت جب آپ اس کو اوپر چڑھا دیں۔''

ابن السبیل اور ضیف میں فرق

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ایک ہوتا ہے ضیف یعنی مہمان جو صرف محبت کے طور پر کسی سے ملاقات کیلئے آیا ہو اور اس کا حق علی سبیل التعیین خاص اس

شخص ہے جس کی ملاقات کیلئے آیا ہو اور ایک ہوتا ہے مسافر یعنی ابن السبیل جو آیا تو تھا کسی اور کام کیلئے مگر کہا کہ چلو ملاقات بھی کرتے چلیں تو یہ ابن السبیل ہے (ضیف نہیں ہے) اس کا حق سب جیران پر علی سبیل الکفایۃ ہے۔ (آداب المعاشرت ص:۱۱۲، ومقالات حکمت ص:۶)

اغماء اور غشی میں فرق

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ بالکل بے ہوش اور حواس باختہ ہو جائے تو یہ غشی حکم میں نوم کے ہے اور نواقض وضوء میں سے ہے اور ایک ہے معمولی غشی جس میں دوسروں کی کچھ باتیں سمجھ لیتا ہے اور خود بھی کر لیتا ہے یہ ناقض وضوء نہیں ہے اور غشی امراض قلب میں سے ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ طویل تھکن اور ضعف کے دباؤ سے روح قلب میں آ کر بند ہو جاتی ہے اور اغماء: امراض دماغ میں سے ہے اس کی حقیقت صرف یہ ہے کہ اندرون دماغ بلغم جمع ہو جاتا ہے۔ (فضل الباری ص:۳۱۴ ج ۲)

اُفحوص، وکر اور وکنۃ کے درمیان فرق

وکنۃ: اس گھونسلے کو کہتے ہیں جو دیوار یا پہاڑ پر ہو اور وکر اس گھونسلے کو کہا جاتا ہے جو درخت پر ہو اور افحوص وہ گھونسلا ہے جو زمین پر ہو۔ (مقامات مترجم اردو مؤلف مولانا محمد صدیق احمد انوروی صاحب ص:۹۵، ناشر: الرحیم اکیڈمی لیاقت آباد کراچی)

اُمنیۃ اور منیۃ میں فرق

ان دونوں میں فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ چھوٹی باتوں کی آرزو کو "منیۃ" کہتے

ہیں اور بڑی باتوں کی آرزو کو "اُمنیّہ" کہتے ہیں ۔ (دیکھئے اضافات شرح مقامات اردو ص ۲۰ ماز مولانا افتخار علی دیوبندی، تعلیمات از شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب" ص:۲۹ ج ۱)

الہام، کشف اور وحی میں فرق

وحی صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے کسی غیر نبی کو وحی نہیں آسکتی، البتہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے بعض خاص بندوں کو کچھ باتیں بتادیتا ہے اسے کشف یا الہام کہا جاتا ہے اور الہام وکشف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرق بیان فرمایا ہے کہ کشف کا تعلق حسیات سے ہے یعنی اس میں کوئی چیز یا واقعہ آنکھوں سے نظر آجاتا ہے اور الہام کا تعلق وجدانیات سے ہے یعنی اس میں کوئی چیز نظر نہیں آتی صرف دل میں کوئی بات ڈال دیجاتی ہے اسلئے عموماً الہام کشف کی بہ نسبت زیادہ صحیح ہوتا ہے ۔ (علوم القرآن مولانا محمد تقی عثمانی صاحب ص:۳۹)

اسم فاعل اور مبالغہ میں فرق

مبالغہ اسم فاعل کے حکم میں داخل ہے، لیکن دونوں میں لفظی ومعنوی فرق موجود ہے معنوی فرق یہ ہے کہ اسم فاعل کے اندر معنیٰ فاعلیت میں کوئی زیادتی مقصود نہیں ہوتی مگر مبالغہ کے اندر معنیٰ فاعلیت کی زیادت مقصود ہوتی ہے مثلاً عالم جاننے والا اور علام زیادہ جاننے والا ۔ (تکلیۃ الاسیر شرح نحو میر اردو ص:۱۵۴، از مولانا حسین احمد ارکانی صاحب مدظلہ العالی)

التزام کفر اور لزوم کفر میں فرق

التزام کفر اور لزوم کفر کے درمیان فرق یہ ہے کہ لزوم کفر کا حاصل تو یہ ہے آدمی کوئی ایسا عقیدہ رکھے یا ایسا عمل اختیار کرے یا ایسی بات کہے جس سے کوئی کفر لازم آجائے (لیکن جب اس سے کہا جائے کہ اس سے کفر لازم آگیا ہے تو وہ اس کفر کو تسلیم نہ کرے بلکہ اس سے برأت کردے) اور التزام کفر یہ ہے کہ خود اس کفر کو تسلیم کرلے، اس

سے برأت نہ کرے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے فتاوی محمودیہ ج ۱۷/ص ۴۷۵)

ایاب اور رجوع میں فرق

انّ الایاب هو الرجوع الی منتهی المقصد والرجوع یکون کذلک وبغیره الا تریٰ انهٗ یقال رجع الی بعض الطریق ولا یقال آب الیٰ بعض الطریق و لکن یقال ان حصل فی المنزل ولهذاقال اهل اللغة التاویب أنّ یمضی الرجل فی حاجته ثم یعود فیثبت فی منزله. وقال ابو حاتم التاویب ان یسیر النهار اجمع لیکون عندالليل فی منزله و انشد: ۔

البایتون قریبامن بیوتهم ولویشاؤن ابو الحیٰ اوطرقوا

وهذایدلّ علی انّ الایاب الرجوع الی منتهیٰ القصد ولهذا قال تعالی: (انّ الینا ایابهم) أی ان القیامة منتهی قصدهم لا نهالا منزلة بعدها" (الفروق فی اللغة، ۲۹۹، ۳۰۰)

''ایاب کہتے ہیں مقصد کے انتہاء کی طرف رجوع کرنا اور رجوع اس طرح بھی اور اس کے علاوہ بھی ہوسکتا ہے، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ کہا جاتا ہے ''رجع الی بعض الطریق'' (وہ بعض راستے کی طرف لوٹ گیا) اور نہیں کہا جاتا ''اٰب الی بعض الطریق'' (بعض راستے کی طرف پلٹا) مگر اس وقت جب وہ گھر میں موجود ہو، اسی وجہ سے اہل لغت نے کہا ''التاویب'' کہتے ہیں کہ آدمی اپنی ضرورت کیلئے چلے پھر لوٹ آئے اور اپنے گھر میں موجود رہے اور ابو حاتم نے فرمایا ''التاویب'' کہتے ہیں کہ پورا دن چلے تاکہ رات کو اپنے گھر پر رہے اور یہ شعر گنگنایا۔ ۔

البایتون قریبًا من بیوتهم ولو یشاؤن ابو الحی اوطرقوا

اور یہ دلالت کرتا ہے کہ ایاب اپنے مقصد کے انتہاء کی طرف رجوع کرنے کو کہتے ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالی نے فرمایا'' انّ الینا ایابهم '' یعنی ان کا لوٹنا ہماری طرف ہے، گویا

کہ قیامت ان کے قصد کی انتہاء ہے اسلئے کہ اسکے بعد کوئی منزل نہیں ہے۔"

ارب اور عقل کے درمیان فرق

انّ قولنا الارب یفید وفور العقل من قولهم عظم مؤرب اذا کان علیه لحم کثیر وافر،وقدح اریب وهو المعلی وذالک انّه یأخذ النصیب المورب ای الوافر.(الفروق فی اللغة ص۲۶۰)

"ہمارا قول ارب عقل کی زیادتی کا فائدہ دیتی ہے اور یہ ماخوذ ہے عظم مورب سے یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب ہڈی میں گوشت زیادہ اور وافر مقدار میں ہو،"وقدح اریب وهو المعلی "یعنی بہت زیادہ بھرا ہوا پیالہ اور یہ اسلئے کہ وہ چیز کا وافر اور کثیر حصہ سمو لیتا ہے۔"

الم اور عذاب کے درمیان فرق

انّ العذاب اخصُّ من الالم و ذالک ان العذاب هو الالم المستمر والالم یکون مستمرًا وغیر مستمر الا تریٰ ان قرصةُ البعوض المٌ،ولیس بعذاب فان استمرّ ذالک قلت عذّبنی البعوض اللیلة فکلّ عذابٍ المٌ.ولیس کلّ المٍ عذاباً،واصلُ الکلمة الاستمرارُ ومنه یقال ماءٌ عذبٌ لاستمراره فی الحلق.(الفروق فی اللغة ص:۲۴۴)

"عذاب الم سے خاص ہے اور یہ اسلئے کہ عذاب کہتے ہیں اس درد کو جو ہمیشہ جاری رہے اور الم (عام ہے) جاری اور غیر جاری دونوں کیلئے ہوتا ہے، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ مچھر کا ڈنک مارنا الم تو ہے عذاب نہیں اور اگر یہ جاری رہے تو آپ کہتے ہیں کہ مجھے مچھر نے رات کو عذاب دیا، پس ہر عذاب الم ہے اور ہر الم عذاب نہیں، اور اس کلمہ کا اصل استمرار ہے، اسی سے کہا جاتا ہے"ماءٌ عذبٌ"میٹھا پانی، اس کے جاری رہنے کی وجہ سے حلق میں۔"

امر، اِلتماس اور سوال میں فرق

إنّ الامر قول القائل لمن دونه إفعل والالتماس وهو الطلب مع التساوی بین الأمر والمامور فی الرتبه والسوال طلب الادنی من الاعلیٰ. (المنطوق لمعرفة الفروق ص ۱۴)

''امر کہتے ہیں قائل کا قول کرنا ''اِفعل'' کے ذریعہ اس شخص کو جو اس سے چھوٹا ہو، اور التماس کہتے ہیں کسی چیز کا طلب کرنا اس طور پر کہ حکم دینے والا اور جس کو امر دیا جارہا ہے دونوں رتبہ میں برابر ہوں۔ اور سوال کہتے ہیں چھوٹا آدمی کسی بڑے سے کوئی چیز طلب کرے۔''

اِحسان اور فضل میں فرق

إنّ الاحسان قدیکون واجباً وغیرواجب والفضل لایکون واجباً علیٰ احدٍ وإنّماهو مایتفضل به من غیرسبب یوجبه (الفروق فی اللغة: ۱۸۸)

''احسان کبھی تو واجب ہوتا ہے اور کبھی واجب نہیں ہوتا اور فضل کسی پر واجب نہیں ہوتا، اور فضل تو کہتے ہیں بھلائی کرنا بغیر کسی سبب موجب کے۔''

اختلاف اور تفریق میں فرق

مسائل میں اختلاف ہوجانا کوئی نئی بات نہیں بلکہ ایسے اختلافات تو امت کیلیے رحمت اور شریعت کی وسعت کا پتہ دیتے ہیں۔ لیکن ان دونوں میں مختلف حیثیت سے فرق ہیں (ا) اختلاف میں نظر دلیل پر رہتی ہے اور تفریق میں نظر نفرت اور علیحدگی پر (ب) اختلاف میں مخاطب علماء ہوتے ہیں اور تفریق میں مخاطب عوام ہوتے ہیں (ج)

اختلاف میں کبھی مفاہمت کا مرحلہ بھی آجاتا ہے لیکن تفریق کی لکیر ہمیشہ طویل ہوتی جاتی ہے۔ مزید کیلئے دیکھئے، (مطالعۂ بریلویت جلد اول ص ۶۲، ۶۳، ناشر دار المعارف اردو بازار لاہور مصنف علامہ خالد محمود صاحب، مع تغییر یسیر)

ابدال، تعلیل اور قلب میں فرق

یہ بات مخفی نہ رہے کہ مطلق ایک حرف کو دوسرے حرف کے ساتھ بدلنے کو صرفی اصطلاح میں تعلیل کہتے ہیں پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) قلب (۲) ابدال۔ پھر ان دونوں میں فرق اس قدر ہے کہ قلب حرف علت کو حرف علت کے ساتھ بدلنے کو کہتے ہیں جیسے قال، میزان، یوقن۔ وغیرہ، اور ابدال کہتے ہیں کہ ایک حرف صحیح کو دوسرے حرف صحیح کے ساتھ بدلنا جیسے لقا بھما وغیرہ۔ (مآرب الطلبہ ص ۸۳)

آذیٰ، غم، ھم، حزن اور نصب میں فرق

واضح ہو کہ غم، حزن، ھم، نصب اور اذیٰ ان سب میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ غم، وہ پریشانی ہے جس سے آدمی بے ہوش ہو جانے کے قریب ہو اور حزن، وہ پریشانی ہے جس سے دل کے اندر سختی اور تکلیف پیدا ہو۔ اور ھم، وہ فکر ہے جس سے آدمی گھل جاتا ہے۔ اور اذیٰ، وہ تکلیف ہے جو دوسروں کی طرف سے پہنچی ہو۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ آئندہ کے متعلق فکر کو ھم کہتے ہیں اور گذشتہ کے متعلق پریشانی کو حزن کہتے ہیں۔ اور اذیٰ کہتے ہیں ہر اس چیز کو جو اپنے دل پر ناخوشگوار ہو (مرقاۃ) اور یہ تمام الفاظ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث میں آئے ہیں۔ **عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ما یصیبُ المسلم من نصب ولا وصب ولا ھمٍّ ولا حُزن ولا اذیً ولا غمٍّ حتی الشوکۃ یشاکھا الا کفّر اللہ بھا من خطایاہ"۔** (مشکوٰۃ ص: ۱۳۴، و مآرب الطلبہ ص: ۲۱۷)

التماس اور بحث میں فرق

بحث کہتے ہیں کہ ''طلب الشیٔ تحت التراب'' یعنی مٹی کے اندر سے کسی چیز کا طلب کرنا اور التماس کہتے ہیں ''طلب الشیٔ باللمس'' یعنی کسی چیز کو ہاتھ سے طلب کرنا۔ (مآرب الطلبہ ص:۲۱۴، مولف مولانا شبیر احمد صاحب ارکانی)

اساس، بناء اور بنیان میں فرق

بُنیان کا اطلاق اصل اور پوری دیوار پر ہوتا ہے اور بناء کا اطلاق خاص دیوار پر کیا جاتا ہے اور بناء و بنیۃ کا اطلاق ہر سافل پر عالی کی نسبت سے کیا جاتا ہے اور اساس کا اطلاق اس بنیاد پر ہوتا ہے جو زمین میں مدفون کردی جائے۔ (تفہیمات شرح مقامات اردو ازمولانا اعزاز علی صاحب دیوبندی ص۱۰۲ج۱)

اجل، بلیٰ اور نعم میں فرق

نعم، بلی، اور اجل، یہ تینوں حروف تصدیق وایجاب کیلئے ہیں اور تینوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ نعم اور اجل ماقبل کے کلام کو ثابت کرتے ہیں۔ اگر منفی ہو تو نفی ثابت کرتے ہیں مثلاً کہا جاتا ہے۔ زیدٌ لیس بقائم ؟ تو جواب دیا جاتا ہے نعم یا اجل بخلاف بلیٰ کے کہ یہ منفی سے مثبت بنا دیتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ ﴿الستُ بربکم؟ قالوا بلیٰ'' ہاں (کیوں نہیں؟) آپ ہمارے پروردگار ہیں۔ اگر آپ بجائے بلی، نعم یا اجل استعمال کریں تو آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ ہاں آپ ہمارے پروردگار نہیں۔ اسی سبب سے ان دونوں کو حرف استفہام انکاری جملۂ منفیہ کے بعد استعمال کرنا درست نہیں۔ کیوں کہ یہ دونوں اگر ماقبل منفی ہو تو نفی ثابت کرتے ہیں مثبت ہو تو اثبات ثابت کرتے ہیں نیز علمائے لغت نے اجل اور نعم کے درمیان یہ

بھی فرق لکھا ہے کہ نعم عموماً استفہام کے جواب میں آتا ہے اور اجل عموماً خبر کے جواب میں۔ (مآرب الطلبہ ص ۱۰۷)

اشفاق اور شفقت میں فرق

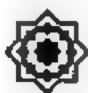
اشفاق یہ باب افعال سے معنی ہے ڈرنا، اور شفقت یہ ثلاثی مجرد سے بمعنی مہربانی کرنا۔ لیکن ابن دریذ نے جمہرہ میں اور ابن فارس نے مجمل میں دونوں لفظوں کے معنی مہربانی کے لکھے ہیں شاید اسی قول کی وجہ سے عرف میں مشفق بمعنی مہربانی مشہور ہوگیا، حالانکہ اکثر لغویین نے دونوں کے معنوں میں فرق بیان کیا ہے اور دونوں کے معنی ایک قرار دینے سے انکار کیا۔ (شرح فصول اکبری)

ابتداء اور مقتضب میں فرق

ظاہراً مقتضب کے معنی، ابتداء کے معنی سے ملتے جلتے ہیں، لیکن دونوں کے درمیان دو وجہ سے فرق ہے۔

(۱) ابتداء عام ہے کہ اس کا مجرد آتا ہو یا نہ آتا ہو، اور مقتضب خاص ہے کہ اس کا مجرد نہیں آتا۔

(۲) مقتضب میں ایسے حروف الحاق وحروف زوائد کا نہ ہونا شرط ہے جو کسی معنی کیلئے آتے ہوں، بخلاف ابتداء کے، نیز دونوں کے مادے اور لغوی معنی بھی الگ الگ ہیں۔ (مسودہ شرح فصول اکبری، مؤلف مولانا محمد صدیق ارکانی)



ابن الملاعنہ اور ولد الزنا میں فرق

بظاہر دونوں لفظوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔لیکن ان دونوں میں ایک باریک ودقیق فرق ہے،اور وہ یہ ہے کہ ولد الزنا کا باپ جائز نہیں،کیونکہ شریعت نے اس کو اس کا باپ تسلیم نہیں کیا،چاہے وہ مدعی ہو۔جبکہ ابن الملاعنہ کا باپ بظاہر موجود ہے۔لیکن وہ باپ،اس بچے کے باپ ہونے سے انکاری ہے۔پس اگر ابن الملاعنہ کا باپ اس کو اپنا بیٹا تسلیم کرلے،تو شریعت بھی اس بچے کو اس کا بیٹا تسلیم کرلے گی۔اوران میں باہم توارث قائم ہوجائے گا۔مزید تفصیل کیلئے دیکھئے،(فہم المیراث مدلل،ص۔۱۲۰۔مصنف جناب سید شبیر احمد کاکاخیل صاحب۔ناشر:عالمی ادارہ تسہیل الحسابات الاسلامیہ،راولپنڈی)

بسملہ اور تسمیہ میں فرق

بعض لوگ دونوں کوایک ہی معنی میں سمجھتے ہیں غایۃ المقصود میں لکھا ہیں کہ بسملہ اور تسمیہ میں فرق یہ ہے کہ بسملہ کا معنی ہے''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کہنا اور لکھنا۔اور تسمیہ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور یاد کرنا خواہ کسی بھی طریقہ سے ہو اور اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی بھی نام سے ہو۔حاصل یہ نکلا کہ تسمیہ عام ہے اور بسملہ خاص ہے،جس کو منطق کی اصطلاح میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت کہتے ہیں۔

(تقارب الطلبہ ص۲۳)

بیان اور تبیان میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ بیان کے معنی خود معنی سمجھنے اور غیر کو سمجھانے

کے ہیں اور تبیان کے معنی خود اپنے آپ سمجھنے کے ہیں اور بقول بعض تبیان یہ بیان سے زیادہ بلیغ ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک کو دوسرے کی جگہ پر استعمال کر لیتے ہیں کما فی قولہ تعالیٰ: ﴿وأنزلنا علیک الکتاب تِبیاناً لکلِ شیٍٔ﴾.

(افاضات ص۱۲ ج۱، تفہیمات ص ۳۵ ج۱)

بعض اور جزء میں فرق

مخفی نہ رہے کہ یہ دونوں لفظ قریب قریب ہم معنی ہیں، فرق اس قدر ہے کہ "بعض" کہتے ہیں کسی چیز کے حصہ یا ٹکڑے کو چاہے وہ باقی ماندہ حصہ سے بڑا ہو یا چھوٹا اور "جزء" کہتے ہیں اسکے برعکس و برخلاف کو۔ (مآرب الطلبہ فی التحقیق بین الالفاظ المترادفۃ والمعانی المقاربۃ ص: ۱۹۰۔ تفہیمات ص: ۱۰۳ ج۱، الفروق فی اللغۃ ص: ۱۳۵)

بالجملہ اور فی الجملہ میں فرق

علماء ان دونوں لفظوں کو کسی مضمون کا خلاصہ و حاصل بیان کرنے کیلئے استعمال کرتے ہیں اور ان کے درمیان فرق اس قدر ہے کہ بالجملہ کثرت میں استعمال ہوا کرتا ہے اور فی الجملہ قلت میں استعمال ہوتا ہے۔ (فرائد منثورہ ص ۳۸، مصنف مولانا ارشاد اللہ صاحب قاسمی)

بولِ غلام، بولِ جاریہ اور بولِ صبی میں فرق

(۱) بول صبی لطیف اور نرم ہوتا ہے بخلاف بول جاریہ کے کہ اس میں غلظت اور لزوجیت ہوتی ہے۔ (۲) بول جاریہ میں بدبو زیادہ ہوتی ہے بخلاف بول غلام کے، دوسرا یہ ہے۔ (ا) لڑکے کا مبال تنگ ہوتا ہے۔ اور لڑکی کا مبال کشادہ ہوتا ہے۔ (ب) عورت کی طبیعت میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے پیشاب زیادہ

بد بودار ہوتا ہے بخلاف لڑکے کے۔(ج) عورت کا مثانہ معدہ کے قریب ہوتا ہے قریب ہونے کی وجہ سے پیشاب میں بدبو زیادہ ہوتی ہے بخلاف لڑکے کے۔(د) عورتیں حضرت حوا علیہا السلام کے مشابہ ہیں اور مرد حضرت آدم علیہ السلام کے جو کہ نبی ہیں اور صحیح مسلک کی بناء پر فضلاتِ انبیاء طاہر ہوتے ہیں اور مردان کے مشابہ ہیں، لہٰذا ان کے پیشاب میں تخفیف کی گئی ہے۔

(توضیح السنن ص: ۱۵۳ ج ۱، خزائن السنن: ص ۱۵۲ ج ۱ تنظیم الاشتات ص: ۱۹۳ ج ۱ روضۃ الازھار ص: ۲۱۵ ج ۱)۔

بیع باطل اور بیعِ فاسد میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ (۱) جو بیع نہ ذاتاً مشروع ہو اور نہ وضعاً وہ بیع باطل ہے اور جو بیع ذاتاً مشروع ہو اور وضعاً غیر مشروع ہو وہ بیع فاسد ہے۔(۲) اور بیع باطل بالکل مفید ملک نہیں، نہ قبل القبض نہ بعد القبض اور بیعِ فاسد قبضہ کے بعد مفید ملک ہے۔(فرائد منثورہ ص: ۴۰، مآرب الطلبہ ص: ۱۳۹، ناشر کتب خانہ فیضیہ بانہ واری چاٹگام)

بصیرت اور بصر میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں فرق بقول بعض حضرات یہ ہیں کہ "بصیرت" تو فعلِ قلب کو کہتے ہیں اور "بصر" حاسہ کے فعل کو کہتے ہیں۔ (افاضات شرح مقامات اردو از مولانا مختار علی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ص ۷ ج ۱، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

بدعت اور رسم میں فرق

اگر کوئی فعل خلاف شریعت ہو تو وہ گناہ اور معصیت تو ضرور ہوگا مگر اس کو بدعت نہیں کہا جائے گا۔ اور بدعت وہی ہے کہ جس کو دین کا کام سمجھ کر اور موجب اجر و ثواب خیال کر کے کیا جائے، اسی سے بدعت و رسم میں فرق نکلتا ہے۔ رسم بھی بے اصل

اور خلاف شرع ہوتی ہے مگر بہت سی رسوم کو دین سمجھ کر نہیں کیا جاتا، بخلاف بدعت کے کہ وہ بھی بے اصل ہے مگر لوگ اسے دین سمجھ کر کرتے ہیں، یہیں سے شادی کی رسوم اور غمی کی رسوم کا فرق بھی واضح ہوتا ہے۔ (فضل الباری ص: ۳۳۰ ج ۲، تمارب الطلبہ ص ۱۳۶)

بُخل اور شُح میں فرق

بخیل اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جو چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرنی واجب ہو اس کو خرچ نہ کرے، یا جس موقع پر خرچ کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اس پر خرچ نہ کرے۔ اور شح کا مصداق بھی یہی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ شح مال کے صرف میں کوتاہی کرنے کے ساتھ ساتھ مال اور بڑھانے کی حرص میں مبتلا ہوتا ہے، یہ بخل سے بھی شدید حرام ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ بخل عام ہے اور شح خاص ہے ۔

فائدہ: بعض محققین نے فرمایا کہ لفظ بخل کے اندر تین حروف ہیں "ب" سے مراد بلاء ہے اور "خ" سے مراد خرابی ہے اور "لام" سے مراد لعنت ہے، یعنی بخیل کا انجام بلاء و خسران اور لعنت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "بخیل تین چیزوں سے دور اور ایک سے قریب ہوتا ہے (۱) اللہ کی رحمت سے دور (۲) لوگوں سے دور (۳) جنت سے دور اور جہنم سے قریب۔" (تمارب الطلبہ ص: ۲۱۲)

بدَل، ثمَن اور عوَض میں فرق

البدل: هو الشيء الذي يجعل مكان غيره والثمن هو البدل في البيع من العين او الورق اذا استعمل في غيرهما كان مشبها بهما و العوض هو البدلُ الذي ينتفع به كائناً ما كان. (فروق اللغات، ص ۷۰)

"بدل وہ ہے جس کو دوسرے کی جگہ بنایا جائے اور ثمن بیع میں وہ بدل ہوتا ہے عین سے یا نوٹ وغیرہ کے ذریعہ سے جب ان دونوں کے علاوہ جگہ میں استعمال ہو اور ان دونوں کے مشابہ ہو۔ اور عوض وہ بدل ہے جس سے نفع اٹھایا جائے جس طرح

بھی ہو۔"

بدن اور جسد میں فرق

جسد کا اطلاق صرف حیوان عاقل پر ہی ہوتا ہے، جیسے انسان ہے، فرشتے ہیں اور جنات ہیں اور ان کے علاوہ دوسروں پر جسد کا استعمال نہیں ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ بدن نام ہے اس جسم کا جو ماسوی الرأس ہو یعنی سر کے علاوہ ہو اور جوہریؒ کے کلام سے بدن اور جسد کا مترادف ہونا معلوم ہوتا ہے۔ (غایۃ السعایۃ ص:۱۸۹ ج۲)

برھان اور دلیل میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں فرق اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ "برہان" کہتے ہیں اس حجت قاطعہ کو، جو مفید للعلم ہو، اور جو حجت مفید للظن ہو اس کو بہر حال دلیل ہی کہا جاتا ہے۔ (فروق اللغات ص:۷۳)

بیت، دار، منزل اور حجرہ میں فرق

منزل وہ ہے کہ جو بیت، صحن، مسقف، مطبخ، وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور منزل کے اندر ہر مسقف کو بیت کہا جاتا ہے اور دار وہ ہے جو بیوت، منازل و صحن وغیرہ پر مشتمل ہو اور حجرہ قطعۂ بیت کو کہا جاتا ہے۔ (نوٹ) فارسی میں خانہ ہر مسکن کو کہا جاتا ہے خواہ وہ کبیر ہو یا صغیر۔ (فرائد منثورہ ص:۲۱: مآرب الطلبہ ص:۲۶۰)

بیت، شعر، فرد، مصرع اور غزل میں فرق

موزوں کلام مقفّی بالقصد یعنی بقصدِ شعر کسی بحر کے وزن پر متکلم کے کلام کو شعر کہا جاتا ہے لہذا اس میں قصد شرط ہے، جو بلا قصد موزوں مقفی کلام ہو اس کو شعر نہیں کہا جاتا، لیکن اکثر اہل تحقیق کا خیال ہے کہ شعر کیلئے دو فقرے ہونا لازم ہے، جو قافیہ دار عبارت دوسرے فقرے پر مشتمل نہ ہو اسے مصرع کہا جاتا ہے اور دو مصرعوں والی

عبارت کو بیت کہتے ہیں، اگر بیت ایک ہی ہو تو اسے فرد کہتے ہیں اور غزل کے معنی لغت میں عورتوں اور کنیزوں کے ساتھ باتیں کرنا ہے۔ اور مغازلت کے معنی عشق بازی کرنا ہے، نیز منقول ہے کہ غزل ایک مرد کا نام ہے جو سماع ونغمہ کو بہت پسند کرتا تھا اور عشق بازی میں اس نے اپنی تمام عمر ختم کردی، غزل اسی کی طرف منسوب ہے۔

(دیکھئے، المتطوق لمعرفة الفروق ص: ۱۰۹، ۱۱۰)

بدل الکل اور عطف بیان میں فرق

ان دونوں میں چند وجوہ سے فرق ہے (۱) عطف بیان میں متبوع کو روشن کرنا ضروری ہے اور بدل میں ایسا نہیں (۲) عطف بیان میں متبوع مقصود ہے نہ کہ تابع جیسے عبداللہ میں، پس یہاں متکلم کا مقصود عبداللہ کہنا ہے نہ کہ ابن عمر لیکن عبداللہ بنسبت عمر غیر مشہور ہونے کی وجہ سے وضاحت کیلئے ابن عمر کو بطور عطف بیان لایا گیا ہے، بخلاف بدل کے کہ اس میں تابع مقصود ہے نہ کہ متبوع جیسے: جـآء نـي زيدٌ اخـوك پس یہاں متکلم کا مقصود زید کہنا نہیں، بلکہ اخوک کہنا مقصود ہے۔ (۳) عطفِ بیان کیلئے عَلَم ہونا ضروری ہے (خواہ وہ لقب یا کنیت کی قبیل سے ہی کیوں نہ ہو) بخلاف بدل کے کہ وہ غیر علم بھی ہوسکتا ہے جیسے جـاء نـي زيدٌ اخـوك۔ (۴) عطفِ بیان میں اسم ظاہر ہونا ضروری ہے بخلاف بدل کے۔ (۵) عطف بیان تکرار عامل کے حکم میں نہیں، بخلاف بدل کے کہ وہ تکرار عامل کے حکم میں ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۱۰۸، ۱۰۹)

بلاغت اور فصاحت میں فرق

یاد رہے کہ حضرات علماء معانی کا اس بات میں اختلاف ہے کہ فصاحت و بلاغت لفظ کی صفت ہے یا معنی کی، نیز فصاحت و بلاغت مترادف الفاظ ہیں یا ان میں کچھ فرق ہے۔ امام جازیؒ نے افلاطون سے نقل کیا ہے "انّ الـفـصـاحـةَ لاتكونُ الاّ لـمـوجـودٍ. والبلاغة تكونُ لموجودٍ مفردٍ" اور امام رازی کا میلان اس طرف

ہے کہ فصاحت الفاظ ومعنی دونوں کی طرف راجح ہے، شیخ تقی الدین قشیریؒ فرماتے ہیں کہ اگر فصاحت کو الفاظ کے ساتھ خاص کیا جائے تو امام رازیؒ پر یہ اعتراضات پڑتے ہیں اور اگر مختص نہ کیا جائے تو معنی کا فصاحت کے ساتھ متصف ہونا لازم آتا ہے۔ "وھو غیر مالوف" اسلئے بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے۔ "انّ الفصیحَ لفظٌ حسنٌ مالوفٌ،له معنی حسنٌ صحیحٌ" شیخ عبداللطیف بغدادی نے قوانین البلاغۃ میں کہا ہے کہ "البلاغۃشیئٌ یبدأمن المعنی وینتھی الی اللفظِ،والفصاحۃ شیئٌ یبدأ من اللفظ وینتھی الیٰ المعنی" یعنی بلاغت ایسی شئی ہے جو معنی سے شروع ہو کر لفظ پر منتہی ہوتی ہے اور فصاحت ایسی شئی ہے جو لفظ سے شروع ہوتی ہے اور معنی پر اس کی انتہا ہوتی ہے (گویا دونوں مصداق حیثیت سے متحد اور یکساں ہیں صرف مبدا اور منتہی کا فرق ہے)۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۰۰)

بیرؔ، غدیرؔ اور غمرۃؔ میں فرق

ان تینوں کے معنی کنوئیں کے ہیں، پھر باہمی فرق یوں ہے کہ "بیر" اصطلاحِ فقہ میں اس کنوئیں اور تالاب کو کہتے ہیں جس میں ناپاکی اور نجاست گرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور "غدیر" اس قدر بڑے کنویں اور تالاب کو کہا جاتا ہے کہ جس کو ایک جانب سے حرکت دینے سے دوسری جانب کو حرکت نہ ہو۔ اور "غمرۃ" اس کنوئیں کو کہا جاتا ہے جس کا پانی اتنا گہرا ہو جس میں آدمی ڈوب جائے اور جو اس میں داخل ہونے والے کو اپنے اندر چھپا لے، اسلئے لفظ "غمرۃ" پردہ اور ہر ڈھانپ لینے والی چیز پر بولا جاتا ہے اور مطلق گہرے پانی کو بھی کہا جاتا ہے خواہ وہ دریا کا پانی ہو یا ندی یا کنوئیں یا حوض کا اور یہ لفظ قرآن کریم میں آیا ہے: ﴿بل قلوبھم فی غمرۃ الخ﴾

(مآرب الطلبہ ص: ۲۳۲)

بثّ اور حُزنؔ میں فرق

البثُّ: اشدُّ الحزن الذی لایصبرُ علیه صاحبه حتیٰ یشیعه أو یشکوہ والحزن: اشدُّ الھمّ. (فروق اللغات ص:٦٥)

"بث" کہتے ہیں ایسے غم کو کہ جب تک اس کا کسی سے تذکرہ نہ ہو زائل نہ ہو اور "حزن" اس غم کو کہتے ہیں جو کسی چیز پر کیا جائے اور "حسرت" کے معنی شدت ندامت کے ہیں۔ (افاضات شرح مقامات اردو ص:٢١٦ج١)

بصر اور عین میں فرق

انّ العین آلۃُ البصر وھی الحدقۃ، والبصرُ اسمٌ للرؤیۃ ولھذا یقال احدیٰ عینیه عمیاء ولایقال: أحد بصریه أعمیٰ. وربما یجری البصر علی العین الصحیحۃِ مجازاً، ولا یجری علی العین العمیاء فیدلُّک ھذا علی انه اسم للرؤیۃ علی ماذکرنا ویسمّٰی العلم بالشی اذا کان جلیاً بصراً. و یقال لک فیه بصرٌ اذ انک تعلمه کمایراہ غیرُک. (الفروق فی اللغۃ ص:٧٣)

"عین دیکھنے کا آلہ ہے اور وہ آنکھ ہے، بصر دیکھنے کا نام ہے، اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کی ایک آنکھ اندھی ہے "احدیٰ عینیه عمیاء" اور نہیں کہا جاتا "احد بصریه اعمی" اور کبھی کبھار بصر مجازاً صحیح آنکھ کیلئے بھی بولا جاتا ہے، لیکن عین عمیاء یعنی اندھی آنکھ کیلئے نہیں بولا جاتا، پس یہ چیز آپ کی رہنمائی کر رہی ہے کہ بصر دیکھنے کا نام ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، کسی شئ کا علم جب ظاہر ہو تو اس کو بصر کہتے ہیں۔ اور آپ سے کہا جاتا ہے کہ اس میں بصر ہے اس سے مراد لیا جاتا ہے کہ آپ اس کو جانتے ہیں جیسا کہ اس کو دوسرے دیکھتے ہیں۔"

الفرق بين البِرّ والخيرّ

انّ البِرَّ متضمن بجعل عاجل قدقصد وجه النفع به فامّا الخير فمطلق حتّی لووقع عن سهو،لم يخرج عن استحقاق الصفة به ونقيض الخير الشر ونقيضُ البرّ العقوق.(الفروق في اللغتص:۱۶۴)

"بر" یہ متضمن ہوتا ہے جعل جاعل کے ساتھ اس طور سے کہ اس سے نفع کا ارادہ کیا گیا ہو،اور"خیر"مطلق ہے یہاں تک کہ اگرچہ غلطی سے واقع ہوجائے تب بھی وہ خیر کی صفت سے نہیں نکلے گا اور خیر کی نقیض شر ہے اور بر کی نقیض عقوق (نافرمانی) ہے۔"

بیع اور سود میں فرق

بیع اور سُود کے درمیان ایک فرق تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور سُود کو حرام قرار دیا ہے، جیسے:﴿احلّ اللہُ البیعَ وَحرّمَ الرّبوا﴾ اور یہ بہت بڑا فرق ہے۔دوسرا فرق یہ ہے کہ سُود کی حقیقت میں بھی فرق ہے۔بیع تو مال سے مال کے مبادلہ کو کہا جاتا ہے پوری قیمت کے بدلے مال آجاتا ہے اور سُود میں یہ ہوتا ہے کہ جتنا قرض دیا وہ وصول کرلیا جاتا ہے اور اس کے سوا الگ سے زائد رقم بھی لی جاتی ہے۔

(تفسیر انوار البیان ص:۵۲۱ج۱)

بَسَل اور حرام میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ"حرام"عام ہے چاہے وہ چیز حکم کے ذریعہ سے ممنوع ہو یا بزور ہو اور"بَسل"کہتے ہیں جس کو زور کے ساتھ روک دیا گیا ہو کقوله تعالیٰ:﴿اولٰئکَ الذینَ ابسلوا بما کسبوا﴾.(دیکھئے تفہیمات شرح

مقامات اردو ص: ۲۲۸ ج ۱، ناشر: میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی)

بَیعَت اور تقلید میں فرق

ایک شیعہ نے ایک دفعہ حضرت تھانویؒ سے سوال کیا کہ تقلید اور بیعت میں کیا فرق ہے؟ تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ تقلید کہتے ہیں اتباع کو اور بیعت کہتے ہیں معاہدۂ اتباع کو۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھئے فقہ حنفی کے اصول وضوابط ص: ۲۱۴، تغییر یسیر کے ساتھ)

بَاسَاء اور ضرّاء میں فرق

عام طور پر ان دونوں کے درمیان دو فرق بیان کیے جاتے ہیں۔ (۱) بأساء کہا جاتا ہے ضرر حاصل کی طرف اشارہ کرنے کو اور ضراء کہتے ہیں ضرر متوقع کی طرف اشارہ کرنے کو۔ (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ بأساء ضرر شدید کو کہا جاتا ہے اور ضراء ضرر خفیف کو۔ (فروق اللغات ص: ۷۵)

بَیدَ اور غَیرَ میں فرق

غیر اور بید دونوں کے معنی غیر اور علاوہ کے ہیں اور دونوں کے درمیان معنوی و لفظی فرق بھی ہے، معنوی فرق یہ ہے: (۱) کہ غیر صفت کیلئے بھی آتا ہے بخلاف بید کے۔ (۲) غیر مستثنیٰ متصل و منقطع دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے، بخلاف بید کے وہ صرف مستثنیٰ منقطع کیلئے آتا ہے اور لفظی فرق یہ ہے کہ بیدَ کا مضاف ہمیشہ "ان مع الاسم والخبر" ہوتا ہے اور غیر عام ہوتا ہے۔ کمافی الحدیث "نحنُ الاخرون السابقون یوم القیامۃ بَیدَ انھم اوتوا الکتاب من قبلنا"۔ (دیکھئے تفہیمات ص: ۱۳۹ ج ۱ ومآرب الطلبہ ص ۱۰۲)

بہتان اور غیبت میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ غیبت لفظ صریح پر منحصر نہیں ہوتا بلکہ قولی وفعلی و تعریض اور اشارہ سب کو فقہاء نے غیبت میں شمار کیا ہے، کسی کی ہیئت بنانا و نقلیں اُتارنا بھی غیبت ہے، فی الواقع اگر کوئی نقص وعیب اس کے اندر ہے۔ اگر اس کے پس پشت بیان کیا جائے تو حرام وغیبت ہے، اگر فی الواقع وہ نقص وعیب اس کے اندر نہیں ہے جس کے پس پشت بیان کیا جارہا ہے تو یہ غیبت سے بڑھ کر بہتان کہلاتا ہے، یہ غیبت سے بھی بدترین گناہ ہے۔ (فتاویٰ حبیبیہ ص:۸۱۷ ج ۲ مؤلف مولانا حبیب اللہ ارکانی صاحب مدفون مکہ جنت المعلیٰ)

الفرق بين بَكّة و مَكّة

﴿إن بكّة اسمٌ للمسجدِ الحرام. ومكّةُ "بالميم" اسمٌ لكلّ البلدِ﴾. ''بکہ خاص مسجدِ حرام کو کہتے ہیں اور مکہ پورے شہر کو کہتے ہیں۔'' (المطوق لمعرفة الفروق ص ۲۲، مولانا شیخ عبد الاول صاحب، رشیدیہ لائبریری چاٹگام، و مآرب الطلبه ص:۱۶۴)

باطل اور فاسد میں فرق

عبادت کے سلسلے میں فاسد کے معنی باطل کے ہوتے ہیں اور معاملات کے سلسلے میں فاسد اور باطل میں فرق ہے، نیز فاسد اور باطل دونوں کے معنی ایک ہیں، فساد کا تعلق ذات کے ساتھ ہے اور کراہت کا تعلق صفات کے ساتھ ہے مثلاً کوئی رکن شرط فوت ہوجاتا ہے تو اس کو فاسد سے تعبیر کرتے ہیں اور اگر وصف فوت ہوجائے تو اس کو مکروہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص:۱۵۳/۱۵۴)

بے، نا اور بلا میں فرق

یہ تینوں فارسی کے الفاظ ہیں جو نفی کیلئے مستعمل ہیں، ان میں فرق یہ ہیں کہ حرف ''بے'' اسم ذات ہے اور مصدر پر آتا ہے اور حرف ''نا'' یہ اسم صفات پر آتا ہے جیسے بے تاب، بے صبر، بیوقوف، بے تمیز، وغیرہ اور نا قابل، نا اہل، نالائق، وغیرہ اور کبھی حرف ''نا'' بھی مصدر پر آتا ہے جیسے نافہم، ناانصاف، اور ناشکر وغیرہ اور حرف ''بلا'' محض مصدر پر داخل ہوتا ہے جیسے بلا ضرورت، بلا اکراہ، بلا مکروہ، اور بعض نے ''بلا'' حرف نفی کو قابل ترک لکھا ہے، جو صحیح نہیں ہے، دیکھئے ۔(مآرب الطلبہ ص ۲۲۵)

بیع مخابرہ اور بیع مزارعہ میں فرق

بیع مخابرہ کہتے ہیں زمین کے حصۂ معینہ کے ثلث وربع پر مزارعت کا معاملہ کرنا یعنی کسی کو زراعت کرنے کیلئے زمین دے کر یہ کہنا کہ پیداوار کا تہائی حصہ یا چوتھائی حصہ میرا ہے باقی آپ کا۔ اور یہی تفسیر راجح ہے اور مزارعہ بھی اسی طرح ہے، امام نوویؒ نے کہا ہے کہ مخابرہ اور مزارعہ دونوں قریب قریب ہیں اتنا فرق ہے کہ مخابرہ میں بیج (دانہ) عامل دیتا ہے اور مزارعہ کے اندر بیج مالک زمین دیتا ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۱۲۸)

بدأ بالہمزہ اور بدا بلا ہمزہ میں فرق

بدأ بالہمزہ کے معنی ابتداء و شروع کے ہیں اور بدا بغیر ہمزہ کے معنی ظاہر ہونے کے ہیں کمافی الحدیث۔ ''انّ الدینَ بدا غریباً وسیعود کمابدا فطوبیٰ للغرباء. وهم الذینَ یصلحونَ ماافسد الناسُ من بعدی من سُنّتی''۔

(ترمذی)

''نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک دین اسلام کی ابتداء اور اس کا ظہور ایک اجنبی مسافر کی طرح ہوا ہے اور پھر آخری زمانہ میں (کچھ مدت کے بعد) اسی حالت پر لوٹ جائے گا جیسا کہ شروع میں تھا، سو خوشخبری ہے ان لوگوں کیلئے جو اجنبی مسافروں جیسے ہیں، جن کی پہچان یہ ہے کہ وہ میری ان سنتوں کی اصلاح کریں گے جن کو لوگوں نے میرے بعد بگاڑ دیا ہوگا''۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۲۷)

بحر اور نہر کے درمیان فرق

قال الجوهریؒ فی الفرق: انما سُمّی البحرُ بحراً لاستبحاره و انبساطه وسعته لانّه شقّ فی الارض شقاً وفی کلام العرب الشقّ هو البحر وکانوا یقولون النّاقة اذا شقّوا اذنها بحیرة. وقال الزجاجؒ: وکلُّ نهر ذی ماءٍ کثیرٍ راکدٍ بحرٌ لکن اذا جری یقال له فهو نهرٌ کدجلةٍ والفرات و النیل وما اشبه ذالک فیکون الماء اذا اتّسع ولم یجر بحراً او اذا جری فهو نهرٌ ویقال: للبحرِ الصغیرِ بحیرةٌ عذا. (المنطوق لمعرفة الفروق ص ۴۰۰)

''علامہ جوہریؒ نے فرمایا کہ سمندر کا نام بحر اس کی کشادگی و وسعت کی وجہ سے رکھا گیا ہے، اسلئے کہ اس نے زمین میں بہت بڑا شق (گڑھا) کیا ہے اور کلام عرب میں شق بحر کا نام ہے اور جب اونٹنی کے کان کو شق کرتے ہیں تو اس کو بحیرۃ کہتے تھے، اور علامہ زجاجؒ نے کہا کہ ہر نہر جس میں پانی زیادہ ہو ٹھہرا ہوا ہو وہ بحر ہے، لیکن جب جاری ہو تو اسے نہر کہا جاتا ہے جیسا کہ دجلہ، فرات اور نیل اور جو اسکے مشابہ ہو، اگر پانی اس میں زیادہ ہو اور جاری نہ ہو تو وہ بحر ہے اور اگر ہو تو وہ نہر ہے اور چھوٹے بحر کو بحیرہ کہتے ہیں۔''

البارحة اور القابلة کے درمیان فرق

''انّ البارحة اللیلةُ الماضیةُ. والقابلةُ اللیلةُ المقبلةُ ای الآتیةُ''۔

(المنطوق لمعرفة الفروق ص:۴۵)

"جاننا چاہئے کہ ان دونوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ بارحہ کہتے ہیں گذشتہ رات کو اور قابلہ کہتے ہیں آنے والی رات کو جیسے کہ اوپر والی عبارت سے ظاہر ہے۔"

البکر اور الباکورة کے درمیان فرق

إنّ البکر اوّل الولد، والباکورةُ اوّل الفاکھة وقد يطلق البکرُ علیٰ امرأۃٍ لم تفتض بکارتها، وبقيت عذرتها، وضدّهُ الثيّب، ويطلق علیٰ المذکر والمؤنث فافهم. (المنطوق ص: ۴۷)

"بکر پہلے بچے کو اور باکورہ پہلے پھل کو کہتے ہیں، اور کبھی بکر کا اطلاق اس عورت پر بھی ہوتا ہے جس کا پردہ بکارت زائل نہ کیا گیا ہو اور اس کی بکارت باقی رہے اور اس کی ضد ثیب ہے اور کبھی مذکر اور مؤنث پر بھی اطلاق ہوتا ہے، خوب سمجھ لو۔"

البُرهة اور المدّة کے درمیان فرق

انّ البُرهةَ الزمانُ الطويلُ والمدّةُ البُرهة من الدهر وتقعُ علیٰ القليلِ والکثير منه. (المنطوق لمعرفة الفروق ص:۵۲)

"بُرهة" طویل زمانہ کو کہتے ہیں اور "مدة" زمانہ کے کچھ حصے کو کہتے ہیں اور قلیل وکثیر یعنی تھوڑے اور زیادہ زمانہ پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔"

البون اور البین کے مابین فرق

إنَّ البونَ يقالُ فی البعد الجسمانی، والبینُ فی البعد الرتبی، وکلاهما بمعنی البعد والمسافة يقالُ بينهما بون بعيد وبيَن بعيدٌ. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۴۸)

"بون یہ بعد جسمانی کیلئے اور بین یہ بعد رتبی کیلئے کہا جاتا ہے اور دونوں

کے معنیٰ بعد یعنی دوری اور مسافت کے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے ان دونوں کے درمیان بون بعید و بین بعید ہے۔"

الفرق بین البعرۃ، والِحثّی، والروث والخرء، والنجو والعذرۃ

قال نوح آفندیؒ: الروث للفرسِ والبغل والحمار. والحثي للبقرِ والفيل، والبعرةُ للابلِ والغنم، والخُرءُ للطيورِ، والنجوُ للكلبِ، و العذرةُ للانسان "شامی" ومن شاء الزيادة على هذا فعليه با لطريف. (المطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۶)

"علامہ نوح آفندیؒ نے فرمایا کہ روث: گھوڑے، خچر اور گدھے کیلئے ہوتا ہے، اور حثی: گائے اور ہاتھی کیلئے اور بعرۃ: اونٹ بھیڑ، بکرے کیلئے ہوتا ہے اور خرء: پرندوں کیلئے، اور نجو: کتے کیلئے اور عذرہ: انسان کیلئے ہوتا ہے۔ (شامی)
اور جو اس سے زیادہ جاننا چاہتا ہو تو اسے چاہیئے کہ طریف کا مطالعہ کرے۔"

البکیٰ اور البکاء کے درمیان فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ بکی کے معنیٰ ہیں بغیر آواز کے رونا اور بکاء کے معنیٰ ہیں زور سے بآواز بلند رونا، کیونکہ مشہور و مسلّم قاعدہ ہے کہ "زیادۃ المبانی تدلُ علی کثرۃ المعانی"۔ اور اس کی تائید حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے۔ "انّ المیّتَ یعذّبُ ببکاءِ اھلہ علیہ" یعنی میت پر اہل و عیال کے بآواز بلند رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۶۵)

بدلِ بُلَغاء اور بدلِ نُحاۃ میں فرق

علماء نُحاۃ کے نزدیک بدل کی کل چار قسمیں ہیں: (۱) بدل الکل (۲) بدل البعض (۳) بدل الاشتمال (۴) بدل الغلط۔ ان چاروں کی مثال وتعریف کیلئے کسی علم نحو کے کتاب کی طرف رجوع کیا جائے۔ اور بعض حضرات نے بدل کی پانچویں قسم بھی بیان کی ہے جس کو وہ بدل الکل من البعض سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کی مثال: رأیت القمرَ فلکہ، کہتے ہیں، مگر یہ صحیح نہیں ہے، محض وہم ہے اور علماء بلاغت کے نزدیک بدل کی تین قسمیں ہیں: (۱) بدل الکل (۲) بدل البعض (۳) بدل الاشتمال: یہ حضرات بدلِ غلط کا بالکل اعتبار نہیں کرتے کیونکہ یہ فصیح کلام کے خلاف ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کے اندر بدل الغلط کی کوئی مثال کہیں نہیں ملتی۔

(مآرب الطلبہ ص:۳۲۶ کچھ تغیر کے ساتھ)

الفرق بين البأسْ والخوف

انّ البأسَ يجري على عدةٍ من السلاح وغيرها كقوله تعالىٰ. ﴿وانزلنا الحديد فيه بأسٌ شديد﴾ ويستعمل في موضعِ الخوفِ مجازاً فيقال لابأسَ عليك ولا بأس في هذا الفعل اى لا كراهة فيه.

(الفروق في اللغة ص:۲۳۸)

"بَأس" کا اطلاق ہوتا ہے اسلحہ کی تیاری کے ساتھ بھی اور اس کے علاوہ پر بھی اور اس کی مثال جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انزلنا الحديد فيه بأسٌ شديد﴾ اور ہم نے لوہے کو اتارا اس میں بے پناہ قوت ہے، اور یہ مجازاً خوف کی جگہ بھی استعمال ہوتا ہے، کہا جاتا ہے "لاباس علیک" یعنی تم پر کوئی خوف نہیں، "ولاباس فی هذا الفعل" یعنی اس کام میں کوئی کراہت نہیں ہے۔"

البرد اور القر کے درمیان فرق

"القُر" بضم القاف کے معنی سردی اور ٹھنڈک کے ہیں اور "برْد" کے معنی بھی سردی کے ہیں، لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ قُرّ کہتے ہیں اس سردی کو جو جاڑے میں ہوتی ہے اور برد عام سردی کو کہتے ہیں، چاہے جاڑے میں لگے یا غیر جاڑے میں۔

(افاضات شرح مقامات اردو ص: ۵۷۲ ج ۲)

بشارت اور مژدہ میں فرق

جاننا ہے کہ یہ دونوں الفاظ خوشخبری کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں لیکن ان میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ "مژدہ" مطلقاً خوشخبری کو کہا جاتا ہے چاہے اس سے چہرہ پر خوش خبری کے آثار نمایاں ہوں یا نہ ہوں اور "بشارت" ایسی خوشخبری اور ایسی خبر دینے کو کہتے ہیں جس کو سن کر انسان کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہو جائیں۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۱۰ بحوالہ معارف القرآن)

براۃ، سلامت اور صحت کے درمیان فرق

کہا جاتا ہے کہ صحت بیماری سے اچھا ہونے کو کہتے ہیں اور براۃ کہتے ہیں ہر عیب سے پاک ہونے کو اور سلامت تمام آفات سے خلاصی اور محفوظ ہونے کو کہا جاتا ہے۔ (فروق اللغات، ص: ۱۳۳)

بَشَرۃ اور جِلدٌ میں فرق

واضح ہو کہ دونوں کے معنی چمڑے کے ہیں، پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ امام راغبؒ نے فرمایا ہے کہ "بشرۃ" اس ظاہری چمڑے کو کہا جاتا ہے جو بدن سے متصل ہو

اور "جلد" اس چمڑے کو کہا جاتا ہے جو بدن سے الگ ہو، چونکہ انسان کی ظاہری چمڑی کو دیکھا جاتا ہے اسلئے انسان کو بشر کہا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بدن سے متصل چمڑی کو بشرہ اور بدن سے الگ چمڑی کو جلد کہا جاتا ہے، اس اعتبار سے دونوں میں تباین کی نسبت ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۰۸)

بادشاہ، سلطان اور خلیفہ میں فرق

(۱) لفظ خلیفہ کے بارے میں حضرت عمرؓ نے حضرت سلمان فارسیؓ سے دریافت کیا کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ حضرت سلمان فارسیؓ نے جواب دیا کہ اگر آپ نے اپنے مسلمانوں کی سرزمین سے درہم لے لئے خواہ تھوڑے ہوں یا بہت، پھر ان کو ناحق جگہ میں استعمال کیا تو آپ (عمرؓ) بادشاہ ہیں خلیفہ نہیں۔ تو حضرت عمرؓ نے ان سے عبرت حاصل کی۔ (۲) بادشاہ۔ امام جلال الدین سیوطیؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ میں خلیفہ ہوں، یا بادشاہ؟! کسی نے کہا کہ خلیفہ صرف حق کو لیتا ہے اور حق میں خرچ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپؓ بالکل ایسے ہی ہیں اور بادشاہ لوگوں پر مظالم کرتا ہے پس کسی سے لیتا ہے اور کسی کو دیتا ہے حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے۔ (۳) لفظ سلطان حضرت علی بن سعیدؒ نے فرمایا کہ سلطان کا اطلاق بادشاہوں پر نہیں ہوتا بلکہ سلطانِ اعلیٰ وہ ہوتا ہے جس کی ولایت میں بہت سے بادشاہ ہوتے ہیں یعنی وہ بادشاہوں کا سردار ہوتا ہے۔ (دیکھئے عہد نبوی ﷺ کا اسلامی تمدن ص:۱۹، ۲۰)

بدعت اور سنت کا فرق

بدعات قبلۂ اعمال سے منحرف ہوتی ہے اور سنت (امور مسنونہ) قبلہ کی سمت میں ہوتے ہیں، اسلئے یہ صحیح ہے کہ اگر بڑی سے بڑی بدعت بھی کی جاوے جیسے دفن میت کے بعد اذان، تعزیہ بنانا، اور حسینؓ کے نام پر پانی کی مشکیں بہانا وغیرہ تو یہ سب

اعمال موجب ثواب یقیناً نہ ہوں گے، ہاں! اگر زیادہ انحراف ہے تو گناہ بھی ضروری ہے اور امور مسنونہ اگرچہ چھوٹے چھوٹے ہیں تو بھی نہ صرف موجب ثواب ہے بلکہ ایک درجہ اور بھی ہے جس کو (واللہ یضاعف لمن یشاء) سے ظاہر کیا گیا ہے۔ (دنیا کو اسلام سے کس کس طرح روکا گیا؟ ص: ۲۷، از مولانا اعزاز علی صاحبؒ ناشر ادارۃ المعارف دار العلوم کراچی)

بعض اور بضع کے مابین فرق

یہ دونوں لفظ جن کے حروف ایک ہیں معنی بھی دونوں کے یکساں ہیں یعنی کسی چیز کا حصہ اور ٹکڑا۔ مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ لفظ بعض عددی وغیر عددی یعنی کمیت و کیفیت دونوں میں مستعمل ہے اور لفظ بضع صرف کمیت اور عددی چیزوں میں استعمال ہوتا ہے، غیر عددی کمیت میں بضع کا لفظ استعمال نہیں ہوتا۔ مزید فصیل کیلئے دیکھئے۔ (ماہنامہ حق نوائے احتشام کراچی اکتوبر ۲۰۰۱ء صفحہ ۲۰،۲۱)

بصق اور نفث کے درمیان فرق

علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ دونوں الفاظ حدیث شریف میں استعمال ہوئے ہیں لیکن "بصق" ایسے تھوکنے کو کہتے ہیں کہ منہ کے اندر سے تھوک نکلے اس طرح کہ کچھ حلق میں بھی رہے اور معمولی سا باہر بھی آ جائے اور "نفث" کہتے ہیں ایسے پھونک کو جس میں تھوک شامل نہ ہو۔ (دیکھئے، روضۃ الطالبین شرح ریاض الصالحین جلد چہارم حدیث نمبر (۸۴۲) بحوالہ مرقاۃ و روضۃ المتقین ۲/۲۷۰۔ ناشر: زمزم پبلشرز، اردو بازار کراچی)

الفرق بين البهتان والكذب والزور

انّ الزور هو الكذب الذى قد سوى وحسن فى الظاهر ليحسب

انہ صدق وھو من قولک زورت الشئی اذا سوّیتہ وحسنتہ وفی کلام عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: زورت یوم السقیفۃ کلاماً، وقیل اصلہ فارسی من قولھم زور وھو القوۃ و زورتہ قویتہ. واما البھتانُ فھو مواجھۃ الانسان بمالم یحبہ وقد بھتہ۔ (الفروق فی اللغۃ ص ۳۸)

''زور'' وہ جھوٹ ہے جو گھڑا گیا ہو اور ظاہر میں بھی حسین معلوم ہوتا ہو، تا کہ یہ گمان کیا جائے کہ وہ سچا ہے، اور یہ ماخوذ ہے زورت الشئی سے جب اس کو برابر کردے اور اس کو خوب صورت کرے، اور کہا جاتا ہے کہ اس کی اصل فارسی ہے اور یہ ماخوذ ہے زور سے اور اس کے معنی قوۃ کے ہیں اور ''زورتہ'' یعنی میں نے اس کو قوی و مضبوط کردیا۔ اور بہتان کہتے ہیں انسان کا ایسی چیز کا سامنا کرنا جس کو پسند نہ کرتا ہو، اور آپ نے اس پر بہتان لگایا۔''

الفرق بین البغی والظلم

انّ الظلم ماذکرناہ والبغی شدۃ الطلب لمالیس بحقٍ بالتغلیب واصلہ فی العربیۃ شدۃ الطلب ومنہ یقال: رفعنا بغی السماء خلفنا ای شدۃ مطرھا وبغی الجرح یبغی اذا ترامی الیٰ فساد یرجع الیٰ ذالک و کذلک البغاء و ھو الزنا. وقیل فی قولہ تعالیٰ ﴿والاثم والبغی بغیر الحق﴾ انّہ یرید التراس علی الناس بالغلبۃ والاستطالۃ (الفروق فی اللغۃ ص: ۲۲۷)

''ظلم'' تو وہ ہے جو ہم نے ذکر کیا، اور بغی کہتے ہیں کسی شئی کو شدت کے ساتھ طلب کرنا جو حق نہ ہو غلبہ کے ذریعے، اور اس کی اصل عربی میں شدۃ الطلب ہے اور اسی سے کہا جاتا ہے ''رفعنا بغی السماء خلفنا'' یعنی ہم نے زمانہ کی شدت طلب کی (بارش) کو بلند کیا اٹھادیا اپنے پیچھے اور ''بغی الجرح یبغی'' کا مطلب ہے جب زخم فساد کی طرف مائل ہو، اور اسی طرح بغاء ہے اور وہ زنا ہے، اور کہا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے

قول "والاثم والبغي بغير الحق" میں کہ وہ لوگوں پر سرداری چاہتا ہے غلبہ اور تکبر کے ساتھ۔"

بسالت اور شجاعت کے درمیان فرق

انّ اصل البسل الحرام،فكانّ الباسل حرام أن يصاب في الحرب بمكروه لشدته فيها وقوته،والشجاعة الجُرأةُ والشجاعُ الجرئ المقدام في الحرب ضعيفاً كان اوقويا. والجُرأة قوّة القلب الداعية الىٰ الاقدام على المكاره فالشجاعة تنبئ عن الجرأة والبسالةُ عن الشدةوالقوّة، ويجوز ان يكون الباسل من البسول وهي تكره الوجه مثل البسور وهمالغتان و سُمّي باسلا لتكرهه ولا تجوز الصفة بذلك على الله تعالىٰ. (الفروق في اللغة ص:۱۰۲)

"بسل کا اصل حرام ہے (یعنی منع کرنا) گویا کہ باسل پر جنگ میں کوئی ناپسندیدہ بات حرام (ممنوع) ہے اپنی شدت اور قوت کی وجہ سے،اور شجاعت جرات کو کہتے ہیں اور شجاع جری (نڈر) ہے۔ جری جنگ میں آگے بڑھنے والے کو کہتے ہیں چاہے کمزور ہو ضعیف ہو، اور جرات دل کی وہ قوت جو بلاتی ہے دل کو ناپسندیدہ باتوں کے خلاف اقدام کرنے کیلئے ،تو بہادری (شجاعت) خبر دیتی ہے جرات کی اور بسالت شدت اور قوت کی خبر دیتا ہے،اور جائز ہے کہ باسل ،بسول سے ہو اور وہ تیوری کا چڑھانا ہے ہلاکت کی طرح اور وہ دولغات ہیں ، اور باسل نام رکھنے کی وجہ غصہ یا بہادری کی وجہ تیوری کا چڑھانا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ کو اس صفت کے ساتھ متصف کرنا جائز نہیں۔"

بنفسہ، فی نفسہ اور لنفسہ، کا فرق

قاعدہ ہے کہ وجود کی دو قسمیں ہیں :رابطی ،غیر رابطی ،وجود رابطی غیر

مستقل کو کہتے ہیں جس کا وجود فرض فارض یا محل پر یا فاعل پر موقوف ہو یہ سب وجودِ رابطی ہے اور جس کا وجود کسی پر موقوف نہ ہو وہ ہر طرح مستقل وجود ہے اس میں فی نفسہ ،بنفسہ اور لنفسہ تینوں داخل ہیں جیسے وجود باری تعالیٰ اس کا اطلاق غیر اللہ کے وجود پر ممنوع ہے،واضح ہو کہ ان الفاظ کے مابین بایں طور فرق بیان کیا جاتا ہے کہ فی نفسہ کی نسبت اس شیٔ کی طرف کی جاتی ہے جو شیٔ اپنے وجود میں فارض کے فرض کے طرف محتاج نہ ہو اگر چہ محل کی طرف محتاج ہو جیسے سفید کپڑا کہ اس میں سفیدی کا وجود فارض کے فرض کی طرف محتاج نہیں لیکن اس کا وجود محل یعنی کپڑے کی طرف محتاج ہے اس طور پر کہ کپڑے کا وجود منتفی ہوتے ہی سفیدی کا وجود بھی ختم ہو جائیگا جو بواسطۂ کپڑا نمودار ہوا ہے۔اور بنفسہ کی نسبت اس شیٔ کی طرف کی جاتی ہے جو نہ فارض کے فرض کی طرف محتاج ہو نہ محل کی طرف محتاج ہو جیسے حیوان۔اور لنفسہ کی نسبت اس شیٔ کی طرف ہوتی ہے جو نہ فارض کے فرض کی طرف محتاج ہو نہ محل کی طرف ہو اور نہ فاعل کی طرف جیسے وجود باری تعالیٰ نہ فارض نہ محل اور نہ فاعل کی طرف محتاج ہے۔(تفصیل کیلئے دیکھئے،مآرب الطلبہ ص:۱۹۱/۱۹۲)

الفرق بين البهجة والحسن

إن البهجة حسن يفرح به القلب ،واصل البهجة السرور،ورجل بهيج وبهيج:مسرور،وابتهج: اذا سرّثم سُمّي الحسن الذي يبهج القلب بهجة،وقديُسمّي الشي باسم سببه ،والبهجة عند الخليل :حسن لون الشي ونضارته،قال:ويقال رجل بهجٌ ،اى :مبتهج بامر يسرُّهُ فاشار الى ماقلناهُ.(الفروق في اللغة ص:۲۵۷)

"ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ البھجۃ اس خوبصورتی کو کہا جاتا ہے جس سے دل خوش ہو جائے ،اوراس کا اصل معنی خوش ہونا ہے،جیسے رجل بھج ،وبھیج یعنی مسرور شخص اور ابتھج بمعنی وہ خوش ہوا،پھر اس خوبصورتی کو بھی جو خوش و مسرور

کرنے والی ہو بھجہ کہا جانے لگا کیونکہ کبھی چیز اس کے سبب سے بھی پکارا جاتا ہے۔ امام خلیلؒ کے نزدیک بھجہ چیز کے رنگ کی خوبصورتی اور تانق کا نام ہے، انہوں نے فرمایا: عرب کہتے ہیں رجل بھج یعنی آدمی کو کسی بات سے خوشی ہوئی، سوانہوں نے بھی ہماری بات کی طرف اشارہ فرمایا۔"

(نوٹ)

"وہ الفاظ جن کا فرق اس سے قبل الف میں گذر چکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں"

(۱) بناء اور بنیان کا فرق اساس، بناؑ اور بنیہ کے تحت گزر چکا ہے۔ (۲) بعیر، ابل، جمل اور ناقہ کے درمیان فرق، ابل، جمل، ناقہ وغیرہ کے ضمن میں گزر چکا ہے (۳) بعثت وارسال کا فرق ارسال و بعثت میں دیکھئے (۴) بدخلق اور استغناء کا فرق الف کے اندر استغناء بدخلق میں گزر چکا ہے (۵) بہیمہ، دابہ اور انعام میں فرق انعام، دابہ، بہیمہ، کے اندر موجود ہیں (۶) بہتان اور افتراء اور کذب میں فرق (۷) بعیر، ابل، جمل اور ناقہ میں فرق (۸) بحث اور التماس کا فرق (۹) بلی، نعم، اور اجل میں فرق۔ (۱۰) بناء اور اساس کا فرق۔ (۱۱) البزوغ، الطلوع اور الشروع میں فرق۔

تفسیر، تاویل اور تحریف میں فرق

واضح ہو کہ تفسیر اور تاویل کے اصطلاحی معنی میں متقدمین اور متاخرین کے درمیان اختلاف ہے، چنانچہ متقدمین میں جیسے ابوعبیدہؒ وغیرہ ایک اور جماعت متاخرین کے نزدیک تفسیر اور تاویل میں کوئی فرق نہیں بلکہ دونوں ایک ہی ہیں، مگر جمہور متاخرین فرق بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تفسیر اور تاویل کے درمیان نسبت تباین یا عام وخاص مطلق کی نسبت ہے۔ امام راغبؒ کا قول ہے (۱) کہ تفسیر تاویل سے عام ہے اس طور پر کہ تاویل کا استعمال کتب الہیہ میں خاص ہے اور تفسیر کا استعمال کتب الہیہ اور اس کے غیر میں عام ہے۔ (۲) ایسا ہی تفسیر کا تعلق اکثر روایات سے اور تاویل کا تعلق درایت

سے ہے۔(۳)تفسیر کا اکثر استعمال الفاظِ مفردات میں اور تاویل کا استعمال اکثر معنیٰ اور جملوں میں ہوتا ہے۔(۴)بقول امام ترمذیؒ تفسیر وہ ہے جس میں یقین ہوتا ہے کہ وہی اللہ تعالیٰ کی مراد ہے اور تاویل وہ ہے کہ محتمل معانی میں سے کسی ایک کو بلا یقین ترجیح دیجاتی ہے۔(۵)تفسیر میں تین شرائط پائی جانی ضروری ہیں:(ا)معنیٰ حقیقی یا مجاز متعارف پر مبنی ہو۔(ب)وہ معنیٰ سیاق وسباق کے مطابق بھی ہوں۔(ج)وہ معنیٰ سلف صالحینؒ سے بھی منقول ہوں۔اگر یہ تینوں شرائط پائی جائیں تو وہ تفسیر ہے اگر دو پائی گئیں تو وہ تاویل ہے اگر تینوں مفقود ہوں تو تحریف ہے۔(۱) علوم القرآن، مولانا محمد تقی عثمانی صاحب ص۳۲۲ (۲) مآدب الطلبہ،ص:۳۳۲.(۳)الاتقان فی علوم القرآن،ص:۵۴۶ ج۲.(۴) عوارف المعارف ص: ۶۵)

تقدیر اور حذف میں فرق

ان دونوں لفظوں میں کئی وجوہ سے فرق بیان کیا جاتا ہے(۱) حذف کے اندر لفظاً ونیۃً ہر دو جہت سے ساقط ہونے کا اعتبار کیا جاتا ہے اور تقدیر میں سقوط صرف لفظاً ہوتا ہے نہ کہ نیۃً۔(۲)اسقاط بعد الوجود پر حذف کا اطلاق ہوتا ہے بخلاف تقدیر کے کہ اس میں وجودِ لفظی کا اعتبار نہیں ہوتا بلکہ نظم کلام میں مان لیا جاتا ہے۔(۳)مقدر(تقدیر) کالمذکور ہوتا ہے بخلاف محذوف کے۔(۴) یہ ہے کہ حذف اس جگہ ہوتا ہے جہاں محذوف کو ذکر کرنے سے کسی قسم کی ثقالت پیدا ہوتی ہو اسی وجہ سے اس کو لفظوں میں ذکر نہیں کرتے بخلاف تقدیر کے کہ اس میں وجود اعتباری نفس الامر میں تسلیم کیا جاتا ہے اور احکامِ لفظی اس پر جاری کئے جاتے ہیں۔(فرائد منثورہ ص۳۸، مآرب الطلبہ ص:۱۱۵، بدر منیر حاشیہ ص۲۳)

تصحیف اور تحریف میں فرق

انَّ التصحیفَ تغیرُ المعنیٰ واللفظِ معاً۔والتحریفُ تغیرُ اللفظِ

دون المعنیٰ و قد فعلهما الیهودُ والنصاریٰ فی التوراۃ والانجیل وقد قالَ اللّٰہُ تعالیٰ ﴿یُحرِّفون الکلمَ عن مواضعه ونسوا حظاً ممّا ذُکِّروا به﴾. (المنطوق ص: ۴۸)

''تصحیف کہتے ہیں لفظ اور معنی دونوں کا بدل ڈالنا، اور تحریف لفظ کا بدل ڈالنا نہ کہ معنی کو، اور یہ دونوں کام یہود ونصاریٰ نے تورات اور انجیل میں کیے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یحرفون الکلم الخ یعنی وہ تحریف کرتے تھے یعنی کلام کو اس جگہ سے بدل ڈالتے تھے اور بہت سا حصہ جو ان کو یاد کرایا گیا وہ بھول گئے تھے۔''

الفرق بین التذکیر والمذاکرۃ

﴿انّ التذکیر لایکونُ الاّ بالقلبِ، والمذاکرۃُ لاتکونُ الاّ باللسانِ﴾. (المطوق لمعرفۃ الفروق، ص: ۳۱)

''ان دونوں کے معنی یاددھانی یا خود یاد کرنے کے ہیں لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ تذکیر کے معنی ہے قلب میں یاد کرنا۔ اور مذاکرہ کے معنی ہے کسی کی یاد زبان سے کرنا۔'' (المطوق لمعرفۃ الفروق، ص:۳۶)

توکیل اور تفویض میں فرق

ان دونوں میں دو وجہ سے فرق ہے (۱) توکیل میں وکیل کو معزول کر دینا درست ہے لیکن تفویض میں رجوع اور عزل درست نہیں۔ (۲) توکیل میں اس کی تمامیت کیلئے قبول وکیل شرط ہے، بغیر اس کے قبول کی وکالت تام نہ ہوگی، بخلاف تفویض کے کہ اس میں قبول شرط نہیں، مثلاً جب شوہر نے طلاق کی تفویض بیوی کو کر دی تو وہ تمام ہوگئی، بیوی قبول کرے یا نہ کرے۔ (ملفوظات فقیہ الامت ص:۳۸ قسط ۳) دوسرا فرق سابق شیخ الحدیث دار العلوم کراچی مولانا سحبان محمودؒ نے بیان فرمایا کہ توکل نام ہے اسباب قریبہ کو اختیار کرتے ہوئے معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینے کا۔ اور تفویض نام ہے اسباب اختیار کئے بغیر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے بیٹھ جانے کا اور دونوں مامور بہ ہیں۔

(دیکھئے، البلاغ خصوصی اشاعت بیادگار شیخ الحدیث سبحان محمودؒ ص: ۱۹۳، دار العلوم کراچی)

تصاویر اور تماثیل میں فرق

اکثر تماثیل کا اطلاق مٹی، پتھر، سونا اور چاندی وغیرہ کے ذریعہ مجسمات بنانے پر ہوتا ہے اور تصاویر کا اطلاق اکثر فوٹو پر ہوتا ہے، چاہے وہ فوٹو گرافی سے کھینچے جائیں یا رنگ ونقش وغیرہ سے بنائے جائیں۔ (ایضاح المشکوۃ ص ۲۲۱ ج ۲، مصنف مولانا محمد رفیق صاحب استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ پٹیہ چاٹگام)۔

تحریف اور تاویل میں فرق

ان دونوں کے درمیان حضرت تھانویؒ یوں فرق بیان فرماتے ہیں کہ جو صرف عن الظاہر بضرورت صارف قطعی ہو اور موافق قواعد عربیہ وشرعیہ ہو وہ تاویل ہے، ورنہ تحریف ہے۔ (فقہ حنفی کے اصول وضوابط ص: ۲۱۹ بحوالہ امداد الفتاویٰ، مرتب مولانا مفتی محمد زید صاحب مظاہری)

تلاوۃ اور قراۃ میں فرق

ان دونوں کے اندر عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے کہ قراۃ عام ہے، چاہے مطلقا کوئی چیز پڑھے یا قرآن مجید پڑھے سب پر قراۃ کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن تلاوۃ صرف قرآن مجید پڑھنے کو ہی کہتے ہیں۔ (مآرب الطلبه ص: ۲۶۷ تفهیمات ص: ۷۳ ج ۱، الفروق في اللغة ص: ۵۴)

تجسس اور تحسس میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ امام اخفشؒ نے بیان کیا ہے کہ تجسس (بالجیم) کسی ایسے امر کی جستجو اور تلاش کو کہتے ہیں جس کو لوگوں نے آپ

سے چھپایا ہو اور تحسس (بالحاء) مطلق تلاش اور جستجو کو کہتے ہیں۔ (معارف القرآن مفتی محمد شفیع صاحب ص: ۱۲۰،۱۲۱ ج ۸)

تبلیغ اور تذکیر میں فرق

جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے انعام فرمائے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دوسروں کو فیض پہنچائیں اور اپنے کمال سے دوسروں کی تکمیل کیجئے۔

تنبیہ: "ان نفعتِ الذکریٰ" کی شرط اسلئے لگائی کہ تذکیر و وعظ اس وقت لازم ہے جب مخاطب کی طرف سے اس کا قبول کرنا مظنون ہو اور منصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ و تذکیر ہر شخص کیلئے نہیں۔ ہاں! تبلیغ و انذار (یعنی حکم الٰہی کا پہنچانا اور اللہ کے عذاب سے ڈرانا) تاکہ بندوں پر حجت قائم ہو اور عذر جہل و نادانی کا نہ رہے اتنا باعتبار ہر شخص کے ضرور ہے اس کو عرف میں تذکیر و وعظ نہیں کہتے، شاید اسی لئے بعض مفسرینؒ نے زیادہ واضح الفاظ میں آیتِ مذکورہ کے معنی یوں بیان کئے ہیں کہ بار بار نصیحت کر (اگر ایک بار نصیحت نے نفع نہ کیا ہو)۔ (دیکھئے تفسیر عثانی ص: ۸۰۲ ج ۲)

تشبیہ اور تمثیل میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ علمائے علم بلاغت کے نزدیک کلام مرکب کو تمثیل کہتے ہیں اور کلام مفرد کو تشبیہ کہتے ہیں۔
(دیکھئے تفسیر عثانی ص: ۶۰۱ ج ا مؤلف علامہ شبیر احمد عثانی صاحبؒ)

تحمّل اور تکلّف میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ تکلف میں ماخذ فعل مرغوب ہوتا ہے اور تحمّل میں محض دوسرے کو دکھانے کیلئے ماخذِ فعل سے کام لیا جاتا ہے جو حقیقۃً

مطلوب نہیں ہوتا۔ (علم الصرف آخرین ص:۳۰۷، مقدمہ مصباح اللغات ص:۳)

تدلیس اور تعلیق میں فرق

حدیثِ تعلیق وحدیثِ تدلیس کے اندر دو فرق ہیں: (۱) تعلیق میں سقط واضح ہوتا ہے اور تدلیس میں خفی۔ (۲) تعلیق صرف اختصاراً ہوتی ہے اور تدلیس بغرض فاسد بھی ہوتی ہے۔ (تحفۃ الدرر شرح نخبۃ الفکر ص:۲۸، از استاذ الاساتذۃ حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد پالنپوری مدظلہ العالی)

تفکر اور تدبر میں فرق

ان دونوں لفظوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ تدبر کہتے ہیں تصرفِ قلب کے عواقبُ الامور میں نظر کرنے اور غور وفکر کرنے کو۔ اور تفکر کہتے ہیں تصرف القلب کو جس میں دلائل کے ساتھ نظر ہو۔ (دیکھئے فروق اللغات ص ۸۳، الفروق فی اللغۃ ص: ۶۷)

تسلیم اور رضاء میں فرق

علامہ جرجانیؒ ان دونوں میں فرق یوں بیان کرتے ہیں کہ تسلیم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے گردن جھکا دینا اور نامناسب بات میں اعتراض نہ کرنا خواہ وہ بطیب خاطر ہو یا نہ ہو اور رضاء کہتے ہیں فیصلۂ تقدیر پر بطیب خاطر راضی رہنا۔

خلاصہ: یہ ہے کہ تسلیم عام ہے اور رضاء خاص ہے اور حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ شرع کی نظر میں اخلاص سے بھی ایک اونچا اور بلند مقام ہے اور وہ رضاء بالقضاء ہے۔ (مآرب الطلبہ ص:۲۶۲)

تعظیم اور عبادت میں فرق

عبادت اور تعظیم میں نیت اور اعتقاد کو دخل ہے، ممکن ہے کہ ایک ہی فعل کبھی عبادت اور کبھی تعظیم علی حسبِ الاعتقاد والنیۃ قرار پاسکتا ہے، لہذا تعظیم اور عبادت میں فرق یہ ہے کہ کسی میں خواص الوہیت کا اعتقاد کر کے اس کی تعظیم کرنا یا اس کا تقرب حاصل کرنے کیلئے کوئی ایسا کام کرنا کہ خاص حق الوہیت کا ہے، یہ عبادت ہے اور اگر یہ نہ ہو تو تعظیم ہے۔ اور اگر خاص الوہیت ثابت نہ کی جائے اور تعظیم کی جائے، جیسے باپ یا اُستاد کی تعظیم، بشرطیکہ اور خرابی نہ ہو تو جائز ہے۔ (فقہ حنفی کے اصول و ضوابط ص ۲۱۶ بحوالہ دعوات عبدیت)

تعصُّب اور تصلّب میں فرق

"تعصب" کے معنی ناحق کی حمایت کرنے کے ہیں، باقی حق کی حمایت اچھی بات ہے، اس کو "تصلب فی الدین" یعنی دین میں مضبوطی کو کہتے ہیں مثلاً: بے دینی کی وجہ سے لوگوں سے ترکِ اختلاط کرنا وغیرہ۔ (یہ تصلب فی الدین ہے نہ کہ تعصب) لیکن ناحق کی طرف داری ناجائز ہے۔ (فقہ حنفی کے اصول وضوابط ص: ۲۱۷)

تواضع اور خشوع میں فرق

قال الراغبؒ فی الفرقِ بینھما: انّ التّواضعَ یعتبرُ بالاخلاقِ و الافعالِ الظاھرۃِ والباطنۃِ. والخشوعُ یقالُ باعتبار الجوارح ولذالک قیلَ اذا تواضع القلب خشعت الجوارح. (فروق اللغات ص: ۹۳)

"علامہ راغبؒ نے ان دونوں کے درمیان فرق کے بارے میں کہا تواضع کا اعتبار کیا جاتا ہے، اخلاق وافعال ظاہرہ و باطنہ کے ذریعہ، اور خشوع باعتبار جوارح

اعضاء کے کہا جاتا ہے، اسی وجہ سے کہا جاتا ہے جب دل متواضع ہو جائے خشعت الجوارح "اعضاء خشوع کرنے لگے۔"

تشبہ اور مشابہت میں فرق

تشبہ کے معنی تو یوں ہیں کہ آدمی ارادہ کر کے نقالی کرے اور ارادہ کر کے ان جیسا بننے کی کوشش کرے یہ تو بالکل ہی ناجائز ہے، دوسری چیز مشابہت ہے، یعنی اس جیسا بننے کا ارادہ تو نہیں کیا تھا، لیکن اس عمل سے ان کے ساتھ مشابہت خود بخود پیدا ہوگئی ہو۔ (دیکھئے لباس کے شرعی اصول ص: ۲۳، از مولانا محمد تقی صاحب شیخ الحدیث دار العلوم کراچی)

تقویٰ اور ورع میں فرق

ان دونوں کا فرق علامہ صاحب اشرف الہدایہ مدظلہ یوں فرق بیان کرتے ہیں کہ ورع: کہتے ہیں کسی کا شبہات سے پرہیز کرنا اور تقویٰ کہتے ہیں امورِ محرمات سے بچنے کو۔ (اشرف الہدایہ از استاذنا و مولانا محمد جمیل احمد المؤقر استاذ الحدیث دار العلوم دیوبند (وقف) ص: ۹۳ ج ۲، ناشر کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی)

تاویل اور تحریف میں فرق

تاویل یہ اول سے ماخوذ ہے یعنی رجوع کرنا، لوٹنا اور اصطلاحی طور پر تعریف یہ ہے کہ "التاویلُ صرفُ الکلام عن الظاهرِ الیٰ احتمالٍ غیرِ مخالف لکتابِ اللهِ وسُنّة رسوله صلی الله علیه وسلم" یعنی کلام کو ظاہری معنی سے ایسے احتمال کی طرف پھیرنا جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہ ہو۔ اور تحریف یہ حرف سے ماخوذ ہے حرف کنارہ اور طرف کو کہا جاتا ہے، اصطلاح میں تحریف

کے معنی ہے "التحریف صرف الکلام الیٰ احتمال مخالف لکتاب اللہ وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم "یعنی کلام کا ایسے احتمال کی طرف پھیرنا جو کتاب اللہ اور سنتِ ثابتہ کے خلاف ہو۔ (ماہنامہ انوار القرآن کراچی ص:۱۷، شمارہ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ)

تفرّس اور توجّس میں فرق

توجّس کہتے ہیں کسی ظاہری قرینہ کو دیکھ کر کسی بات کو معلوم کرنا۔ اور تفرّس کہتے ہیں کسی خفی قرینہ کو دیکھ کر کسی بات کو معلوم کرنا، اگر بغیر کسی قرینہ کے کسی بات کو معلوم کرے تو اس کو الہام کہتے ہیں۔ (افاضات شرح اردو مقامات ص:۹۷ ج۱، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

تصوّرِ بشرطِ شیَ، تصوّرِ بشرط لاشیَ اور تصور لاشیَ میں فرق

(۱) تصورِ لابشرطِ شی: وہ تصور ہے کہ جس میں کوئی قید نہ ہو نہ مع الحکم کی ہو، اور نہ عدم الحکم کی ہو، یہ تصور علم مطلق تصوّر حضورِ ذہنی مطلق کے مرادف ہے۔
(۲) تصوّرِ بشرطِ شیَ: وہ تصور ہے کہ جس میں شیَ کی یعنی حکم کی قید ہو اس کا دوسرا نام تصوّر معہ الحکم بھی ہے اس کو تصدیق بھی کہتے ہیں۔ (۳) تصوّرِ بشرطِ لاشیَ: وہ تصور ہے کہ جس میں لاشیَ کی قید ہو یعنی عدم حکم کی قید ہو یہ وہ تصوّر ہے جو تصدیق کا مقابل امر مبائن ہے۔ (اشرف القطبی ص: ۷۳، ۷۴)

توأم اور ترِب میں فرق

توأم: ان جڑواں بچوں کو کہتے ہیں جو ایک شکم سے یکے بعدِ دیگرے پیدا ہوئے ہوں اور ترب، وہ جڑواں بچے ہیں جو خواہ بطن واحد سے پیدا ہوں یا بطنین (دو بطن) سے ہوں لیکن ہم عمر ہوں یا قریب العمر ہوں "کمافی القرآن و کواعب

التوابا"(اضافات ص:۴۹ج ۱ تفہیمات ص ۹۲ ج ۱)

تعزیرات اور حدود میں فرق

حدود یہ حد کی جمع ہے، اس کا معنی ہے روکنا اور منع کرنا، نیز اس چیز کو بھی کہا جاتا ہے جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو، چنانچہ اہل عرب دربان اور جیلر کو حداد کہتے ہیں کیونکہ دربان اندر آنے سے اور جیلر باہر نکلنے سے روکتا ہے اور شریعت میں حد، عقوبت مقدرہ ومعینہ کو کہتے ہیں جو بندگانِ خدا کو افعالِ قبیحہ کے ارتکاب سے باز رکھنے کیلئے بجہت حق اللہ فرض ہوئی ہے، لہذا کسی حاکم وامیر کو اس میں ادنیٰ تغیر وتبدیل یا کمی وبیشی کی ہرگز اجازت نہیں۔ بخلاف تعزیرات کے کہ وہاں کسی مصلحت کی بناء پر قابل تعزیر جرم کو معاف بھی کرسکتا ہے اور موقع ومحل اور جرم کی نوعیت کے اعتبار سے سزا میں کمی وزیادتی اور تغیر وتبدل بھی کرسکتا ہے، کیونکہ ان جرائم کی سزائیں قرآن وسنت نے متعین نہیں کیں بلکہ حکام کی صواب دید پر رکھی گئی ہیں۔

(ایضاح المشکوٰۃ: ۲۸۰ ج ۱، مآرب الطلبہ ص: ۱۳۳)

تبرع اور ھدیہ میں فرق

ان دونوں لفظوں کے معنی ہیں "بلاعوض عین شیٔ" کا مالک بنادینا "المتبرع لایرجع فیما تبرع به بخلاف الهبة" (فیض الباری) اور اب تبرع اور ہدیہ میں فرق یہ ہے کہ تبرع کی رجعت کرنا ناجائز ہے، بخلاف ہدیہ کے کہ اس کا رجوع کرنا جائز ہے، نیز یہ بھی قابلِ ضبط رہے کہ چند جگہ رجوع ہبہ بھی ناجائز ہے۔

(مآرب الطلبہ ص: ۱۴۸)

تقلیل اور تحقیر میں فرق

دونوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ (۱) تحقیر باعتبار کیفیت ہوتی ہے کیونکہ

تحقیر انحطاطِ شان اور قدرت کو کہتے ہیں اور تقلیل باعتبار کمیت کے ہوتی ہے، کیونکہ قلتِ اجزاء کی قلت کو تقلیل کہتے ہیں۔(۲) تقلیل کی نقیض کثیر آتی ہے، بخلاف تحقیر کے اس کی نقیض تعظیم آتی ہے، نیز یہ بھی مخفی نہ رہے کہ کبھی کبھار تحقیر و تقلیل دونوں شیٔ واحد پر مستعمل ہوتے ہیں جیسے ''حصلَ لی منه شیئٌ ای قلیلٌ و حقیر''

(مآرب الطلبہ ص ۱۸۷ بحوالہ تقریر حاوی)

تملیک اور تخصیص میں فرق

دونوں لفظوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ تخصیص عام ہے، کیونکہ بغیر تملیک کے بھی ہوسکتی ہے اور تملیک خاص ہے، کیونکہ وہ بغیر تخصیص کے ہو ہی نہیں سکتی جس کو مناطقہ کی اصطلاح میں عام و خاص مطلق کی نسبت کہتے ہیں کیونکہ تخصیص عام مطلق ہے اور تملیک اخص مطلق ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۳۹)

توّاب اور تائب میں فرق

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ لفظ ''توّاب'' اللہ تعالیٰ کی شان اور بندہ کے حق میں استعمال ہوتی ہے جیسے ﴿انّ اللهَ یحِبُّ التوابین الخ﴾ یہ بندہ کے حق میں استعمال ہوا ہے۔ ﴿إنّه هو التوابُ الرحیم﴾ الایۃ۔ اس آیت میں لفظ ''توّاب'' کا مصداق اللہ تعالیٰ ہے اور لفظ ''تائب'' کا استعمال بندہ کیساتھ مخصوص ہے، خلاصہ یہ ہے کہ ''توّاب'' عام ہے اور ''تائب'' خاص ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۵۸، ۲۵۹)

تقدیر اور قضاء میں فرق

شریعت میں قضاء کسے کہتے ہیں؟ اس سلسلے میں اختلاف ہے، بعض حضرات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اجمالیہ ازلیہ کو اصطلاح شریعت میں قضاء کہتے ہیں اور جب اس اجمال کی تفصیل پوری ہوتی ہے اسی کا نام تقدیر رکھا جاتا ہے،

بعض حضرات نے فرمایا کہ قضاء وقدر ایک ہی چیز ہے، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے فرمایا کہ احکام اجمالیہ ازلیہ کو تو اصطلاح شریعت میں تقدیر کہتے ہیں اور اس کی تفصیلات کو قضاء کہتے ہیں۔ (اشرف المشکوٰۃ ص: ۲۹۶ ج۱)

تسامُح اور خطاء میں فرق

واضح ہو کہ کسی چیز میں غیر ارادی طور پر غلطی ہو جانے کا نام تسامُح ہے، یعنی عدم احتیاط اور لاپروائی کا پس عدمِ احتیاط کبھی خطاء ہوتی ہے اور کبھی خلاف اولیٰ، لہٰذا ان دونوں کے مابین عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، تسامح اعم مطلق ہے اور خطاء اخص مطلق ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۱۲۲ بحوالہ حاشیہ قطبی)

تمیز اور حال میں فرق

ان دونوں کے درمیان چند وجوہ سے فرق بیان کیا جاتا ہے (۱) تمیز اپنے ممیز کی ذات کو بیان کرتی ہے، بخلاف حال کے کہ وہ اپنے ذوالحال کی ہیئت اور صفت کو بیان کرتا ہے، جیسے "جاء نی زیدٌ راکِباً" میں راکِباً "زیدٌ" ذوالحال کی ہیئت اور حالت کو بیان کرتا ہے۔ (۲) حال میں "فی" مقدر رہتا ہے جیسے جاء نی زیدٌ راکِباً کے معنی ہے جاء نی زیدٌ فی زمانِ رکوبہ" کیونکہ حال کے اندر معنی ظرفیت موجود ہے، بخلاف تمیز کے کہ اس کے اندر مِنْ مقدر ہوتا ہے مثلاً عندی احد عشر دِرھما، ای من درھم۔ (۳) حال اکثر اسم مشتق سے بنتا ہے اور تمیز عموماً اسم جامد ہوتا ہے مثلاً "مافی السماءِ قدرُ راحۃٍ سحاباً" یہاں سحاباً تمیز ہے، اسم جامد ہے اور ضربتُ زیداً مشدوداً کے اندر مشدوداً حال اسم مشتق ہے۔

"فائدہ" حال عموماً مشتق ہوتا ہے گاہ بگاہ غیر مشتق سے بھی حال واقع ہوتا ہے جیسے "جاء نی زیدٌ تمیماً" البتہ اتنا ضروری ہے کہ وہ مشتق کے معنی میں ہو۔ (مآرب الطلبہ ص: ۹۵)

الفرق بین التقریظ والتابین

ان التقریظ مدح الرجل فی حیاته والتابین مدح المیت وعدّ حسناته وهو المرثیة، والان یستعمل التقریظ فیما یکتب فی مدح الکتاب وکاتبه حیاً کان او میتاً. (المنطوق ص:۵۴)

"تقریظ کہتے ہیں کسی آدمی کی اس کی حیات میں تعریف کرنا اور تابین کہتے ہیں میت کی تعریف کرنا اور اس کی حسنات شمار کرنا جس کو مرثیہ بھی کہتے ہیں لیکن اب تقریظ کا استعمال جو کسی کتاب کی تعریف میں لکھا جاتا ہے اس پر ہوتا ہے چاہے صاحب کتاب زندہ ہو یا مردہ۔" (العبد محمد نور حسین قاسمی غفراللہ ولوالدیه ولمن له حق علیه).

تخوّف اور خوف میں فرق

ان دونوں کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ خوف کے معنی ڈرنا اور تخوّف یہ خوف سے مشتق ہے اس کا معنی ہے ڈرانا۔ جیسے تحذیر کے معنی ڈرانا ہے حاصل یہ نکلا کہ اوّل لازم ہے اور ثانی متعدی ہے یعنی دوسروں کو ڈرانا۔ (مآرب الطلبہ ص: ۱۰۲، معارف القرآن ص:۳۳۹ ج ۵، از مفتی محمد شفیع صاحب)

تطویل اور حشو میں فرق

ان دونوں کے درمیان لغتاً واصطلاحاً فرق یہ ہے کہ حشو وہ لفظ ہے جو اصل مراد سے زائد ہو، عام ہے کہ وہ زائد بافائدہ ہو یا بے فائدہ۔ بخلاف تطویل کے کہ وہ لفظ ہے جو مراد سے بلا فائدہ زائد ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ حشو عام ہے اور تطویل خاص ہے کیونکہ تطویل میں بلا فائدہ ہونے کی قید ہے اور حشو میں یہ قید نہیں ہے لہذا جو

کلام بے فائدہ زائد ہوگا اس میں حشو اور تطویل دونوں صادق آئینگے اور جو کلام بافائدہ زائد ہو اس پر صرف حشو صادق آئے گا نہ کہ تطویل۔(مآرب الطلبہ ص۹۸۰، مليل الا مانی بو تکمیل الامانی وغیرہ)

تَیس، غَنَم، شَاۃ، ضَان، عَنزۃ، کَبش

مَعز اور نَعجہ میں فرق

ان تمام الفاظ کا استعمال بکریوں کیلئے ہوتا ہے اور شاۃ اور غنم کا اطلاق بھیڑ اور بکری ہر دو پر عموماً ہوتا ہے یعنی کوئی لفظ کسی کیلئے مخصوص نہیں ہے اور معز کا اطلاق صرف بکری پر اور ضان کا اطلاق خصوصاً بھیڑ پر ہوتا ہے اور معز میں سے مذکر کو تیس اور مؤنث کو عنزۃ کہتے ہیں اور ضان میں سے مذکر کو کبش اور مؤنث کو نَعجة کہتے ہیں۔(فرالمنثورہ درتحقیقات کلمات مستورہ، ص: ۲۱ و المنطرق لمعرفة الفروق ص: ۲۱)

تکبّر، تفاخر اور زینت و جمال میں فرق

ان الفاظ میں فرق یہ ہے کہ جمال و زینت تو اپنے دل کو خوش کرنے کیلئے یا اظہارِ نعمت کیلئے ہوتا ہے اور دل میں اپنے کو نہ اس نعمت کا مستحق سمجھتا ہے اور نہ دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے بلکہ منعم حقیقی کی طرف اس کا منسوب ہونا اس کے پیش نظر رہتا ہے، اور جس میں دعوائے استحقاق اور دوسروں کی تحقیر اور اپنی نظر یا دوسروں کی نظر میں علوِ شان کا قصد ہو تو وہ تکبّر اور تفاخر ہے اور یہ حرام ہے۔(تلخیص بیانُ القرآن ص: ۳۲۳، از سورۂ نحل)

تغرؔید اور غناؔء میں فرق

تغرید کے معنی بھی غناء کی طرح گانے کے ہیں لیکن دونوں میں اس قدر فرق ہے کہ ''تغرید'' پوری آواز سے گانے اور خوشی سے جھومنے کو کہتے ہیں، اور'' غناء'' کے معنی بھی گانا ہے مگر ''غناء'' عام ہے خواہ اس میں کم آواز سے گائے یا زیادہ آواز سے گائے۔ (از کابئ مقامات ص:۳۱۳ قسط۹)

تنوؔین اور نونِ خفیفہ میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ تنوین اور نونِ خفیفہ میں چار اعتبار سے فرق ہے (۱) نونِ خفیفہ حرکت کا تابع نہیں ہے مگر بعض وقت تنوین ہر حرکت کا تابع ہوتا ہے۔ (۲) تنوین کے اکثر افراد اسم میں پائے جاتے ہیں البتہ تنوین ترنم فعل میں بھی آتی ہے مگر بہت کم اور نونِ خفیفہ ہمیشہ فعل ہی میں ہوتا ہے۔ (۳) تنوین کو حالتِ وقف میں الف سے بدل دیا جاتا ہے جبکہ نونِ خفیفہ کو حالتِ وقف میں بدلا نہیں جاتا۔ (۴) تنوین کے بعد ایک الف لکھا جاتا ہے حالتِ نصب میں، لیکن پڑھنے میں نہیں آتا مگر نونِ خفیفہ فعل میں آنے کے بعد اس کیلئے حالتِ نصب ہی کہاں کہ الف لکھا جائے۔ (مآرب الطلبہ ص:۸۷)

الفرق بين التُرس و الجحفة

انّ الترسَ جُنّةمن الفولاذِمستديرة تحملُ في اليد عند الحربِ للوقاية من السيفِ وغيره والجحفُ التُرسُ من جلودٍ بلا خشبٍ ولا عقبٍ. (المنطوق لمعرفة الفروق ص:۵۲)

''ترس ڈھال ہے فولاد کی بنا ہوئی گول، جنگ میں تلوار سے حفاظت کیلئے ہاتھ میں اٹھائی جاتی ہے، اور جحف کھالوں کی بنی ہوئی ڈھال کا نام ہے، بغیر لکڑی اور چھلکے

ہے کہ۔"

تأسف اور تلہف میں فرق

"تلہف" کہتے ہیں کسی فوت شدہ امر پر غم کا اظہار کرنا اور "تأسف" کہتے ہیں مطلق غم و پریشانی کو اور یہ بات صحیح ہے کہ تأسف فوت شدہ امور پر غم کے اظہار کو کہا جاتا ہے اور تلہف آئندہ فوت ہونے والے امور غم کے اظہار کرنے کو کہا جاتا ہے۔

(توضیح المعانی ص۔۳۰، مقدمہ شرح جامی، فروق اللغات ص۔۷۶)

تقویٰ اور خشیت میں فرق

ان دونوں کے لغوی معنی یہ ہیں کہ ڈرنا اور خوف کرنا۔ باقی دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ خشیت گذشتہ زمانے سے متعلق ہے اور تقویٰ کا تعلق آنے والے زمانہ یا باقی عمر کے ساتھ ہے۔ (مآرب الطلبہ ص:۲۹۷،۲۹۸، مصنف مولانا شبیر احمد صاحب ارکانی)

تفصیل اور شرح میں فرق

انّ الشرحَ بیان المشروحِ واخراجه' من وجه الاشکال الیٰ التّجلّی والظهورِ ولهذا لایستعمل الشرحُ فی القرآن والتفصیلُ هو ذکرُ ماتتضمّنه الجملة علیٰ سبیل الافراد ولهذا قال تعالیٰ ﴿ثمّ فصّلتْ من لدن حکیم خبیر﴾ ولم یقل شرحت و فرّق آخر انّ التفصیلَ هو وصف آحاد الجنسِ وذکرها معا وربما احتاج التفصیل الی الشرحِ و البیان، و الشئی لایحتاجُ الی نفسه. (الفروق فی اللغة ص:۴۹)

"شرح کہتے ہیں جس چیز کی شرح کی جارہی ہے اس کو اس طور پر بیان کرنا کہ مشروح کو اشکال سے نکال دے، ظاہر اور واضح کردے، اسی وجہ سے شرح قرآن کیلئے

استعمال نہیں ہوتا اور تفصیل کہتے ہیں اس ذکر کو جس میں جملہ شامل ہو علی سبیل الافراد، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثم فصلت من لدن حکیم خبیر "یعنی پھر تفصیل کی گئی حکیم خبیر کی طرف سے" اور اللہ تعالیٰ نے شرحت نہیں کہا، اور دوسرا فرق یہ ہے کہ تفصیل کہتے ہیں جنس کے افراد کے وصف کو بیان کرنا اور ان کو ایک ساتھ ذکر کرنا اور کبھی تفصیل شرح کی محتاج ہوتی ہے اور بیان کا، اور کوئی چیز اپنے نفس کی طرف محتاج نہیں ہوتا۔"

تکمیل اور تتمیم میں فرق

ابن ابی الاصبع نے ان دونوں میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ تتمیم کا ورود ناقص معنوں پر اسلئے ہوتا ہے کہ معنی تام ہو جائیں اور اس کے آنے سے وہ مکمل ہو جاتے ہیں اور تکمیل کا ورود ایسے معنی پر ہوا کرتا ہے جس کے اوصاف تام ہوں۔

(الاتقان فی علوم القرآن مترجم ص: ۲۲۸ ج ۲)

تعریض اور کنایہ کا فرق

تعریض اور کنایہ کا فرق لوگوں نے مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے جو سب ایک دوسرے کے قریب ہی ہیں (۱) علامہ زمخشریؒ نے کہا ہے کہ ایک شئی کو اس کے لفظ موضوع لہ کے سوا دوسرے لفظ کے ساتھ ذکر کرنا کنایہ ہے اور تعریض اس بات کا نام ہے کہ ایک شئی کا ذکر اس غرض سے کیا جائے کہ اس سے کسی غیر مذکور شئی پر دلالت قائم ہو سکے اور اس کے علاوہ علامہ ابن الاثیرؒ نے اور علامہ سبکی اور علامہ سکا کیؒ اور علامہ طیبیؒ وغیرہ بھی اس کا فرق بیان فرمایا۔ (الاتقان فی علوم القرآن ص: ۱۵۳ ج ۲)

توریہ اور کنایہ میں فرق

لفظ کنایہ باب ضرب کا مصدر ہے جس کے معنی صریح لفظ بول کر اس کے

غیر ایک ایسے معنی کا ارادہ کرنا جو اس لفظِ صریح کے معنی کے ساتھ کسی نہ کسی درجہ میں مناسبت رکھتا ہو جیسے قولہ تعالیٰ: ﴿اولمستم النساء﴾ اس آیت کا مطلب احناف کے مسلک کے مطابق عورت کے ساتھ جماع کرنا ہے جس کو ''مَس'' کہہ کر کنایہ کیا گیا ہے ظاہر ہے کہ مس اور جماع میں مناسبت حاصل ہے۔ اور توریہ (جس کا دوسرا نام ابہام و توجیہ و تخییر ہے) ایسے لفظ کو کہتے ہیں کہ متکلم کسی شئ معین کو کسی ایسے لفظ سے تعبیر کرے جس کے دو معنی ہوں خواہ دونوں حقیقی ہوں یا ایک حقیقی اور ایک مجازی، لیکن ایک معنی قریبی ہو جس پر اس لفظ کی صریح دلالت ہو اور ایک معنی بعیدی ہو جس کی دلالت صریحہ نہ ہو، متکلم قریبی معنی کو چھپا کر معنی بعید کا ارادہ کرے جس میں مخاطب کا ذہن صریح معنی کی طرف سبقت کرتا ہو۔

(تفصیل کیلئے دیکھئے مآرب الطلبہ ص:۲۰۲)

تضمین اور صنعت تضمین میں فرق

بعض حضرات تضمین اور صنعت تضمین کو ایک قرار دیتے ہیں، لیکن دونوں میں کچھ فرق ہے کہ تضمین کا مطلب یہ ہے کہ عامل مذکور کے معمول پر عامل محذوف کے معمول کو عطف کرنا۔ کلام عرب میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

اور صنعت تضمین کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی جگہ کسی معمول (صلہ، حرف جار) کا تعلق مذکور عامل سے نہ ہو سکے تو وہاں عامل مذکور اور معمول (حرف جار) کے درمیان ایک ایسا شبہ فعل محذوف مانا جائے جس سے اس کا تعلق ہو سکے، اور بعد میں یہ عامل محذوف ترکیب میں حال واقع ہوگا عامل مذکورہ سے، جیسے لیدل علی المعانی المعتورہ علیہ، میں ''علیہ'' کا تعلق ''المعتورۃ'' سے نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس کے صلہ میں ''علی'' نہیں آتا، اس لئے یہاں مناسب مصدر سے شبہ فعل محذوف مان کر ''علیہ'' کا تعلق اس سے قرار دیا جائے گا، پھر وہ ترکیب میں حال ہوگا، اس کی تقدیری عبارت یوں ہوگی: لیدل علی المعانی المعتورۃ الواردۃ علیہ. (کمافی شرح جامی، و

وعلوم درسیہ ص: ۶،۱۳۵]

تَلَقّی اور لِقاء میں فرق

ان دونوں کے معنی قریب قریب ہیں، پھر دونوں میں باہمی فرق یہ ہے کہ لِقاء کہتے ہیں ایک دوسرے ملاقات کرنے کو اور تلقّی کے معنی ہیں شوق ورغبت کے ساتھ کسی کا استقبال کرنا اور اس کو قبول کرنا۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۳۶ بحوالہ روح المعانی، مولفہ مولانا شبیر احمد صاحب)

ترجّی اور تمنّی کے درمیان فرق

دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ (۱) ترجی محض ان چیزوں میں ہوتی ہے جن کا ہونا ممکن ہو اور حاصل ہونے کی امید ہو بخلاف تمنی کے کہ وہ عام ہے ممکنات وغیر ممکنات میں۔ (۲) تمنی صرف امر محبوب میں مستعمل ہوتی ہے اور ترجی امر محبوب و امر مکروہ دونوں میں عموماً استعمال ہوتی ہے۔ (دیکھئے فرائد منثورہ در تحقیقات کلمات مستورہ ص: ۳۸)

تمام اور کمال میں فرق

یہ دونوں لفظ معنی میں متفاوت ہیں اور قولہ تعالیٰ: ﴿اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي الخ﴾ میں دونوں ساتھ جمع ہو گئے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اتمام کے معنی ہیں اصل کی کمی اور نقصان زائل کر دینا اور اکمال کے معنی یہ ہیں کہ اصل کے پورا ہو جانے کے بعد جو بھی کمی اور نقصان اصل کے عوارض میں رہ جاتا ہے اس کو بھی نکال دینا جیسے: ﴿تلك عشرة كاملة﴾ اور ایک قول میں دونوں کا فرق اس طرح ہے کہ "تم" سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جو شئی تمام ہوئی ہے اس میں پہلے کوئی نقص موجود تھا مگر "کمل" سے اس بات کا شعور نہیں ہوتا۔ اور العسکری کا

قول ہے کہ کمال موصوف بہ (جس کا وصف کمال کے ساتھ کیا جائے) کے ابعاض کے اکٹھا ہو جانے کا نام ہے اور تمام اس چیز کا نام ہے جس کے ذریعہ سے موصوف پورا ہوتا ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن ص: ۱۳۹ ج ۱)

تارک الدنیا اور متروک الدنیا میں فرق

تارک الدنیا یعنی دنیا سے بے رغبتی، اللہ کے بندے جو دنیا کی طرف راغب نہیں ہیں ان کی تین قسمیں ہیں (۱) وہ لوگ جو دنیوی نعمتیں رکھیں اور انہیں ذریعہ آخرت بنائیں۔ (۲) دنیوی نعمتیں ملیں مگر دنیا داروں کی اصلاح کے لئے ٹھکرا دیں یا کسی اور مصلحت سے اپنے پاس جمع نہ ہونے دیں۔ (۳) منجانب اللہ دنیوی نعمتیں ملیں ہی نہیں۔ پہلی قسم کی مثال جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کہ ظاہراً پوری دنیا پر حکومت تھی مگر دل میں دنیا کی محبت نہیں تھی اور دوسری قسم کی مثال جیسے حضرت ایوب علیہ السلام جن پر دنیوی نعمتیں اوپر سے سونے کی ٹڈیوں کی طرح گرتی ہیں مگر وہ قبول نہیں کرتے اور جیسے حضرت ابراہیم ادہمؒ جنہوں نے پوری حکومت کو اللہ کی رضا کیلئے چھوڑ دیا۔ ایسے کو ''تارک الدنیا'' اور زاہد کہا جاتا ہے۔ تیسری قسم کے زاہدین وہ ہوتے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ اگر انہیں دنیا کی نعمتیں دے دیں تو وہ ان کے دین کا نقصان کریں گی اس لئے اللہ تعالیٰ انہیں دنیا کی نعمتیں دیتے ہی نہیں، ان کی حفاظت ایسے کرتے ہیں جیسے بچے کی حفاظت مضر چیزوں سے کی جاتی ہے۔ اس قسم کو ''متروک الدنیا'' کہتے ہیں۔ یہ حضرات ان حالات میں بھی پریشان نہیں ہوتے بلکہ اپنے لئے نافع ہونے کی وجہ سے انہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سمجھ کر خوش رہتے ہیں، چونکہ ان میں دنیا کی ہوس نہیں ہوتی اس معنی سے یہ بھی تارک الدنیا ہیں۔ اس اعتبار سے تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور علماء دین جو ورثۃ الانبیاء ہیں، اللہ کے فضل و کرم سے ان میں سے کوئی بھی ''متروک الدنیا'' نہیں ہوتا سب ہی ''تارک الدنیا'' ہوتے ہیں یعنی اپنے اختیار سے دنیوی نعمتوں کو اپنے پاس نہیں آنے دیتے۔ (مزید دیکھئے علماء کا مقام، ارشاد الرشید ص ۳۲، ۳۳،

ناشرالرشید ناظم آباد کراچی)

تحوّل اور زوال میں فرق

زوال کہتے ہیں کسی شئی کے باقی نہ رہنے کو بغیر کسی بدل کے جیسے کسی کا مال گم ہو جائے مگر اس کے ساتھ کوئی دوسری بلا و مصیبت نہ آئے تو اس کو نعمت مال کا زوال کہیں گے۔ اور تحول کہتے ہیں کہ نعمت بھی زائل ہو جائے اور ساتھ میں کوئی بلا و مصیبت بھی لگ جائے اور حدیث پاک میں دونوں لفظ آیا ہے جیسے: ﴿اللھم انی اعوذُ بک من زوالِ نعمتِک وتحولِ عافیتِک الخ﴾. (مواعظ درد محبت ص:۱۳۰)

الفرق بين التضاد والتناقض

ان التناقض يكون في الاقوال والتضاد يكون في الافعال يقال الفعلان متضادان ولايقال متناقضان فاذاجعل الفعل مع القول استعمل فيه التضادفقيل فعل زيديضادقوله وقديوجدالنقيضان من القول و لايوجدالضدان من الفعل الاترى ان الرجل اذاقال بلسانه: زيدفي الدار في حال قوله في الضد إنه ليس في الدارفقداوجدنقيضين معاً، و كذلك لوقال احد القولين بلسانه و كتب الآخر بيده او احدهمابيمينه والآخربشماله ولايصح ذالك في الضدين و حد الضدين هو ما تنافيا في الوجود، وحدالنقضين القولان المتنافيان ضدين عندابي على كالموت والإرادةوقال ابوبكر: هماضدان. وممايجرى مع هذاوان لم يكن قولاالتنافي والتضاد. والفرق بينهماان التنافي لايكون الاّشيئين يجوزعليهماالبقاء، والتضاديكون بين مايبقى ومالايبقى. (الفروق في اللغة ص ٣٦)

''تناقض'' اقوال میں ہوتا ہے اور ''تضاد'' افعال میں ہوتا ہے، کہا جاتا ہے: ''الفعلان متضادان'' اور ''متناقضان'' نہیں کہا جاتا ہے، اور جب فعل کو قول کے ساتھ کہا جاتا ہے، تو وہاں ''تضاد'' استعمال ہوتا ہے، چنانچہ کہا گیا ہے ''فعل زید یضاد قولہ'' (زید کا فعل اس کے قول کی ضد ہے) اور کبھی قول کے دو نقیض پائے جاتے ہیں لیکن فعل کے دو ضد نہیں پائے جاتے، کیا آپ نہیں دیکھتے، کہ اگر کسی شخص نے اپنی زبان سے یہ کہا (زید فی الدار) درانحالیکہ اس کی ضد میں یہ قول بھی ہو (انہ لیس فی الدار) تو دونوں نقیض ایک ساتھ پائے گئے، اسی طرح اگر قول زبان سے کہا اور دوسرا ہاتھ سے لکھا، اسی طرح ایک دائیں ہاتھ سے دوسرا بائیں لکھا تب بھی کہا جائے گا کہ دونوں نقیض ساتھ پائے گئے۔ اور یہی سب ''ضدین'' میں صحیح نہیں کہلائے گا۔''

الفرق بين التخلص والنجاة

ان التخلص يكون من تعقيد وان لم يكن اذى. والنجاةُ لا تكون إلاّ من اذىً ولايقال لمن لاخوف عليه نجا ، لانّه لايكون ناجياً إلاّ ممايخاف. (الفروق فی اللغۃ:۲۰۵)

''تخلص'' (چھٹکارہ) کسی بندھن سے ہوتا ہے اگر چہ کوئی تکلیف نہ ہو، اور نجات جو ہے وہ تکلیف سے ہی ہوتی ہے، اور وہ شخص جسے کوئی خوف لاحق نہ ہو اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ نجات پا گیا کیونکہ نجات ہمیشہ خوف سے ہی ہوتی ہے۔''

تشارک اور مشارکت میں فرق

واضح ہو کہ باب تفاعل کے تشارک اور باب مفاعلہ کے مشارکت میں چار وجوہ سے فرق ہے:

(۱) باب مفاعلہ میں مشارکین (دونوں شریک) میں سے ایک لفظی اعتبار سے

فاعل ہوگا دوسرا لفظی اعتبار سے مفعول ہوگا، لیکن باب تفاعل میں دونوں لفظی اعتبار سے فاعل ہونگے جیسے ضارب زید عمروًا، تضارب زیدٌو عمروٌ لیکن معنی کے اعتبار سے ایک فاعل اور دوسرا مفعول ہونگے۔

(۲) باب مفاعلہ میں دو طرفوں اور دو جانبوں سے زیادہ نہیں ہوتے، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ ہر طرف میں متعدد ہو یا ایک طرف میں متعدد ہو دوسرے میں متعدد نہ ہو، لیکن مدّ مقابل دو ہی ہونگے جیسے قاتلناھم میں ایک طرف ضمیر "نا" فاعل ہے دوسری طرف مدّ مقابل "ھم" ضمیر مفعول ہے، جانب دو ہیں اگر چہ ہر جانب متعدد ہیں اسی طرح قاتلتھم، میں ضمیر "تُ" واحد متکلم ایک جانب ہے جوکہ مفرد ہے دوسری جانب ضمیر "ھم" ہے جوکہ متعدد ہے، لیکن جانب دو ہی ہیں اسی طرح اس کا عکس بھی ہوسکتا ہے، بخلاف باب تفاعل کے اس میں اطراف اور جوانب زیادہ ہوسکتے ہیں جیسے عشر فر جال تقاتلوا، بمعنی دس آدمیوں نے باہم قتال کیا، اس میں قتال کرنے والے دس ہیں ہر ایک ایک طرف اور ایک جانب ہے، تو گویا دس اطراف اور دس جوانب ہیں، اور باعتبار معنی ہر یک فاعل بھی ہے، ومفعول بھی۔

(۳) باب مفاعلہ کا وہ مفعول جو فاعل کے مشارک ہے باب تفاعل میں فاعل ہوجاتا ہے اگر اس میں اشتراک اور فاعل ہونے کی صلاحیت ہو جیسے ضارب زید عمروًا میں عمروًا مفعول ہے جوکہ فاعل زید کے مشارک ہے، باب تفاعل میں فاعل ہوجائے گا جیسے تضارب زید عمرو، لیکن اگر اس میں اشتراک اور فاعل ہونے کی صلاحیت نہ ہو تو وہ باب تفاعل میں بھی مفعول ہی رہے گا جیسے جاذبت الثوب اور جاذبنا الثوب میں "الثوب" کے اندر اشتراک اور فاعل کی صلاحیت نہ ہونے کی وجہ سے باب تفاعل میں بھی مفعول ہی رہا۔

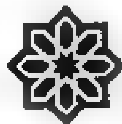
(۴) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ باب تفاعل کے ہر دو مشارک باعتبار لفظ فاعل ہوتے ہیں اور باعتبار معنی بھی فاعل ہوتے ہیں لیکن ایسا کم ہوتا ہے: ترافعا شیئًا بمعنی ان دونوں نے ملکر کسی چیز کو اٹھایا، اس مثال میں دونوں شی (یعنی ترافعا میں ضمیر "ما")

باعتبار لفظ فاعل ہے اور باعتبار معنی بھی فاعل، وقوع فعل میں شریک نہیں ہیں۔(شرح فصول اکبری)

﴿نوٹ﴾

جن الفاظ کے فروق گذر چکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) تسمیہ اور بسملہ کا فرق (۲) توبہ اور استغفار کا فرق (۲) تالیف، تصنیف اور انشاء کا فرق (۳) تفریط اور افراط کا فرق (۴) تمنا، امید اور آرزو کا فرق (۵) توبہ اور انابت کا فرق (۲) تقلید اور اتباع کا فرق (۷) تشکیک اور ابہام کا فرق (۸) تبذیر، اسراف کا فرق (۹) تطویل اور اطناب کا فرق (۱۰) تمنا اور ارادہ کا فرق (۱۱) تلخیص، اختصار اور ایجاز کے مابین فرق (۱۲) تملیک اور اباحت کے مابین فرق (۱۳) تحریف اور انحراف کے درمیان فرق (۱۴) تشبیہ اور استعارہ کے درمیان فرق (۱۵) تکرار اور اعادہ کے مابین فرق (۱۶) توجس، تعرس اور الہام کے درمیان فرق (۱۷) تیمم اور ارادہ کے مابین فرق (۱۸) تفریق اور اختلاف کے مابین فرق (۱۹) تعلیل، ابدال اور قلب کے مابین فرق (۲۰) تسمیہ اور بسملہ کے درمیان فرق (۲۱) تبیان اور بیان کے مابین فرق۔ (۲۲) تقلید اور بیعت کے درمیان فرق وغیرہ۔



ثمر اور فاکہہ میں فرق

جاننا چاہئے کہ ان دونوں الفاظ کے مابین فرق اس قدر بیان کیا جاتا ہے کہ لفظ ثمر دو معنی کیلئے استعمال کیا جاتا ہے (۱) مطلق مال وزر کو ثمر کہتے ہیں جیسے قرآن میں ہے ﴿وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ﴾ (۲) درخت کے پھل کو ثمر کہا جاتا ہے۔ اور فاکہہ ہر ایسے میوہ اور پھل کو کہتے ہیں جو عادۃً غذا کے بعد تفریحًا کھایا جاتا ہے، جیسا کہ عرب و دیگر شہروں میں دستور ہے۔ (مارب الطلبہ ص:۲۴۴)

ثمن اور قیمت میں فرق

ان دونوں میں اس اعتبار سے فرق ہے کہ ثمن اس کو کہتے ہیں کہ کسی شئی کا جو دام مشتری اور بائع کے درمیان طے ہو جائے، خواہ وہ بازاری دام سے کم ہو یا زیادہ یا برابر، اور بازاری دام کو قیمت کہا جاتا ہے۔

الثاغیۃ اور الراغیہ میں فرق

إن الثاغية الشاة او النعجة . والراغيةُ ناقة اوبعير . قال الدميری رحمه الله تعالیٰ فی حياة الحيوان : الثاغية النعجة قالوا ماله ثاغية ولا راغية ای لا نعجة ولا ناقة ای ماله شئی ومثله ماله دقيقة ولا جليلة والدقيقة الشاةُ والجليلة الناقةُ ..... الخ . (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۹/۴۰)

"ثاغیۃ" بکری یا بھیڑ کو کہتے ہیں۔ اور "راغیۃ" اونٹنی یا اونٹ کو، علامہ دمیریؒ نے اپنی کتاب "حیاۃ الحیوان" میں فرمایا: ثاغیۃ بھیڑ ہے، کہتے ہیں "ماله ثاغية ولا راغية" یعنی نہ اس کے پاس بھیڑ ہے اور نہ اونٹنی ہے، یعنی اس کے پاس کچھ بھی نہیں

ہے اور جیسا کہا جاتا ہے۔ "ماله دقيقة و لا جليلة"۔ دقیقہ بکری اور جلیلہ اونٹنی ہے۔"

الثمین اور المثمن میں فرق

قال العلامةُ الحريريّ في دُرّةِ الغواصِ: " الثمينُ يقالُ لِمَا كثُرَ ثمنهُ كما يقالُ رجلٌ لحيمٌ اذا كثُرَ لحمهُ، وكبشٌ شحيمٌ اذا كثُرَ شحمهُ" والمثمنُ هو الذي صار له ثمنٌ وإن قلّ كما يقالُ غُصنٌ مُورِقٌ اذا بدأ فيه الورق وإن قلّ، وشجرٌ مثمرٌ إذاخرجَ الثمرةُ. (الفروق في اللغة ص: ۹۲)

"علامہ حریریؒ نے "درة الغواص" میں فرمایا: الثمین کہتے ہیں اس شی کو جس کی قیمت زیادہ ہو، جیسا کہ کہا جاتا ہے "رجل لحيمٌ" جب اس کا گوشت زیادہ ہو جائے اور "كبش شحيم" جب مینڈھے کی چربی زیادہ ہو جائے، اور مثمن کہتے ہیں قیمت والے کو اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو، جیسا کہ کہا جاتا ہے "غصنٌ مورقٌ" جب شاخ میں پتے آنے شروع ہو جائیں اگرچہ کم ہوں اور "شجر مثمر" جب پھل نکلنے لگے۔"

ثواب اور عوض میں فرق

انّ العوضَ يكونُ علىٰ فعلِ العِوضِ. والثوابُ لايكونُ علىٰ فعلِ المثيبِ واصله المرجوع وهومايرجع اليه المعامل، و الثوابُ مِن اللهِ تعالىٰ نعيم يقعُ على وجه الاجلال وليس كذٰلک العوض لأنّه يستحقُّ بالألم فقط وهو مثامنة من غيرتعظيمٍ، فالثوابُ يقعُ علىٰ جهةِ المكافاةِ على الحقوقِ و العِوضُ يقعُ على جهةِ المثامنةِ في البيوعِ. (الفروق في اللغة ص: ۲۳۲)

"عوض" کسی فعل کے بدلہ میں ہوتا ہے، اور ثواب فعل مثیب (جس کام پر ثواب ہو) سے پہلے نہیں ہوتا اور اس کی اصل مرجوع (جس کی طرف رجوع کیا

جائے) اور وہ ہے جس کی طرف عامل رجوع کرے، اور ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، ہاں! ثواب علی وجہ الاجلال (بزرگی کے اعتبار سے) ہوتا ہے لیکن معوض میں ایسا نہیں ہوتا ہے، اس لئے کہ وہ تکلیف کی ساتھ مستحق ہوتا ہے صرف اور وہ قیمت ہوتا ہے بغیر تعظیم کے، پس ثواب واقع ہوتا ہے بدلہ جزاء کے اعتبار سے حقوق پر اور عوض قیمت معاوضہ کے اعتبار سے ہوتا ہے خرید وفروخت میں۔"

ثُلّۃ اور نَفَر میں فرق

ان دونوں کے معنی جماعت کے ہیں، پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ لفظ "ثُلّة" بضمّ الثاء بڑی جماعت کو کہتے ہیں اور لفظ "نفرٌ" کے معنی بھی جماعت کے ہیں، مگر لفظ نفر تین سے لیکر دس افراد تک کی جماعت کیلئے بولا جاتا ہے اور یہ دونوں لفظ قرآن میں آئے ہیں، جیسے: ثُلّةٌ من الاوّلينَ وقليلٌ من الآخرينَ الخ (الواقعة). قل اوحي إلي أنه استمع نفرٌ من الجنّ الخ. (الجن). (مآرب الطلبه ص: ۲۳۳)

ثُمّ، حتّی اور فاء میں فرق

یہ تینوں حروف عطف میں سے ہیں اور یہ تینوں تفصیل مسند الیہ میں مشترک ہیں مثلاً: جاء نی زیدٌ وعمرٌ ثمّ عمرو، أو جاء نی القوم حتّی خالد، مگر ان میں فرق یہ ہے کہ کلمہ فاء معنی تعقیب پر بلاتراخی دلالت کرتا ہے اور ثُمّ تعقیب پر بالتراخی دلالت کرتا ہے، پس جاء نی زیدٌ فعمروٌ میں معنی یہ ہوئے کہ میرے پاس زید آیا پھر عمرو، اس سے دونوں کا آنا بلامہلت معلوم ہوا، اور جاء نی زید ثمّ عمروٌ کے معنی یہ ہوئے کہ میرے پاس زید آیا پھر تھوڑی دیر بعد عمرو آیا۔ پس دونوں کا ایک دوسرے سے مہلت کے ساتھ آنا معلوم ہوا، اس کے علاوہ فاء اور ثُمّ ترتیب خارجی پر دلالت کرتے ہیں اور حتّی ترتیب ذہنی پر دلالت کرتا ہے، تو خلاصہ یہ نکلا کہ حتّی اور ثُمّ کے اندر تین اعتبار

سے فرق ہے (۱) ثُمَّ کی تراخی، حتیٰ کی تراخی سے کم ہے۔ (۲) حتیٰ میں ترتیب ذہنی ہوتی ہے اور ثُمَّ میں ترتیب خارجی ہوتی ہے۔ (۳) حتیٰ کا مدخول ماقبل کا جزو ہوتا ہے بخلاف ثُمَّ کے کہ اس کا مدخول ماقبل کا جزو نہیں ہوتا، یاد رہے کہ کلامِ عرب میں حروفِ عطف دس ہیں جن کو کسی شاعر نے ایک شعر میں جمع کر دیا ہے ملاحظہ ہو۔

دہ حروفِ عطف مشہور اند یعنی واؤ، فا　　　ثُمَّ، حتیٰ، آو، ولتا، ام، و بل، لکن، ولا

(مآرب الطلبہ ص: ۹۷)

ثُمَّ اور ثُمَّتَ میں فرق

یہ بھی دونوں حروفِ عطف میں سے ہیں لیکن ان دونوں کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ "ثُمَّتَ" یہ عطف الجملة علی الجملة کیلئے خاص ہے، جبکہ حرف ثُمَّ مفرد اور جملہ دونوں پر استعمال ہوتا ہے یعنی یہ دونوں کیلئے عام ہے۔ (دیکھئے: توضیحُ الدراسہ شرح دیوان الحماسہ ص: ۲۶۳)

ثُعبانٌ اور جَانٌّ کے درمیان فرق

یہ دونوں الفاظ قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے مثلاً تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ. اور دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ. اور دونوں کے معنی سانپ کے ہیں لیکن "جانّ" چھوٹے سانپ کو کہتے ہیں اور "ثعبان" بڑے سانپ (اژدہا) کا اسم جنس ہے۔ مزید تفصیل کیلئے، (الاتقان ص: ۸۷ ج ۲)

﴿نوٹ﴾

ذیل میں ثاء کے وہ الفاظ لکھے جاتے ہیں جن کے فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں، اس لئے یہاں صرف ان الفاظ کا نام لکھا جا رہا ہے باقی فرق اس سے قبل ا، ب، ت کی فہرست میں دیکھ لیا جائے۔ (۱) ثواب و اجر کا فرق، اجر اور ثواب میں ہے۔ (۲)

ثمن، عوض اور بدل کے درمیان فرق، بدل، ثمن اور عوض میں ہے۔

(الراقم محمد نور حسین القاسمی غفر اللہ لہ)

چغلی اور غیبت میں فرق

دونوں کا معنی کسی کی برائی کرنا ہے جو کہ گناہ ہے، لیکن دونوں کے درمیان فرق ہے ایک گناہ ہے "غیبت" اور ایک گناہ ہے "چغلی" یہ دونوں گناہ حرام ہیں، دونوں سے بچنا ضروری ہے۔ لیکن ان دونوں میں تھوڑا سا فرق ہے "غیبت" کہتے ہیں کہ کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی اس طرح برائی کرنا کہ اگر اس کو معلوم ہو جائے تو وہ اس کو ناپسند کرے، مثلاً کسی شخص میں کوئی عیب ہے، اب ہم دوسرے کو جا کر بتا رہے ہیں کہ فلاں شخص میں یہ عیب ہے، اس کا نام غیبت ہے۔ لیکن اگر ہم کسی شخص کی برائی اسکے پیٹھ پیچھے اس نیت سے کریں کہ دونوں میں لڑائی ہو، بدگمانی ہو اور نااتفاقی پیدا ہو، اس کو "چغلی" کہتے ہیں اور چغلی کا گناہ غیبت سے بڑھ کر ہے، اس لئے کہ غیبت میں تو صرف دوسروں کی برائی مقصود ہوتی ہے، لیکن چغلی میں تو برائی کے علاوہ یہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان لڑائی ہو اور ان دونوں کے درمیان جو دوستی محبت اور تعلق ہے وہ ختم ہو جائے۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھئے، چھ گناہ گار عورتیں، ص: ۳۰)

اس کے علاوہ چغلی اور غیبت کے متعلق حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ چغلی یہ غیبت کی ایک شاخ ہے وہ یہ ہے کہ کسی کی کوئی شکایت آمیز بات دوسرے کو پہنچائی جائے، غیبت تو مطلق کسی عیب کے نقل کرنے کو کہتے ہیں اور چغلی وہ غیبت ہے جس میں شکایت بھی ملی ہوئی ہو، اس کے سننے سے سننے والے کو ضرور غصہ آتا ہے اور وہ دس گنا بدلہ لینے کو تیار رہتا ہے۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھئے، "العلم والعلماء للتھانویؒ" ص: ۲۴۰)

جمالؔ اور حُسنؔ میں فرق

حسن اور چیز ہے جو حضرت یوسفؑ کی صفت میں وارد ہے اور جمالؔ اور چیز ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں اور حُسن سے جمال بڑھا ہوا ہے، حُسن کو دیکھ کر تو ایک گونہ تحیُّر ہوتا ہے اور جمال کو دیکھ کر کشش ہوتی ہے، اس سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اجمل کہا جائے اور حضرت یوسفؑ کو احسن کہا جائے، تو نہ کسی نص کی مزاحمت ہے اور نہ کسی کی تنقیص ہوتی ہے۔(فقہ حنفی کے اصول و ضوابط ص ۲۲۲ بحوالہ انفاس عیسیٰ للتھانویؒ. و الفروق فی اللغه ص: ۲۵۷)

جُلُوسؔ اور قعودؔ میں فرق

ان دونوں کے درمیان ایک فرق تو یہ ہے کہ جلوس کہتے ہیں نیچے سے اوپر کی طرف منتقل ہونے کو اور قعود کہتے ہیں اوپر سے نیچے کی طرف منتقل ہونے کو اور دوسرا فرق یہ ہے کہ قعود وہ ہے کہ جس میں ٹھہرنا ہو بخلاف جلوس کے کہ اس میں ٹھہرنا ضروری نہیں ہے۔(تفهیمات ص: ۱۱۹ ج ۱، اضافات ص: ۵۷۷ ج ۲، الاتقان فی علوم القرآن ص: ۶۴۸ ج ۱، فوائد منثورہ ص: ۳۸، ۳۹، فروق اللغات ص: ۹۸)

جَبِینؔ اور جَبہَۃؔ میں فرق

الجبھۃُ مسجدُ الرجلِ الذی یصیبُہٗ ندب السُّجُود والجبینان یکتنف انھامن کُلِّ جانبٍ جبینٌ.(فروق اللغات ص: ۱۰۳)

"جبہہ" آدمی کے سجدے کی جگہ جہاں سجدہ کے نشانات پڑتے ہو اور جبینان دونوں جبین جو گھیرتا ہو دونوں میں سے (ہر ایک جانب جبین ہو)۔"

جُرْم اور جِنَایَۃ میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان یہ فرق بیان کیا جاتا ہے کہ جُرم وہ گناہ ہے جو اپنے نفس سے تعلق رکھے اور جنایت وہ گناہ ہے جس سے دوسرے کو نقصان پہنچے۔ (دیکھئے اضافات شرح مقامات اردو ص ۱۸۱ مؤلف مولانا افتخار علی دیوبندی، ناشر: مکتبہ شرکت علیہ، ملتان)

جَزم اور ساکن میں فرق

ان دونوں کے درمیان چار فرق ہیں (۱) جزم کلمہ کے آخر میں ہوتا ہے بخلاف ساکن کے کہ وہ بیچ کلمہ میں بھی ہوتا ہے۔ (۲) جزم کیلئے عاملِ جازم شرط ہے بخلاف ساکن کے اس کیلئے کوئی عامل شرط نہیں ہے۔ (۳) یہ کہ جزم فعل میں ہوتا ہے بخلاف ساکن کے وہ اسم، فعل اور حرف تینوں میں ہوتا ہے۔ (۴) یہ ہے کہ جزم کسی کے عوض میں نہیں آتا بخلاف ساکن کے کہ وہ کبھی تنوین کے عوض میں بھی آتا ہے۔ (دیکھئے ھدیۂ شجر شرح اردو نحو میر ص ۳۳)

جِزیہ اور خِراج میں فرق

یہ یاد رہے کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ "جزیہ" اس مال اور محصول کو کہتے ہیں جو کافروں کے نفوس اور ان کی ذات پر لگایا جاتا ہے اور "خراج" کہتے ہیں اس مال اور ٹیکس کو جو کفار کی زمینوں پر لگایا جاتا ہے۔ (ایضاح المشکوۃ جلد اول شرح مشکوۃ)

جُہُولؔ اور ذُہولؔ میں فرق

ان دونوں کے درمیان فرق یوں ہے کہ دونوں کے معنی معلوم نہ ہونا ہے، مگر فرق اتنا ہے کہ سرے سے عدم علم کو جہل یا جہول کہا جاتا ہے اور معلوم کی طرف عدم توجہ کو ذہول کہتے ہیں۔ (فرائد منثورہ در تحقیقات کلمات مستورہ ص: ۳۶، ناشر میر محمد کتب خانہ کراچی)

جُرمؔ اور ذنبؔ میں فرق

قيل هما بمعنىً الا ان الفرق بينهما ان اصل الذنب الاتباع فهو ما يتبع عليه العبد من قبيح عمله كالتبعه والجرم اصله القطع فهو القبيح الذى ينقطع به عن الواجب. (فروق اللغات ص: ۹۷/۹۸)

"کہا گیا ہے کہ دونوں ہم معنی ہیں، مگر فرق دونوں میں یہ ہے کہ ذنب کی اصل الاتباع (پیچھا کرنا) ہے تو ذنب وہ ہے جس کا بندہ پیچھا کرے، اپنے برے کاموں (عمل) سے جیسا کہ اس کا پیچھا کیا جاتا ہے۔ اور جرم کی اصل قطع کرنا ہے تو جرم وہ برا کام ہے جس سے واجب منقطع ہو جاتا ہے۔"

جَسْرؔ اور قنطرۃؔ میں فرق

"قنطرۃ" کہا جاتا ہے اس پل کو جو پانی کے اوپر گذرنے کیلئے بنایا جاتا ہو اور "جسر" عام پل کو کہتے ہیں، کیونکہ جسر کو کبھی بنایا جاتا ہے اور کبھی بغیر بنائے بھی ہوتا ہے یا بغیر بنیاد کے بھی ہوتا ہے۔ (فروق اللغات ص: ۹۹)

جَرؔ اور کسرہؔ میں فرق

ان دونوں کے معنی کسی کلمہ کے نیچے زیر لگانے کے ہیں، لیکن دونوں میں فرق

یہ ہے کہ جرشئ مجرور میں عامل جار آنے کی علامت ہے، خواہ مجرور مضاف الیہ ہو یا مجرور بحرف جار ہو، بخلاف کسرہ کے کہ وہ اعراب بالحرکت کی علامت ہے اور دیگر فرق وہی ہے جو ضمہ اور رفع کے درمیان ہے۔ (دیکھئے صدیہ شبیر شرح نحو میر ص ۷۳)

جبّار اور قہّار میں فرق

الجبّارُ في صفةِ اللهِ عزّوجلَّ صفةُ تعظيمٍ لانّه يفيدُ الاقتدار وهو سُبْحانه لم يزل جبّاراً بمعنىٰ انّ ذاته تدعو العوارف بهاالىٰ تعظيمها.

والقهّارُ هو الغالبُ لمن ناواه اوكانَ في حكمِ المناوىٰ بمعصيته اياه ولا يوصفُ سُبْحانُه فيما لم يزل بانّه قهّارٌ .(فروق اللغات ص:۹۸)

''اللہ تعالیٰ کی صفات میں ''جبار'' صفت تعظیم ہے، کیونکہ وہ اقتدار وشوکت کا فائدہ دیتا ہے۔ (متقاضی ہے) اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیشہ کیلئے جبار ہیں، بایں معنی کہ اعضاء وجوارح اس کی تعظیم کی دعوت دیتی ہیں، اور ''قہار'' دشمن پر غالب آنے والا ہے (یا غالب ہونے کو کہتے ہیں) یا اس پر غالب آنا جو اس کی نافرمانی کرکے اس کی دشمنی مول لے۔''

جواد، کریم اور سخی میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جو شخص سوال کرنے پر کسی کو دیتا ہو اس کو جواد کہتے ہیں اور جو بغیر مانگنے کے دوسروں کے نفع کیلئے بغیر اپنے ذاتی نفع کے عطا کرے اس کو کریم کہا جاتا ہے اور سخی وہ ہے جو جمع کرتا رہتا ہو اور مانگنے پر کسی کو محروم نہ کرتا ہو اور سفارش کو قبول کرتا ہو۔ (فرائد مشورہ ص: ۳۰، معارب الطلبہ ص: ۲۶۱، فروق اللغات ص: ۱۰۰، الفروق فی اللغۃ ص۔ ۱۶۷)

جن اور شیطان میں فرق

قيلَ الشيطانُ جنسٌ والجنُ جنسٌ كما انَّ الانسان جِنسٌ و الفرسُ جنسٌ آخروقيلَ الجِنُ منهم اخيارٌ واشرارٌ والشياطين اسمُ اشرارِ الجِنّ و متمرديهم.(فروق اللغات ص:۹۹)

''کہا گیا ہے کہ شیطان الگ جنس ہے اور جن الگ جنس ہے، جیسا کہ انسان ایک جنس ہے اور گھوڑا دوسری جنس ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ جن شیطان میں سے ہیں، ان میں اچھے بھی ہیں اور برے بھی اور شیاطین شریر اور سرکش جن کو کہتے ہیں۔''

جہاد اور غزوہ میں فرق

غزوہ صرف دشمنوں کے شہروں میں ہوتا ہے اور جہاد غزوہ سے عام ہے، کیونکہ ہر غازی مجاہد ہوتا ہے اور ہر مجاہد غازی نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح کہا جاتا ہے کہ غزوہ، وہ ہے جس میں غرض مالِ غنیمت اور تحصیلِ مال ہو اور اگر چہ اس سے لڑائی یا مقاتلہ لازم و ملزوم ہو اور جہاد وہ ہے جس میں غرضِ اصلی محاربہ ہو اور دشمن کو مغلوب کرنا، اگر چہ اس سے لازم ہو تحصیلِ غنیمت اور دیگر فوائد۔ (کتاب جہاد از مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ و کذا فی فروق اللغات ص ۱۰۲)

جزء اور سہم میں فرق

الفرقُ بينهماانَّ السهمَ من الجملةِ ماينقسمُ عليهِ نحو الاثنينُ من العشرةِ،وقديقال الجُزءُ لمالا يتقسمُ عليهِ الثلاثةُ من العشرةِ،ولا

تنقسمُ العشرۃُ علیھا و کانتِ الثلاثۃُ جُزءً من العشرۃِ . (فروق اللغات ص:۱۰۴)

''ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ سہم جو تقسیم کیا جائے جیسا کہ ''دو'' دس میں سے اور جزء کہا جاتا ہے اس کو جس کو تقسیم نہ کیا گیا ہو جیسے تین، دس میں سے، تین کو دس پر تقسیم نہیں کیا جارہا ہے، تین دس میں سے جزء ہے۔''

جلالۃ اور جلال میں فرق

قال الراغبؒ: الجلالۃُ بالھاء عظیمُ القدر والجلال ، وبغیر الھاء التناھی فی ذالک، وخُص بوصفِ اللہِ تعالیٰ فقیل ذو الجلال والاکرام ولم یستعمل فی غیرہٖ. (فروق اللغات ص:۱۰۳)

''امام راغبؒ نے فرمایا جلالۃ ہاء کے ساتھ عظیم القدر (جس کی قدر عظیم ہو) کو کہتے ہیں اور جلال بغیر ہاء کے، اس وقت جب اس میں انتہاء ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف کے ساتھ خاص ہے، پس اللہ تعالیٰ کیلئے کہا جاتا ہے ''ذو الجلال و الاکرام'' اور یہ اللہ کے ماسوا کیلئے استعمال نہیں ہوتا۔''

جبت اور طاغوت میں فرق

جبت ایسے بتوں کو کہا جاتا ہے جن کی مشرکین پرستش کرتے تھے اور معبود حقیقی اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر معبود باطل پر طاغوت کا اطلاق کیا جاتا ہے، چاہے وہ بت ہو یا آتش یا اور کوئی چیز، امام قرطبیؒ نے جبت اور طاغوت کے ایک ہی معنی یعنی دونوں کو بتوں کا نام بتایا ہے، کیونکہ قرآن میں یہ دونوں لفظ ایک ہی ساتھ استعمال ہوئے ہیں جیسے: ﴿یُؤمنونَ بالجِبتِ والطاغوتِ﴾ (نساء) اور صاحب معارف القرآن لکھتے ہیں کہ جب دو مترادف لفظ ایک جگہ استعمال ہوں تو مناسب ہے کہ دونوں کو الگ الگ معنی پر محمول کیا جائے تاکہ تکرار لازم نہ آئے۔ (مآرب الطلبہ

ص:۲۰۸)

جمّ اور کثیر میں فرق

انّ الجمَّ الکثیر المجتمع ومنہ قیل جمّۃ البئر لاجتماعھا وقال اھل اللغۃ جمّۃ البئر الماء المجتمع فیھا والجمّۃ من الشعر سمّیت جمّۃ لاجتماعھا واجتمعت الفرس اذا ارجتہ یجتمع قوتہ واجم الشئ اذا قرب کانّہ قصد الاجتماع معک،ویجوز ان یکونَ کثیراً غیر مجتمع.

(الفروق فی اللغۃ: ص ۲۴۷)

''جمّ'' کہتے ہیں اس کثیر کو جو مجتمع ہو اور اسی سے کہا جاتا ہے ''جمۃ البئر'' (کنوئیں میں پانی کا جمع ہونا) اس کے جمع ہونے کی وجہ سے اور اہل لغت کہتے ہیں کہ ''جمۃ البئر'' اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں پانی جمع ہو جائے، ''والجمۃ'' اور جمۃ بال (شعر وشاعری) میں سے اس کے جمع ہونے کی وجہ ''واجتمعت الفرس'' جب حرکت کرے اس کی قوت جمع ہو جائے، اور اجم الشیء کہتے ہیں کہ جب قریب ہو جائے گویا کہ تمہارے ساتھ اجتماع کا قصد کیا ہے، اور یہ جائز ہے کہ کثیر ہو، غیر مجتمع ہو۔''

جور اور ظلم میں فرق

ان دونوں لفظوں کے درمیان صاحب افاضات نے یوں فرق بیان کیا ہے کہ کسی غیر کے مال میں بلا اجازت تصرف کرنے کو ظلم کہتے ہیں اور جور کہتے ہیں کسی کی محبت میں استقامت ودوام کے نہ ہونے کو۔(افاضات شرح مقامات اردو ص:۵۳۸ ج ۲، والفروق فی اللغۃ ص:۲۲۶)۔

جزم اور وقف میں فرق

جزم حروف عاملہ کے عمل کے اثر کی وجہ سے ہوتا ہے اور وقف میں کسی عامل کا

اثر نہیں ہوتا، اور وقف کا معنی ہے کسی حرف کے آخر کو ساکن کر کے سانس توڑ دینا، تو فعلِ مضارع کے معرب ہونے کی وجہ سے اس کے آخری حرف کے ساکن ہونے کو جزم کہتے ہیں، کیونکہ وہاں عاملِ جازم کا اثر ہے اور امر حاضر مبنی ہونے کی وجہ سے آخری حرف کے ساکن ہونے کو وقف کہا جاتا ہے، کیونکہ یہاں کسی عامل کے ذریعہ ساکن نہیں ہے، نہ کسی عامل کا اثر ہے، یاد رہے کہ وقف و جزم میں جس طرح حرف ساکن ہونے کو کہا جاتا ہے، اسی طرح آخر سے حرفِ علت ساقط ہونے کو بھی کہا جاتا ہے۔ (توضیحات شرح علم الصیغہ ص:۲۰)

جویٰ اور ہویٰ میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں لفظوں کے معنی محبت کے ہیں، پھر ان دونوں میں باہمی فرق یہ ہے کہ محبت کے اوّل درجہ کو ہویٰ کہتے ہیں، اور محبت کے انتہائی درجہ کو جویٰ سے تعبیر کرتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ دونوں میں ابتداء وانتہاء کا فرق ہے۔ (مآرب الطلبہ ص:۲۰۸، تفہیمات شرح مقامات اردو ص:۸۹ ج۱)

جرابٌ اور وِفاضٌ میں فرق

یہ دونوں لفظ توشہ دان کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں اور ان دونوں میں عام وخاص کی نسبت ہے کہ وفاض خاص ہے، یعنی وہ توشہ دان جو خالص چمڑے کا ہو اور جراب عام ہے خواہ چمڑے کا ہو یا لکڑی کا۔ (الفاضات ص:۲۷ ج۱ التفہیمات ص:۹۲ ج۱، مآرب الطلبہ ص:۲۰۷)

الجاسوس اور الناموس میں فرق

جاسوس کہتے ہیں بُرائی کے راز جاننے والے شخص کو اور ناموس کہتے ہیں جو بھلائی کے راز جانتا ہو، یعنی اگر وہ راز شر سے متعلق ہو تو اس کو جاسوس کہتے ہیں اگر اس کا تعلق خیر سے ہو تو اس کو ناموس کہتے ہیں۔ (مآرب الطلبہ ص:۲۷۰ و المنطوق

لمعرفة الفروق ص: ۲۹)

جریرہ اور کبیرہ میں فرق

"جریرہ" کے معنی گناہ کرنے کے ہیں، مگر جریرہ اس چھوٹے گناہ کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان دوزخ میں پہنچ جائے اور "کبیرہ" اس بڑے گناہ کو کہا جاتا ہے جس کے اوپر داعی کبیر خواہش نفس پیدا ہوتا ہو۔ (افاضات شرح مقامات اردو ص: ۵۳۹ مؤلف مولانا افتخار علی دیوبندیؒ)

جمع اور مجموعہ میں فرق

ان دونوں کے درمیان فرق اس قدر ہے کہ جمع میں تعداد اور کثرت کا لحاظ ہوتا ہے بخلاف مجموعہ کے کہ اس کے اندر اس کا لحاظ نہیں ہوتا۔ (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ جمع کے اندر افراد ہوتے ہیں بخلاف مجموعہ کے کہ اس کے اندر اجزاء ہوتے ہیں، مثلاً مسلمون یہ جمع ہے، کیونکہ اس کے ماتحت زید، عمر، بکر وغیرہ افرادِ کثیرہ موجود ہیں اور "عشرون وثلاثون" یہ مجموعہ ہے نہ کہ جمع، کیونکہ اس کے ماتحت افرادِ کثیرہ نہیں بلکہ اجزاءِ کثیرہ ہیں۔ (مآرب الطلبہ ص: ۹۳)

جبل اور طور میں فرق

جبل اور طور دونوں کے لغوی معنی پہاڑ کے ہیں، پھر ان میں فرق یہ ہے کہ جبل مطلق پہاڑ کو کہا جاتا ہے، چاہے اس پر درخت اُگتے ہوں یا نہیں اور طور خاص اس پہاڑ کو کہا جاتا ہے جس پر درخت اُگتے ہوں، خلاصہ یہ ہے کہ دونوں میں عام وخاص مطلق کی نسبت ہے کہ جبل عام ہے اور طور خاص ہے اور قرآنی اصطلاح میں طور ایک خاص پہاڑ کا نام ہے جو ارضِ مدین میں واقع ہے، جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حق تعالیٰ سے شرفِ کلام نصیب ہوا تھا۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۲۹ بحوالہ معارف القرآن)

جزاء اور نکال میں فرق

یاد رہے کہ یہ دونوں لفظ قرآن میں آئے ہیں، مگر فرق یہ ہے کہ جزاء کا اطلاق مطلق سزا پر ہوتا ہے یعنی مطلق سزا کیلئے جزاء بولا جاتا ہے اور نکال کے معنی بھی سزا کے ہیں، مگر نکال اس سزا کو کہا جاتا ہے جس کو دیکھ کر دوسروں کو بھی سبق ملے جیسے قصاص، حدِ سرقہ، اور ڈاکہ زنی کی سزا، زنا کی سزا، جھوٹی تہمت کی سزا، شراب نوشی کی سزا وغیرہ اور یہ دونوں لفظ قران کی آیت حدِ سرقہ میں آئے ہیں جیسے قولہ تعالیٰ: ﴿السارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما جزاء بما کسبا نکالاً من اللهِ والله عزیز حکیمٌ﴾ (مائدہ). (مآرب الطلبہ ص:۲۲۸، ومعارف القرآن ص ۱۳۹ ج ۳، ازمفتی محمد شفیعؒ)

جملہ اور کلام میں فرق

ان دونوں لفظوں کے اندر کئی مذاہب ہیں (۱) علامہ ابنِ حاجب فرماتے ہیں کہ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (۲) لیکن دوسری رائے یہ ہے کہ جملہ اور کلام میں فرق ہے کہ جملہ، یہ غیر اللہ کے ساتھ کے مخصوص ہے اور ملوک کے کلام پر بھی جملہ کا اطلاق نہیں کیا جاتا ہے، لہذا قران کو جملۃ اللہ نہیں کہاجاتا، اسی طرح کلام ملوک کو بھی جیسے "کلامُ الملوکِ ملوکُ الکلام" (یعنی بادشاہوں کی باتیں بھی باتوں کی بادشاہ ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ کلام اعم مطلق ہے اور جملہ اخص مطلق ہے۔ (۳) تیسرا مذہب صاحب کشافؒ وغیرہ کا ہے کہ کلام جملہ سے خاص ہے، کیونکہ کلام صرف نسبت مقصودہ اور نسبت تامہ کو کہا جاتا ہے، جو نسبت مقصود نہ ہو بلکہ مقصود کے تابع ہو وہ جملہ ہے، کلام نہیں ہے۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص:۶۵، ۶۶)

جہلِ مرکب اور جہل بسیط میں فرق

انّ الجهلَ المركبَ اعتقادٌ جازم غير مطابق للواقع. والجهلُ البسيطُ وهو عدم العلم عمّامن شانه ان يكون عالما. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۴۴)

"جہل مرکب" وہ ہے جس میں اعتقاد جازم و پختہ ہو اور خلاف واقع ہو، اور "جہل بسیط" یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کا نہ جاننا جس کا جاننا ضروری ہو۔"

جمال اور زینت میں فرق

ان دونوں کے معنی ہیں اپنے دل کو خوش کرنے کیلئے اظہارِ نعمت والہیہ کیلئے اس کا استعمال کرنا، اگرچہ دل میں اپنے کو نہ اس نعمت کا مستحق سمجھتا ہے اور نہ دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے اور جس میں دعویٰ استحقاق ہو اور دوسروں کی تحقیر ہو اور اپنے اوپر نظر اور دوسروں کی نظر میں علو شان کا قصد ہو وہ تکبر ہے اور حرام ہے۔ (فقہ حنفی کے اصول وضوابط ص: ۲۱۹)

جہاد اور جنگ میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ "جنگ" کسی مقصدِ دنیاوی یا قومی مفاد کیلئے لڑی جاتی ہے اور "جہاد" صرف اور صرف اللہ کی رضاء اور کلمۃ اللہ کی سربلندی اور اسکے دین کو نافذ کرنے کیلئے کیا جاتا ہے۔ (دیکھئے جہاد ص: ۶ مؤلف مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ واز رسالہ جنگ تلواروں کے سائے میں)

جنس اور علم جنس میں فرق

یاد رہے کہ جنس اور علم جنس میں فرق اعتباری ہے، علم جنس جو قلیل وکثیر پر دلالت کرتا ہے اور اسم جنس بھی قلیل وکثیر پر دلالت کرتا ہے اور جنس بھی قلیل وکثیر پر دلالت کرتا ہے، لیکن بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جنس وہ ہے جو قلیل وکثیر پر دلالت کرے جیسے ماء، چنانچہ ایک قطرہ پانی پر بھی ماء کا اطلاق ہوگا اور ایک مٹکا پانی پر بھی۔ اور اسم جنس وہ ہے جو "لا علی التعیین" فرد واحد پر دلالت کرے (نہ کہ کثیر پر) جیسے: رجل واسد۔ (مقدمات علوم درسیہ ص:۳۳۳)

جیفہ اور میت میں فرق

یہ دونوں لفظ مردے کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں، لیکن دونوں میں اس قدر فرق ہے کہ میت اس ذی روح کو کہتے ہیں جس کی روح نکل گئی ہو خواہ پھٹ یا پھول گیا ہو، یا پھولا اور پھٹا نہ ہو اور جیفہ اس ذی روح کو کہتے ہیں جس کی روح نکل جانے کے ساتھ پھولنے کے ساتھ پھٹ بھی گیا ہو، یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو جیفہ کہا ہے نہ کہ میت کو کیونکہ جیفہ میں بہ نسبت میت کے اہانت ونفرت زیادہ ہے کما فی الحدیث: ﴿الدنیا جیفةٌ وطالبُوها کلابٌ﴾. (دیکھئے مآرب الطلبہ ص:۲۷۱)

الفرق بین الجھل والحمق

انّ الحمق ھو الجھل بالاُمور الجاریة فی العادة. ولھذا قالت العرب احمق من دغته، وھی امرأة ولدت، فظنت انھا احدثت، فحمقتھا العرب بجھلھا بما جرت به العادة من الولادة، وکذلک

قولهم احمق من المشهورة. (والتفصيل في الفروق اللغة ص: ۹۳ ج ۱)

"حماقت" کہتے ہیں امور جاریہ عادیہ سے جاہل ہونے کو، اسی طرح عرب کہتے ہیں "احمق من دغتہ" (وہ دغتہ سے بھی بڑا احمق ہے) اور دغتہ ایک عورت ہے جس کے بچہ پیدا ہوا تو وہ سمجھی کہ اس نے کوئی نیا کارنامہ انجام دیا ہے، چنانچہ اہل عرب نے ولادت جیسے عام اور جاری کام سے جاہل اور نابلد ہونے کی وجہ سے اسے احمق قرار دیا، اسی طرح ان ہی کا قول ہے کہ وہ مشہورہ سے بھی بڑا احمق ہے۔"

الفرق بين الجحيم والسعير والحريق والنار

إنّ السعير هو النار الملتهبةُ الحراقة؛ أعني أنها تسمّى حريقاً في حال إحراقها بالإحراق، يقال: في العود نار، وفي الحجر نار، ولا يقال: فيه سعير، والحريق النار الملتهبة شيئاً واهلاكها له، ولهذا يقال: وقع الحريق في موضع كذا، ولا يقال: وقع السعير فلا يقتضي قولك: السعير ما يقتضيه الحريق، ولهذا يقال: فلان مسعّرُ حرب، كأنه يشعلها ويلهبها، ولا يقال: محرق، والجحيم نار على نار وجمر على جمر، وجاحمه: شدة تلهبه، وجاحم الحرب: أشد موضع فيها، ويقال لعين الأسد: جَحْمَة لشدة توقدها. وأمّا جهنم فيفيد بعد القعر من قولك: بئر جِهِنّام إذا كانت بعيدة القعر. (الفروق في اللغة ص: ۳۰۷)

"ان چاروں لفظوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ السعیر جلاتی ہوئی آگ کو کہا جاتا ہے، یعنی السعیر اس آگ ہی کو کہا جاتا ہے جو جلا رہی ہو اور النار نفس آگ کا نام ہے، پس کہا جاتا ہے فی العود نار، وفی الحجر نار، یعنی لکڑی میں اور پتھر میں آگ ہے اور یہاں السعیر استعمال نہیں ہوتا۔

اور الحریق وہ آگ جو دوسری چیز میں لگے اور اسے جلا دے، اسی وجہ سے وقع الحریق فی موضع کذا (فلاں جگہ میں آگ لگ گئی) بولا جاتا ہے اور وقع

السعیر فی موضع کذا کہا نہیں جاتا، ماسبق سے معلوم ہوا کہ السعیران چیزوں کا تقاضا نہیں کرتی جنکا الحریق متقاضی ہے پس فلان مسعر حرب (یعنی وہ جنگ کو بڑھکانے اور تیز کرنے والا ہے) بولا جاتا ہے اور فلان محرق حرب بولا نہیں جاتا۔

اور الجحیم لپٹی ہوئی آگ اور انگاروں کا معنی دیتا ہے، جاحم الجمر: انگارے کا تیزی سے بھڑکنا، جاحم الحرب: میدان جنگ میں سب سے خطرناک جگہ، شیر کی آنکھ کو جحمۃ اسکے زیادہ چمک کی وجہ سے کہا جاتا ہے، اور جہنم جلانے کے معنی کے ساتھ ساتھ گہرائی کا معنی بھی دیتا ہے، کہا جاتا ہے بئر جھنام یعنی گہرا کنواں۔"

﴿نوٹ﴾

یہاں پر حرف جیم کے فروق ختم ہو چکے ہیں اور جن حروف کے فروق پہلے گذر چکے ہیں، ان کا یہاں صرف نام لکھنے پر اکتفاء کیا جارہا ہے باقی ان سب کے فروق پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ (۱) جحد اور انکار میں فرق۔ (۲) جمل، بعیر، ناقہ اور ابل میں فرق۔ (۳) جمع اسم جمع اور اسم جنس میں فرق۔ (۴) جوارح اور اعضاء میں فرق۔ (۵) جمال اور بھاء میں فرق۔ (۶) جسدٌ اور بدنٌ میں فرق۔ (۷) جہر اور اظہار میں فرق۔ (۸) جزء اور بعضٌ میں فرق۔ (۹) جنون اور اغماء میں فرق۔ (۱۰) جنس اور اسم جنس میں فرق۔ (۱۱) جلد اور اہاب میں فرق۔ (۱۲) جہر اور اعلان میں فرق۔ (۱۳) جمال اور زینت میں فرق۔ (۱۴) الجھد اور الترس میں فرق ان تمام الفاظ کے فروق جیم سے قبل گذر چکے ہیں اسلئے انہیں یہاں چھوڑ دیا گیا ہے۔" مؤلف محمد نور حسین قاسمی غفراللہ"

حمد، مدح اور شکر میں فرق

ان تینوں لفظوں کے درمیان مختلف فروق بیان کے گئے ہیں۔لیکن مختصر طور پر چند فروق نقل کرتے ہیں، حمد اور مدح کے فروق یہ ہیں ،(۱) حمد زندہ آدمیوں کے ساتھ خاص ہے ،اور مدح عام ہے زندہ و مردہ دونوں کیلئے مستعمل ہے ۔(۲) حمد اختیاری وصف کے ساتھ خاص ہے۔اور مدح اختیاری اور غیر اختیاری سب کیلئے ہے۔(۳) حمد صاحب علم کے ساتھ خاص ہے ۔ اور مدح عالم اور غیر عالم دونوں کیلئے عام ہے ۔ (۴) حمد محبت کے ساتھ ہوتی ہے۔اور مدح محبت اور غیر محبت کی موجودگی میں سب کیلئے عام ہے۔(۵) حمد عظمت کے ساتھ ہوتی ہے اور مدح عظمت وغیر عظمت سب کے ساتھ ہوتی ہے۔(اسلئے حمد اور مدح میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، علامہ زمخشریؒ کے نزدیک ان دونوں میں کوئی فرق نہیں بلکہ دونوں مترادف ہیں لہذا نسبت تساوی ہوگی)۔(۶) حمد بعد الاحسان ہوتی ہے ،اور مدح قبل الاحسان ہوتی ہے ۔(۷) حمد علی الاطلاق مامور بہ ہے،اور مدح کبھی منہی عنہ ہوتی ہے۔(۸) حمد یقین کے ساتھ ہوتی ہے اور مدح ظن سے بھی ہوتی ہے ۔(۹) حمد صرف صفات کمالیہ پر ہوتی ہے، مدح صفات کمالیہ اور صفات مستحسنہ پر عام ہے۔(۱۰) حمد کی نقیض (ذم) برائی ہے اور مدح کی نقیض ہجو ہے۔

اور حمد و شکر میں فرق یہ ہیں :(۱) حمد صرف زبان سے ہوتی ہے، اور شکر عام ہے خواہ زبان سے ہو یا قلب یا جوارح سے ۔(۲) حمد عام ہے چاہے نعمت کے مقابلہ میں ہو یا نہ ہو ،اور شکر صرف نعمت کے مقابلہ میں ہوتا ہے ۔(۳) حمد حسی کیلئے مخصوص ہے، اور شکر عام ہے ۔(۴) حمد قول کے ساتھ خاص ہے، اور شکر عام ہے۔(۵) حمد: نعمت باطنہ پر ہوتا ہے۔اور شکر نعمت ظاہرہ پر ہوتا ہے۔(۶) حمد: دفع شر کا نام ہے۔اور شکر اعطاء خیر کا نام ہے۔(۷) حمد: صرف زبان سے ہوتی ہے، نعمت کے مقابلہ میں ہوتا

ضروری نہیں۔شکر: شکر نعمت کے مقابلہ میں ہوتا ہے، خواہ زبان سے ہو یا قلب سے یا اعضاء وجوارح سے۔امام مبردؒ کا قول ہے کہ حمد اور شکر میں کوئی فرق نہیں ہے، بلکہ دونوں ہم معنی ہے۔(تفصیل کیلئے دیکھئے، مسودہ درس سراجی، ص: ۲۳،۲۲،۲۵،مصنف مولانا مفتی عبدالمنان صاحب، نائب مفتی دارالافتاء دارالعلوم کراچی)

حق اور صدق میں فرق

(۱) حق کہتے ہیں خارج کے مطابق ہونا اس چیز کے جو ذہن میں ہے اور صدق کہتے ہیں جو اس کے برعکس ہو۔اور حق کی ضد باطل ہے اور صدق کی ضد کذب ہے۔(اضافات ص:۱۶)اور بعض نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ حق کا اطلاق اعتقادیات پر ہوتا ہے اور صدق کا اطلاق قول پر ہوتا ہے۔(تفهيمات ص: ۳۲ ج ۱، مآرب الطلبه ص:۱۸۸)

حسب،نسب اور نسل میں فرق

حسب ماں کی طرف سے خاندانی رشتہ داری کو کہتے ہیں اور نسب باپ کی جانب سے خاندانی رشتہ کو کہا جاتا ہے اور نسل عام ہے خواہ ماں کی طرف سے ہو یا باپ کی طرف سے ہو۔خلاصہ: یہ نکلا کہ حسب کی نسبت ماں کی طرف کی جاتی ہے اور نسب کی نسبت باپ کی طرف کی جاتی ہے اور نسل کی نسبت دونوں کی طرف کی جاتی ہے۔(مزید دیکھئے، مآرب الطلبہ ص:۲۳۶)

حقیقت، ماہیت اور ہویت میں فرق

"مطلقاً مابه الشئ هُوَ هُوَ" کو ماہیت کہا جاتا ہے اور "مابه الشئ هُوَ هُوَ" باعتبار موجود و محقق ہونے کو حقیقت کہتے ہیں اور متعین و متشخص ہونے کے اعتبار سے ہویت کہتے ہیں اور کبھی حقیقت اور ماہیت کو ایک ہی معنی میں استعمال کیا جاتا

ہے اور انکے درمیان کچھ فرق اعتباری بھی نہیں کیا جاتا، نیز کبھی کبھار ہویت کو وجودِ خارجی کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اور وہ اس اعتبار سے حقیقت کا مساوی ہے۔ کما لا یخفیٰ۔ (فرائدِ منثورہ ص: ۳۷)

حدیثِ غریب اور حدیثِ فرد میں فرق

لغت کے اعتبار سے تو دونوں لفظ مترادف ہیں مگر محدثین عام طور پر فرد کا لفظ فرد مطلق کیلئے استعمال کرتے ہیں اور فرد نسبی کیلئے لفظ فرد بہت ہی کم استعمال کرتے ہیں، اس کیلئے زیادہ تر لفظ غریب ہی استعمال کرتے ہیں۔ (تحفة الدرر شرح نخبة الفکر ص: ۱۴)

حَرث اور زرع میں فرق

"حرث" کہتے ہیں کھیتی کے ظاہری اسباب کو اور "زرع" کہتے ہیں کھیتی کے باطنی اسباب کو اور اسی سے ہے قولہ تعالیٰ: ﴿افرأيتم ما تحرثون ٥ أأنتم تزرعونه ام نحنُ الزارعون﴾. (الواقعة) اس آیت میں بظاہر جو کچھ تعارض معلوم ہوتا ہے وہ حرث اور زرع کی تعریف سے مرتفع ہو گیا۔ (تفہیمات شرح مقامات اردو ص: ۱۰۸ ج ۲، فروق اللغات ص: ۱۰۷)

حلال اور مباح میں فرق

الحلالُ من حلِّ العقدِ فی التحریمِ والمباحُ من التوسعةِ فی الفعلِ کذا قیل والمرادُ ان الحلال ما نصّ الشارعُ علی حِلّه فکانّه انحلّ من عقد التحریم والمباح مالم ینصّ علی تحریمه فی حکمٍ خاص اوعام۔ (فروق اللغات ص: ۱۱۱، ۱۱۲، الفروق فی اللغة ص: ۲۱۹)

"حلال ماخوذ ہے حرام سے گرہ کھولنا، اور مباح یہ ماخوذ ہے فعل میں وسعت

ہونے سے اسی طرح کہا گیا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ حلال وہ ہے جس کی حلت پر شارع کی جانب سے نص وارد ہو تو گویا کہ حرام سے گرہ کھل گیا، اور مباح وہ ہے جس کی حرمت پر نص وارد نہ ہو کسی خاص یا عام حکم میں۔"

حیات اور روح میں فرق

انَّ الروحَ من قرائن الحياةِ. والحياةُ عرض، والروحُ جسمٌ رقيقٌ من جنسِ الريح وقيلَ هو جسمٌ رقيقٌ حسّاسٌ وتزعمُ الاطبّاءُ انّ موضعها في الصدر من الحجابِ والقلب وذهب بعضهم الىٰ انّها مبسوطةٌ في جميعِ البدنِ، وفيه خلافٌ كثيرٌ ليس هذا موضع ذكره. الروحُ و الريحُ في العربية من اصلٍ واحدٍ، ولهذا يستعمل فيه النفخُ فيقال نفخ فيه الروح وسُمّي جبريلُ روحاً لأنّ الناس ينتفعونَ به في دينهم كا نتفاعهم بالروح ولهذا المعنى سُمّي القرآن روحاً. (الفروق في اللغات، ص: ۹٦)

"روح" حیاۃ زندگی کے ساتھیوں میں سے ہے اور حیاۃ عرض ہے اور روح لطیف جسم جو ہوا کی جنس سے ہے اور کہا گیا ہے کہ روح جسم لطیف حساس ہے اور اطباء کا خیال ہے کہ اس کی جگہ سینہ میں ہے پردہ اور دل میں اور بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ روح پورے جسم میں پھیلی ہوئی ہے اور اس میں بہت اختلاف ہے اور یہ مقام اس کے ذکر کا نہیں ہے، روح اور ریح عربی میں ایک ہی اصل سے ہے، اسی لئے روح میں نفخ (پھونکنا) استعمال ہوتا ہے کہا جاتا ہے "نفخ فیہ الروح" اس میں روح کو پھونک دیا۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کا نام روح اسلئے رکھا گیا کہ لوگ ان سے اپنے دین میں نفع حاصل کرتے ہیں جیسا کہ وہ روح سے نفع حاصل کرتے ہیں، اور اسی معنی کی وجہ سے قرآن شریف کا نام روح رکھا گیا۔"

حیلہ اور مکر میں فرق

"حیلہ" وہ ہے کہ جس میں غیر کو ضرر پہنچانا مقصود نہ ہو اور "مکر" کہتے ہیں جس سے کسی کو ضرر پہنچائے خواہ اس سے پہلے معاہدہ ہو چکا ہو یا نہ ہو۔ (افاضات شرح مقامات اردو مترجم ص: ۹۰ ۷ ج ۱ مؤلفہ مولانا افتخار علی دیوبندی، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

حقیقت اور ذات میں فرق

انه لم يعرف الشيء من لم يعرف ذاته وقد يعرف ذاته من لم يعرف حقيقته والحقيقةُ ايضاً من قبيل القولِ علىٰ ما ذكرنا وليست الذاتُ كذالك و الحقيقةُ عند العربِ ما يجبُ على الانسان حفظه يقولون هو حامي الحقيقة و فلان لايحمي حقيقته .(الفروق في اللغة ص: ۲۵،۲۴)

"جب تک کسی شی کی ذات معلوم نہ ہو تو وہ شی معلوم نہیں ہو سکتی اور کسی شی کی ذات معلوم ہو سکتی ہے جس کی حقیقت معلوم نہ ہو، اور جو ہم نے ذکر کیا حقیقت بھی قول کے قبیل سے ہے اور یہ ذات ہے اسی طرح، اور حقیقت عرب کے ہاں وہ ہے جس کا یاد کرنا واجب ہو، کہتے ہیں "هو حامي الحقيقة" وہ حقیقت کو پسند کرنے والا (نہ چھپنے والا) ہے اور فلاں آدمی حقیقت کو پسند (نہ چھپنے والا) نہیں کرتا۔"

حکمت اور علت میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ علت پر حکم نفیاً و اثباتاً دائر ہوتا ہے اور کسی حکم کی حکمت فی الجملہ ملحوظ ہوتی ہے لیکن مدارِ حکم نہیں ہوتی ۔(خیرُ الفتاویٰ جلد نمبر سوم ص: ۵۱۳، ملخصاً ناشر: خیر المدارس ملتان مرتب مولانا مفتی محمد انور

صاحب)

حمل اور حبل میں فرق

اہلِ لغت اس بات پر متفق ہیں کہ حبل انسانوں کے ساتھ مخصوص ہے بخلاف حمل کے کہ اس کا استعمال انسان اور غیر انسان دونوں میں عام ہے۔ "مثلاً یقال حملت المراۃُ و حملت الشاۃ مستحلۃ ولا یقال حبلت الشاۃ" اسی طرح سے حُبلیٰ حمل والی عورت کو کہا جاتا ہے، نہ کہ بعض بہائم کو نہیں اور علامہ ابو قتادہؒ فرماتے ہیں کہ کسی حیوان کے حق میں حبل مستعمل نہیں ہوا ہے، اس لئے ابنِ عمرؓ کی حدیث میں ہے۔ "عن عبداللہ بن عمرؓ عن رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ نہیٰ عن بیع الحبلِ" (مسلم)۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۶۲ بحوالہ مسلم شریف)

حکایت اور نقل میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ "حکایت" کہتے ہیں بیان حال کو اور "نقل" کہتے ہیں بیان قول کو۔ (مآرب الطلبہ مصنف مولانا شبیر احمد ارکانی صاحب ص: ۲۶۷، ناشر کتب خانہ فیضیہ ہاٹہزاری چاٹگام)

حائض اور حائضہ میں فرق

واضح ہو کہ حائض (بغیر تاء) اور حائضہ (باتاء) یہ دونوں مؤنث کی صفت مخصوصہ ہے دونوں کے معنی قریب قریب ہیں، فرق اس قدر ہے کہ حائض اس زن بالغہ کو کہتے ہیں کہ جس کے اندر حیض کی صلاحیت پیدا ہوگئی ہو عام ازیں کہ حیض کے ساتھ فی الحال ملوث ہو یا نہ ہو اور حائضہ اس عورت کو کہتے ہیں کہ حیض کی صلاحیت پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ فی الحال حیض میں بھی مبتلا ہو۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۶۲)

حلم اور رُؤیا میں فرق

واضح ہو کہ دونوں کے معنی ہیں خواب دیکھنا پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ حلم ان چیزوں کے ساتھ مخصوص ہے جو بُری اور قبیح ہوں اور جن کو طبیعت ناپسند اور مکروہ گردانتی ہو کما فی قولہ تعالیٰ: ﴿قالوا اضغاث احلام وما نحن بتاویل الاحلام الخ﴾ اور رُؤیا اس خواب کو کہتے ہیں جو اچھا خواب ہو اور جس کی طرف قلب متوجہ اور طبیعت رغبت رکھتی ہو۔ کما فی قولہ تعالیٰ: ﴿لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق الخ﴾۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۶۳/۲۶۴)

حُزن اور خوف میں فرق

"خوف" انسان کے کسی آنے والی چیز سے ڈرنے کو کہتے ہیں اور "حُزن" کہتے ہیں کسی دل پسند (پسندیدہ) چیز کے فوت ہو جانے پر رنج کرنے کو۔ (دیکھئے تفسیر حقانی ص:۱۶۴ جلد نمبر اول، و تفسیر مظہری ص:۹۹ جلد نمبر ۱، و مآرب الطلبہ ص:۲۲۸)

حسد اور غبطہ میں فرق

"غبطہ" کہتے ہیں کسی کی نعمت کو دیکھ کر اس جیسی نعمت کی تمنا کرنا لیکن صاحب نعمت سے زوالِ نعمت کی تمنا نہیں کرنا، برعکس حسد کے کہ اس میں حسد کرنے والا محسود کیلئے زوالِ نعمت کی تمنا کرتا ہے خواہ وہ نعمت اس کو ملے یا نہ ملے کسی نے اس پر کیا خوب شعر کہا ہے جو ہم سب کیلئے باعث عبرت ہے: ؎

حسد کے معنی سن لے صاحبِ خیر — تمنائے زوالِ نعمت غیر
غبطہ کے معنی سُن لے صاحب خیر — تمنائے مثلِ نعمت غیر

(کشکول معرفت ص:۲۲۶، و مآرب الطلبہ ص:۲۵۷)

حلیب اور لبن میں فرق

"لبن" عام دودھ کو کہتے ہیں خواہ عورتوں کا ہو یا غیر عورت کا ہو اور "حلیب" اس دُودھ کو کہتے ہیں جو ابھی دوہ کر نکالا ہو بعض نے کہا ہے کہ اس کا ذائقہ بھی نہ بدلا ہو یا اس کے ذائقہ میں تبدیلی نہ آئی ہو۔ (از مسودہ کاپی مقامات ص: ۱۹۳ مقامہ ۵)

حاشیہ اور شرح میں فرق

جاننا چاہئے کہ ان دونوں کے درمیان ایک مشہور فرق یہ ہے کہ جو متن کے ہر ہر لفظ کو بتاتا ہے اور ماتن کی مراد بیان کرتا ہے تو اسے شارح اور اس کے بیان کو شرح کہتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو بلکہ بعض کو بتاتا ہو اور بعض کو چھوڑتا ہو اور ماتن کی بعض مراد کو بیان کر دیتا ہو اور بعض کو چھوڑ دیتا ہو تو وہ حاشیہ ہے اور صاحب بیان کو محشی کہتے ہیں۔ (۲) اور دوسرا فرق یہ ہے کہ کسی متن کی مشکل سے مشکل مباحث کو سیر حاصل اور مکمل تفسیر کے ساتھ پیش کر دینے کو شرح کہتے ہیں اور پیش کرنے والے کو شارح۔ اگر کوئی شخص تمام الفاظ پر بولتا ہے مگر مشکل کو چھوڑ دیتا ہے یا واضح بے دھن و بے غبار نہیں کرتا تو اس کو حاشیہ کہتے ہیں۔ (مآرب الطلبہ ص ۱۷)

حصہ اور فرد میں فرق

حصہ اور فرد اہلِ معانی کے یہاں ایک ہی چیز ہے کوئی فرق نہیں یعنی **قضیہ کلیہ مع التشخصیہ** ہے البتہ مناطقہ کے یہاں ان دونوں میں فرق ہے کہ لفظ فرد کا اطلاق انکے یہاں مجموعہ طبیعہ و تشخص پر ہوتا ہے اور حصہ کا اطلاق نفس طبیعہ پر جو معروض تشخص ہوتی ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۱۹۰)

حدوثِ زمانی اور حدوثِ ذاتی کا فرق

واضح ہو کہ دونوں الفاظ کے معنی وجود بین العدمین ہیں یعنی جس کا وجود نہ پہلے تھا، نہ آئندہ ہمیشہ رہے گا، پھر دونوں میں فرق یوں ہے کہ حدوثِ ذاتی اسے کہتے ہیں کہ جو اپنے وجود میں غیر کی طرف محتاج ہو اور حدوثِ زمانی اسکو کہتے ہیں جو مسبوق بالعدم ہو یعنی جس کے وجود سے پہلے زمانہ گذر چکا ہو۔ (مآرب الطلبہ ص:۱۹۳)

حاصل اور محصول میں فرق

ان دونوں کے درمیان لفظاً و معنی دونوں اعتبار سے فرق ہے (۱) یہ لفظاً فرق ہے وہ یہ ہے کہ حاصل صیغۂ فاعل ہے اور محصول صیغۂ مفعول ہے۔ (۲) معنوی فرق یہ ہے کہ حاصل وہ کلام ہے جو بلا تکلف سمجھ میں آجائے اور محصول وہ کلام ہے جو تکلف کے ساتھ سمجھا جائے لھذا دونوں میں یہ فرق نکلا کہ جو بلا تکلف سمجھ میں آئے وہ حاصل ہے اور جو تکلف کے ساتھ سمجھ میں آئے وہ محصول ہے"۔ (مآرب الطلبہ ص:۲۷۳)

حاجت اور ضرورت میں فرق

مفتی محمد شفیع صاحبؒ جواہر الفقہ کے اندر لکھتے ہیں کہ ہم انسان حاجت کو ضرورت اور اضطرار کا درجہ دیتے ہیں حالانکہ اصطلاحِ قرآن میں دونوں کے اندر بڑا فرق ہے، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حاجت و ضرورت وغیرہ کی اصطلاحی تعریف لکھ دی جائے کہ قرآن کریم میں ہے ﴿فمن اضطر غیر باغ ولا عادٍ فلا اثم علیہ﴾ (بقرہ) قرآن نے جس حال کو اضطرار اور ضرورت قرار دیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ علامہ حمویؒ نے شرح الاشباہ والنظائر میں بحوالۂ فتح القدیر نقل کیا ہے کہ یہاں اُس کے پانچ درجات ہیں (۱) ضرورت (۲) حاجت (۳) منفعت (۴) زینت (۵)

فضول وغیرہ اور لفظ ضرورت یہ ضرر سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی نقصان کے ہیں اسی معنی کو لیکر ضرورت کو ضرورت اس لئے کہتے ہیں کہ جو نہ کرنا نقصان ہے پھر اسی لفظ ہی سے اضطرار ماخوذ ہے جو افتعال کا مصدر ہے۔ شرعی اصطلاح میں ضرورت کی تعریف یہ ہے کہ اگر ممنوع چیز استعمال نہ کرے تو یہ شخص ہلاک یا قریب الموت ہو جائیگا پس یہی ضرورت، اضطرار کی ہے اور حاجت کے معنی ہیں کہ اگر وہ ممنوع چیز کا استعمال نہ کرے تو ہلاک نہیں ہوگا مگر مشقت اور تکلیف شدید ہوگی تو یہ صورت اضطرار کی نہیں بقیہ منفعت، زینت، اور فضولِ وغیرہ کی تعریف کیلئے ملاحظہ کیجئے: (مآرب طلبہ ص:۱۶۹،۱۷۰)

حجاب، غِطاء اور ستر میں فرق

انک تقولُ حجبني فلانٌ عن كذا ولا تقولُ سترني عنه ولا غطاني وتقولُ احجبتُ بشي كما تقولُ تسترتُ به فالحجابُ هو المانع و الممنوع به، والسترُ هو المستور به و يجوز ان يُقالَ حِجابُ الشي ماقصد ستره؛ الا ترىٰ انک لاتقولُ لمن منع غيرهُ من الدخولِ الىٰ الرئيسِ داره من غير قصدِ المنع له انه حجبه وانما يقالُ حجبه اذا قصد منعه ولا تقولُ احجبت بالبيتِ الاّ اذا قصدتَ منع غيرک عن مشاهدتک ألا ترىٰ أنک اذا جلستَ في البيتِ ولم تقصد ذالک لم تقل انک قد احتجبت، وقد فرق آخر أنّ السترَ لايمنع من الدخولِ على المستورِ والحجابُ يمنعُ. (الفروق في اللغة ص:۲۸۲)

"تم کہتے ہو "حجبني عن كذا فلان" مجھے روک دیا فلاں نے اس چیز سے اور آپ نہیں کہتے "سترني عنه ولا غطاني" مجھے اس سے چھپا دیا اور آپ کہتے ہیں "احجبت بشيء" جیسا کہ آپ نے کہا "تسترت به" پس حجاب وہ مانع ہے اور "ممنوع عنه" (جس چیز کو منع کیا جائے) اور ستر وہ مستور بہ (جس کے ذریعے ڈھانپا جائے) ہے اور جائز ہے کہ کہا جائے کسی چیز کا حجاب وہ ہے جس کے ستر پوشیدہ

رکھنے کا ارادہ کیا گیا ہو، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ آپ اس شخص کو جس کو کہ کسی دوسرے نے رئیس کے گھر میں داخل ہونے سے منع کیا ہو بغیر منع کے ارادہ کے نہیں کہتے کہ "حجبہ" اس نے اس کو چھپالیا اور "حجبہ" اس وقت کہا جاتا ہے جب منع کا ارادہ کیا جاوے اور آپ "احجبت بالبیت" نہیں کہتے مگر اس وقت جب دوسرے کو منع کا ارادہ کیا ہو تمہارے اپنے مشاہدے سے، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ جب آپ گھر پر بیٹھتے ہیں اور اس کا (چھپنے کا) ارادہ کیا ہو تو آپ نہیں کہتے "قد احتجبت" ایک اور فرق یہ کہ ستر مستور پر داخل ہونے سے نہیں روکتا اور حجاب روکتا ہے۔"

حاضر اور شاہد میں فرق

انّ الشاهد للشي يقتضى انه عالم به ولهذا قيل الشهادة على الحقوقِ لانها لاتصحُّ الاّ مع العلم بها وذالك انّ اصل الشهادة الرؤية وقد شاهدتُ الشي رايته والشهدُ العسلُ علٰى ماشوهد فى موضعه،وقال بعضهم الشهادة فى الاصل ادراك الشي من جهة سمعٍ اورؤية فالشهادة تقتضى العلم با لمشهود على ما بيّنا، والحضورُ لاتقتضيالعلم با لحضورِ الا ترىٰ انّه يقالُ حضرتَ الموتُ ولا يقالُ شهدت الموتُ اذ لايصحُّ وصف الموت بالعلمِ والبراقى فى الفروقِ فى اللغة ص:۸۸/۸۹)

"کسی چیز کے شاہد ہونے کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس شئی کو جانتا بھی ہو اسی وجہ سے کہا جاتا ہے "الشهادة على الحقوق" اس لئے کہ یہ اس شئی کے جاننے کے ساتھ (یا جاننے کا علم بھی ہو) ضروری ہے، اور یہ اس لئے کہ اصل شہادت (رؤیت) دیکھنا ہے "وقد شاهدت الشي" کہتے جب دیکھ لیا ہو اور شہد (گواہ) عسل کو کہتے ہیں جب اس کی جگہ گواہی دی جائے اور بعض لوگوں نے کہا کہ شہادت اصل میں کہتے ہیں کسی شئی کا پالینا سنکر یا دیکھ کر، تو زہادت مشہود (جس کے بارے میں گواہی دی گئی) کے علم

کا تقاضہ کرتا ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ اور حضور علم کا تقاضا نہیں کرتا کیا آپ کو نہیں معلوم کہ کہا جاتا ہے "حضرت الموت" "موت حاضر ہوگئی اور نہیں کہا جاتا "شهدت الموت" اسلئے کہ موت کو علم کے ساتھ موصوف کرنا الخ۔"

حرص اور طمع میں فرق

قيل الحرصُ اشدُّ الطمع وعليه جرىٰ قوله تعالىٰ: ﴿افتطمعونَ ان يؤمنوا الكم﴾ لانّ الخطابَ فيه للمؤمنين، وقوله سُبحانه وتعالىٰ: ﴿إنْ تحرِصْ علىٰ هداهم﴾ فانّ الخطابَ فيه مقصورٌ على النبى صلى الله عليه وسلم، و لا شكّ انّ رغبته صلى الله عليه وسلم فى اسلامهم و هدايتهم كان اشدّ و اكثر من رغبة المؤمنين المشاركين له فى الخطابِ الاولِ فى ذالك. (فروق اللغات ص: ۱۱۲، ۱۱۳)

"کہا گیا ہے کہ حرص زیادہ طمع لالچ کو کہتے ہیں اور اسی پر اللہ تعالیٰ کا قول ﴿افتطمعون ان يومنوا الكم﴾ کیا تم لوگ طمع رکھتے ہو کہ وہ لوگ تمہارے مطیع ہوں گے ایمان لائیں گے، اسلئے کہ اس میں مومنوں سے خطاب ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: "إن تحرص على هداهم" اس میں خطاب محصور ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رغبت ان کے اسلام کیلئے دوسرے مسلمانوں سے زیادہ ہے جو پہلے خطاب میں ان کے شریک ہیں۔"

حال اور شان میں فرق

الشانُ لايقالُ الاّ فيما يُعظمُ من الاحوالِ والامورِ فكلُّ حالٍ شانٌ ولا ينعكسُ كذا قاله الراغبؒ. (فروق اللغات ص: ۱۱۳)

"شان صرف عظیم بڑے احوال وامور کیلئے بولا جاتا ہے پس ہر حال شان ہے لیکن اس کا عکس نہیں، اسی طرح امام راغبؒ نے فرمایا۔"

حدیثِ قدسی اور قرآن میں فرق

حدیثِ قدسی اور قرآن شریف میں چند فرق ہیں۔(۱) قرآن معجزہ ہے حدیثِ قدسی معجزہ نہیں ہوا کرتی۔(۲) قرآن کریم متلو ہے اور حدیث قدسی متلو نہیں ہوتی۔(۳) قرآن حکیم کی نماز میں قرأت ہوتی ہے جبکہ حدیث قدسی کی قرأة فی الصلواة نہیں ہوتی۔(۴) قرآن مجید کے تحفظ کا من جانب اللہ وعدہ ہے اور حدیث قدسی کے بارے میں ایسا کوئی وعدہ مصرح نہیں ہے۔(الازھار ص:۷۱ج۱،مقدس باتیں ص:۲۵،المنطوق لمعرفۃ الفروق ص:۲۵،مآرب الطلبہ ص:۳۶۱،روضۃ الازہار)

حشر اور نشر میں فرق

انّ الحشر اخراجُ الجماعةِ عن مقرهم و سوقهم الی الحرب ونحوه ثمّ خصّ باخراج الموتیٰ عن قبورهم وسوقهم الیٰ الموقفِ للحسابِ والجزاءِ والنشر احیاءُ الموتیٰ بعد موتهم قلتُ قال الله تعالیٰ فی سورة یونس ﴿ویومَ یحشرُهم کأن لم یلبثوا﴾ ﴿و یوم نُسیّرُ الجبالَ و تری الارضَ بارزةً وحشرناهم﴾ ﴿فارسلَ فرعون فی المدائنِ حٰشرین﴾ هذه ثلثة معان۔ (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۴۸)

''حشر کہتے ہیں کسی جماعت کو اس کے ٹھکانے سے نکالنا اور ان کو جنگ یا اس جیسے کاموں کیلئے ہنکانا پھر یہ خاص ہو گیا مردوں کو ان کی قبروں سے نکالنا اور ان کو موقف کی طرف حساب اور بدلہ کیلئے ہنکانے کیلئے، اور نشر کہتے ہیں مردوں کو ان کے موت کے بعد زندہ کرنے کو، میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ یونس میں ﴿ویوم یحشرهم کان لم یلبثوا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ ان کو جمع کریں گے گویا کہ وہ دنیا میں نہ رہے مگر چند گھڑی ﴿ویوم نسیر الجبال وتری الارض

بارزۃ وحشرناھم﴾ ﴿فارسل فرعون فی المدائن خشرین﴾ اور جس دن پہاڑ چلائیں گے اور آپ زمین کو ظاہری حالت میں دیکھیں گے اور ہم ان کو جمع کریں گے پس فرعون نے شہر میں اپنے جمع کرنے والے بھیج دیے۔"

الحدث اور الخبث میں فرق

الحدث ھو الاثر الحاصلُ للمکلفِ وشبھہ عند عروضِ احد اسباب الوضوء والغسل المانع من الصلوٰۃ الموقف رفعہ علی النّیۃ، الخبث ھو النجسُ وفرّق بینھما بأنّ الحدث ماافتقر الیٰ النّیۃِ. و الخبث مالا یفتقر الیھا وانّ الاوّلَ مالا یدرک بالحسّ، والثانی مالا یدرک بہ. (فروق اللغات ص:۱۱۵)

"حدث وہ اثر ہے جو مکلف کو حاصل ہو اور اس کے مشابہ وضو یا غسل کے اسباب میں سے کسی کے پیش آنے پر جو کہ نماز سے روکنے والی ہو اور اس کا دور کرنا نیت پر موقوف ہو خبث وہ نجس ہے، اور ان دونوں کے درمیان فرق کیا گیا ہے کہ حدث وہ ہے جس میں (زائل کیلئے) نیت کا محتاج ہو اور خبث وہ ہے جس میں نیت کی طرف محتاجی نہ ہو، اور (حدث) جس کے ذریعے ادراک نہیں ہوتا اور دوسرا (خبث) جس سے اس کا ادراک ہوجاتا ہے۔"

الحنّانُ اور المنّانُ میں فرق

الحنّانُ الذی یقبلُ علی من اعرض عنہ، و المنّانُ الذی یبدأ بالنّوال قبل السُّوال" (فروق اللغات ص:۱۱۲)

"حنان وہ ذات جو متوجہ ہوتی ہو اس شخص کی طرف جو اس سے اعراض کرے اور منان وہ ذات جو سوال سے پہلے عطا کردے۔"

حدیث اور سُنّت میں فرق

خلاصہ ان دونوں کا یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال پر بلکہ ہر عمل پر حدیث کا اطلاق تو ہوتا ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال واقوال پر سُنّت کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض افعال جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہیں جس سے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو منع فر مایا ہے جیسے نو ازواج ایک ساتھ رکھنا "طواف علی البعیر" ایسا ہی شب و روز میں کسی وقت افطار نہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا ان پر حدیث کا اطلاق تو ہے مگر سُنّت کا نہیں کیونکہ لفظ سنّت صرف جائز الاتباع افعال کو کہا جاتا ہے اور لفظ حدیث جائز الاتباع وعدم جائز الاتباع دونوں قسم کے افعال کو شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف میں جو اقوال وافعال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ہیں اس میں جائز الاتباع وغیرہ کی کوئی قید نہیں ہے بلکہ عام ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ ہر سُنّت حدیث تو ہے مگر ہر حدیث، سُنّت نہیں ہے۔ (کذا یفهم من مارب الطلبه ص: ۲۱۰)

حجابُ النّساء اور سترِ عورت میں فرق

"ستر" کہتے ہیں چھپانے کو "عورت" کہتے ہیں جس کا لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا عار و عیب ہے اور سترِ عورت وحجاب النّساء کے درمیان چند وجوہ سے فرق ہے (۱) سترِ عورت ہمیشہ سے فرض ہے اور حجاب النساء ۵ ھ میں فرض ہوا۔ (۲) سترِ عورت، مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے اور حجاب صرف عورت پر فرض ہے۔ (۳) سترِ عورت لوگوں کے سامنے اور خلوت دونوں میں فرض ہے اور حجاب صرف اجنبی کی موجودگی میں فرض ہے۔" (مآرب الطلبہ ص: ۱۴۲)

حدود اور قیود میں فرق

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک "حدود" و "قیود" میں فرق یہ ہے کہ جو غالباً لغت کے موافق ہے "حدود" وہ ہے جو کسی شئ کا منتہا ہو اور "قیود" وہ ہے جو اس حد کے اندر اس شئ میں تخصیص کردے مثلاً نماز کی ایک تو حد ہے کہ عصر کی نماز میں چار رکعات ہیں اس سے زیادہ کرنا منع ہے اور "قیود" یہ ہیں جیسے نماز کیلئے باوضوء ہونا، مستقبل قبلہ ہونا وغیرہ، حد بھی اطلاق کے منافی ہے اور قید بھی۔ (فقہ حنفی کے اصول وضوابط ص ۲۲۳ بحوالہ التبلیغ)

حلف اور حلیف میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان یوں فرق بیان کیا جاتا ہے کہ "حلیف" کہتے ہیں وہ شخص جس سے چند دن کا عہد ہوا ہو اور "حِلف" کہتے ہیں اس شخص کو جس سے پرانا عہد موجود ہو۔ (از کاپی مسودہ شرح مقامات اردو ص: ۲۱۹ قسط ۵ من المؤلف الحقیر غفرلہ ولوالدیہ ولمن لہ حق علیہ)

حق الیقین، عین الیقین اور علم الیقین میں فرق

یقین کہتے ہیں اعتقاد جازم واقع للواقع، کو اگر ادراک کا صرف یہی مرتبہ ہے تو یہ علم الیقین ہے اور اس کے ساتھ غلبۂ حال بھی ہو لیکن اس غلبہ میں مُدرک، غیر مدرک سے غیبت نہ ہو تو عین الیقین ہے اور اگر ایسا غلبہ ہے کہ غیر مدرک سے غیبت بھی ہے تو حق الیقین ہے۔ (فقہ حنفی کے اصول وضوابط)

حرام اور نجس میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے یعنی حرام عام مطلق ہے اور نجس اخص مطلق ہے یعنی ہر نجس حرام میں داخل ہے لیکن ہر حرام نجس میں داخل نہیں ہے بلکہ بعض داخل ہے جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ اور بعض داخل نہیں جیسے مٹی وغیرہ یہ تو حرام میں داخل ہے لیکن نجس میں داخل نہیں۔ (مآرب الطلبہ ص:۱۱۷)

حسب، نسب اور صہر میں فرق

جاننا چاہیے کہ "نسب" اور "صہر" دونوں کے معنی رشتہ دار کے ہیں پھر دونوں میں یہ فرق ہے کہ "نسب" اس رشتہ اور قرابت کو کہا جاتا ہے کہ جو باپ کی طرف سے ہو اور "صہر" اس دو رشتہ وتعلق کو کہا جاتا ہے جو بیوی کی طرف سے ہو جس کو عام عرف میں سسرال بولا جاتا ہے۔ (دیکھیے، مآرب الطلبہ ص:۲۱۰، مصنف مولانا شبیر احمد ارکانی صاحب)

حبیب اور خلیل میں فرق

دونوں لفظ کے معنی دوست کے ہیں پھر دونوں میں فرق اس قدر ہے کہ حبیب کہتے ہیں اس دوست کو جس کی محبت معشوق کے ہر رگ وریشہ میں سرایت کر جانے کے بعد خود وہ دوست معشوق کے درجہ میں ہو گیا ہو یعنی معشوق اس کا عاشق بھی ہو گیا ہو گویا دونوں متحد ہو گئے ہوں، اور خلیل، اس دوست کو کہا جاتا ہے جو عاشق کے مرتبہ میں رہا ہو اس حال میں اس کی محبت معشوق کے ہر رگ وریشہ میں گھس گئی ہو چاہیے دونوں متحد ہوں یا نہ ہوں۔ (مآرب الطلبہ ص:۲۵۹)

حوت اور سمک میں فرق

واضح ہو کہ دونوں مچھلی کے معنی میں مستعمل ہے لیکن عام طور پر ہر مچھلی کیلئے سمک کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جس کی جمع اسماک آتی ہے اور حوت اس کی جمع حیتان آتی ہے اور عموماً بڑی مچھلی کو کہا جاتا ہے۔(کما یفھم من روضۃ الصالحین شرح ریاض الصالحین حدیث نمبر ۱۳۹۳، مؤلفہ مولانا محمد حسین صدیقی مدظلہ العالی، استاذ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی)

حبر اور مداد میں فرق

حبر اور مداد یہ دونوں لفظ روشنائی کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں لیکن مؤرخ الاسلام مولانا قاضی محمد اطہر مبارک پوریؒ اپنی مایہ ناز کتاب ''مسلمانوں کے ہر طبقہ و ہر پیشہ میں علم و علماء'' میں لکھتے ہیں کہ کالی روشنائی کو ''مداد'' اور سرخ یا عمدہ روشنائی کو ''حبر'' کہتے ہیں۔(ص ۳۴) آگے صفحہ ۳۸ میں لکھتے ہیں کہ حبر، لکھنے کی روشنائی اور سیاہی کو کہتے ہیں اور اس کے بنانے اور فروخت کرنے والے کو حبار اور حبری کہتے ہیں۔(دیکھئے مزید تفصیل کیلئے کتاب مذکور صفحہ ۳۸، ناشر: مکتبہ خدیجۃ الکبریٰ محمد علی سوسائٹی، کراچی)

حال متداخلہ اور حال مترادفہ میں فرق

دونوں میں فرق یہ ہے کہ حال متداخلہ میں دونوں حالوں کے ذوالحال الگ الگ (یعنی دو) ہوتے ہیں اور حال مترادفہ کا ذوالحال ایک ہوتا ہے۔حال متداخلہ کی مثال یہ ہے: جاء نی زید یقوم غلامہ مجروحا ضاربہ، اس مثال میں مجروحا غلامہ سے حال ہے اور یقوم غلامہ زید سے حال ہے۔مترادفہ کی مثال یہ ہے:

رایتُ زیداً قائمًا عاملًا، اس مثال میں حال اول قائمًا اور حال ثانی عاملًا دونوں کا ذوالحال ایک ہے۔ (مقدمات علوم درسیہ ص:۳۳۱، ناشر مولانا حافظ عبد الحلیم صاحب استاذ جامعہ احتشامیہ کراچی)

الحب اور الوُدّ کے درمیان فرق

إن الحب یکون فیما یوجبه میل الطباع والحکمة جمیعاً والوُدُّ من جهة میل الطباع فقط. الاتری انک تقول احبُّ فلاناً و اودُّهُ وتقول احبُّ الصلوة ولا تقول اودّ الصلوة وتقول اودُّ انَّ ذاک کان لی اذا تمنیت ودادهٗ و اودّ الرجل وُدّاً و مودّةً والودُّ والودیدُ مثل الحبِّ و الحبیب. (الفروق فی اللغة ص ۱۱۶/۱۱۵)

"حب" وہاں ہوتا ہے جہاں طبیعت کا میلان اور حکمت دونوں جمع ہوں "ود" صرف طبیعت کے میلان سے ہوتا ہے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آپ کہتے ہیں "احب فلاناواوده" اور کہتے ہیں "احب الصلوة" لیکن یوں نہیں کہتے "اود الصلوة" اور آپ کہتے ہیں، "اود ان ذاک کان لی" جب آپ اس کی محبت کے طالب و متمنی ہوں، اور آپ کہتے ہیں، اود الرجل ودا و مودة یعنی مجھے اس آدمی سے محبت ہے، اور "الود والودید" "الحب والحبیب" کی طرح ہے یعنی ایک مصدر ہے دوسرا صفت مشبہ ہے۔"

حفظ اور عصمت میں فرق

امام شعرانیؒ کسی سائل کے جواب میں عصمت اور حفظ کا فرق اس طرح بیان کرتے ہیں: فان قلت فما الفرق بین العصمة والحفظ؟ فالجواب: الفرق بینهما ان الانبیاء معصومون من المباح لهوی انفسهم بخلاف الاولیآء فاذافعل الانبیاء المباح لایفعلون لهوی نفوسهم کغیرهم وانما

یفعلونه علی جهة التشریع انه مباح فهو واجب علیهم حینئذ یعنی فعل المباح اذا التبلیغ واجب علیهم ذکره الشیخ محی الدین فی آخر باب سجود التلاوة، من الفتوحات المکیة. (الیواقیت والجواهر ج۲ص:۱۵۵)

''پس اگر تو کہے کہ عصمت اور حفظ کے درمیان فرق کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے مابین فرق یہ ہے کہ انبیاء کرام مباح کام کرنے میں بھی اپنے نفسوں کی خواہش سے بھی معصوم ہوتے ہیں بخلاف اولیاء کے (کہ ہوسکتا ہے ان کا کوئی کام نفس کی خواہش پر مبنی ہو، لہذا وہ معصوم نہیں ہوتے بلکہ محفوظ ہوتے ہیں، مرتب) پس جب انبیاء کرام کوئی مباح کام کرتے ہیں تو دوسروں کی طرح وہ اپنی نفسانی خواہش کی بناء پر نہیں کرتے بلکہ وہ مباح کام بھی اس کی شرعی حیثیت بتانے کیلئے کرتے ہیں، (تاکہ لوگ جان لیں کہ یہ کام کو فرض وواجب نہیں لیکن مباح اور جائز ہے۔ ورنہ پیغمبر علیہ السلام یہ کام نہ کرتے) پس اس وقت مباح فعل اس کی شرعی حیثیت بتانے کیلئے ان پر واجب ہوتا ہے کیونکہ ان پر تبلیغ واجب ہوتی ہے اس کو شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے فتوحات مکیہ کے آخری باب سجود التلاوۃ میں ذکر کیا ہے۔''

(دیکھئے علمی محاسبہ ص: ۳۶۱ از مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ناشر تحریک خدام اہل السنۃ والجماعت چکوال پاکستان)

حبّال اور قلّاس کے درمیان فرق

واضح ہو کہ حبال ہر قسم کی رسی بٹنے اور بیچنے کو کہتے ہیں اور کشتیوں، جہازوں میں کام آنے والی موٹی موٹی رسیوں اور رسوں کے بنانے بٹنے والے کو اہل عرب قلوی اور قلاس کہتے ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے مراجعت کیجئے۔ (''مسلمانوں کے ہر طبقہ وہر پیشہ میں علم وعلماء'' ص ۱۱۷، از مولانا قاضی اطہر مبارک پوریؒ)

الحوب اور الذنب کے مابین فرق

إنّ الحوبَ يفيدُ انّه مزجور عنه وذالک انّ اصله فی العربية الزجرُ ومنه يقالُ فی زجرالإبل حوب ،حوب و قد سُمّی الجملُ به لانّه يزجرُ وحاب الرجل يحوب وقيل للنفسِ حوباً لا نها تزجر و تلحی.

(الفروق فی اللغه ص:۲۲۸)

"حوب اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ وہ مزجور عنہ ہو (جس کام کے کرنے میں زجر کیا جائے) اور یہ اسلئے کہ اس کا اصل عربیت میں زجر ہے اور اسی سے کہا جاتا ہے "زجر الابل" میں حوب کو اور اونٹ کا نام حوب رکھا گیا اس لئے کہ اس پر زجر کیا جاتا ہے، اور "حاب الرجل یحوب" یعنی آدمی نے زجر کیا، اور نفس جان کو حوبا کہا گیا اسلئے کہ وہ زجر کرتا ہے ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے اور جھوٹا دعویٰ کرتا ہے۔"

حریر اور خز کے درمیان فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں لیکن اہل لغت یہ فرق بیان کرتے ہیں کہ خز آبریشم، اور اسکے بننے بنانے اور فروخت کرنے والے کو خز آبریشمی کہتے ہیں اور حریر ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں اور اس کے بننے بنانے اور فروخت کرنے والے حریری کہتے ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے۔ (مسلمانوں کے ہر طبقہ و ہر پیشہ میں علم وعلماء، ص:۵۷، ناشر مکتبہ خدیجۃ الکبریٰ محمد علی سوسائٹی کراچی)

حلم اور رؤیا کے مابین فرق

یہ دونوں لفظ حدیث شریف میں آئے ہیں پہلے خواب کیلئے رویا استعمال ہوتا تھا جیسے سورہ یوسف میں آیا ہے، اور اب خواب کیلئے لفظ حلم کا استعمال کیا جارہا ہے،

اور شریعت کی اصطلاح میں رویا اچھے خواب کو اور حلم برے خواب کو کہتے ہیں مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائے، روضۃ الصالحین شرح ریاض الصالحین جلد چہارم حدیث نمبر (۸۲۵) از مولانا محمد حسین صدیقی صاحب استاذ الحدیث بنوریہ سائٹ کراچی)

الفرق بين الحُقبة والزمان

انّ الحقبة اسم للسنة الاّ انها تفيد غير ما تفيده السنة و ذالك انّ السنة تفيد انها جمع شهور والحُقبة تفيد انّها ظرف لاعمال والامور تجرى فيهما ماخوذة من الحُقبة وهى ضرب من الظروف تتخذ من الآدم يجعل الراكب فيها متاعه وتشد خلف رحله او سرجه. واماً البرهة فبعض الدهر الاترى انه يقال برهة من الدهر كما يقال قطعة من الدهر وقال بعضهم هى فارسيه معربة. (الفروق فى اللغة ص: ٢٦٦)

"حقبہ سال کا نام ہے مگر حقبہ وہ فائدہ دیتا ہے جو سنہ، سال نہیں دیتی اسلئے کہ سنہ فائدہ دیتی ہے کہ یہ مہینوں کا مجموعہ ہے، اور حقبہ فائدہ دیتا ہے کہ یہ اعمال اور جو امور اس میں واقع ہوں ان کیلئے ظرف ہو، اور حقبہ ماخوذ ہے حقیبۃ سے جو کہ ظروف کی ایک قسم ہے جو کھالوں سے بنائی جاتی ہے اور سوار اس میں اپنا سامان رکھتا ہے اور سواری یا زین کے پیچھے باندھی جاتی ہے۔ اور رہا "برھة" تو وہ کچھ زمانہ ہے کیا آپ کو نہیں معلوم کہ کہا جاتا ہے "برھة من الدھر" زمانہ کا حصہ جیسا کہ کہا جاتا ہے "قطعة من الدھر" (زمانہ کا ٹکڑا) اور بعضوں نے کہا یہ فارسی سے عربی بنایا گیا ہے۔"

الفرق بين الحرام و السُحت

إن السحت مبالغة في صفة الحرام ولهذا يقال: حرام سُحت ولا يقال: سحت حرام وقيل: السُحت يفيد انه حرام ظاهر، فقولنا: حرام، لايفيد انّه سحت، وقولنا: سحت يفيد انّه حرام ويجوز أن يقال: إن

السحت الحرام الذي يستاصل الطاعات من قولنا: سحته إذا استاصله، ويجوز أن يكون السحت الحرام الذي لا بركة له فكأنه مستاصل، ويجوز أن يكون المراد به أنه يستاصل صاحبه.

(الفروق في اللغة ص: ۲۴۷).

"دونوں کا معنی تو ویسے ایک ہی ہے مگر دونوں میں قدرے فرق ہے، وہ یہ کہ السحت میں مبالغہ کا معنی بھی پایا جاتا ہے اسی لئے حرام سحت کہنا ٹھیک ہے سحت حرام درست نہیں، بعض حضرات کا کہنا ہے کہ السحت ایسے حرام کو کہا جاتا ہے جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ ہو، پس کسی چیز کے حرام ہونے کیلئے ضروری نہیں کہ وہ سحت بھی ہو جبکہ یہ سحت کیلئے ضروری ہے، اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ السحت ایسے حرام کو کہا جاتا ہے جو نیکیوں کو ختم کر ڈالے، کہا جاتا ہے: سحتہ یعنی میں نے اسے جڑ سے اکھیڑ ڈالا، اور یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ السحت ایسے حرام کو کہا جاتا ہے جس کے بعد کوئی برکت باقی نہ رہے گویا کہ اس صورت میں بھی مذکورہ معنی پایا گیا، اور یہ بھی کہنا درست ہے کہ السحت جو ارتکاب کرنے والے کا خاتمہ کر ڈالے۔"

الحفیظ اور الرقیب کے درمیان فرق

إن الرقيب هو الذي يرقبك لئلا يخفى عليه فعلك، وأنت تقول لصاحبك إذا فتش عن أمورك أرقيب علي أنت؟ وتقول: راقب الله، أي: اعلم أنه يراك فلا يخفى عليه فعلك، والحفيظ لا يتضمن معنى التفتيش عن الأمور والبحث عنها. (الفروق في اللغة ص: ۲۰۰)

"الرقیب وہ جو تمہاری نگہبانی کرے تاکہ آپ کا کوئی فعل اس سے چھپا نہ رہے، آپ کا ایسا ساتھی جو آپ کے ہر ہر کام کے بارے میں پوچھ گچھ کرے اسے آپ کہیں گے: أرقيب علي أنت؟ (کیا تم میرا نگہبان ہو؟)، کہا جاتا ہے: راقب الله، یعنی یہ جان لے کہ اللہ عزوجل تجھے دیکھ رہا ہے، اور اس پر تیری کوئی بات ڈھکی چھپی

نہیں ہے، جبکہ الحفیظ میں یہ پوچھ گچھ اور کرید کا معنی نہیں پایا جاتا۔"

الفرق بين الحصّة والنصيب

إنّ بعضهم قال: إنّ الحصّة هي النصيب الذي بيّن وكشفت وجوهه، وزالت الشبهة عنه، وأصلها من الحصّ وهو أن يحصّ الشعر عن مقدم الرأس حتّى ينكشف، وفي القرآن: ﴿الآن حصحص الحقُّ﴾[يوسف/ ٥١] ولهذا يكتب أصحاب الشروط: "حصته من الدار كذا"، ولا يكتبون: "نصيبه"، لأن ما تتضمنه الحصة من معنى التبيين والكشف لا يتضمنّه النصيب، وعندنا أنّ الحصة هي ما ثبت للإنسان، وكل شيء حركته لتثبته فقد حصحصته، وهذه حصتي أي ما ثبت لي، وحصته من الدار ما ثبت له منها، وليس يقتضي أن يكون عن مقاسمة كما يقتضي ذلك النصيب. (الفروق في اللغة ص: ١٦٠)

"ان دونوں لفظوں کے درمیان فرق کے بارے میں بعض علماء کا کہنا ہے کہ الحصة کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو ظاہر وبیّن ہو، دراصل یہ الحصّ سے ماخوذ ہے، جس کا معنی سر کے اگلے حصے کا اچھی طرح مونڈنا ہے، اللہ عزوجل کا فرمان ہے: الآن حصحص الحق "اب سچی بات کھل گئی (پوری طرح ظاہر ہوگئی)" لہذا لوگ "حصته من الدار كذا" استعمال کرتے ہیں "نصيب من الدار كذا" استعمال نہیں کرتے، کیونکہ الحصة جس طرح کشف وظہور کا معنی دے رہا ہے اس طرح النصيب دینے سے قاصر ہے۔

مگر ہمارے نزدیک الحصة کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو کسی انسان کیلئے ثابت ہو، اور ہر چیز جسے آپ حرکت دے تاکہ اس کو ثابت کرے پس آپ نے اس کے حصے کر ڈالے، کہا جاتا ہے هذه حصتي یعنی وہ کچھ (حصہ) جو میرے لئے ثابت ہوا، اور حصته من الدار یعنی جو کچھ (حصہ) اس کیلئے ثابت ہوا، اور یاد رہے کہ

الحصۃ میں تقسیم کی ضرورت نہیں جبکہ یہ النصیب میں ضروری ہے۔"

الفرق بين الحيرة والدهش

إنّ الدهش حيرة مع تردد واضطراب ولا يكون إلاّ ظاهراً، ويجوز أن تكون الحيرة خافية كحيرة الإنسان بين أمرين تروى فيهما ولا يدري على أيّهما يقدم ولا يظهر حيرته، ولا يجوز أن يدهش ولا يظهر دهشته. (الفروق في اللغة: ٢٣٩/٢٣٨)

"ان دونوں کے فرق یہ بیان کیا گیا ہے کہ الدھش اس حیرت کو کہا جاتا ہے جس میں تردد واضطراب بھی موجود ہو اور یہ ہمیشہ ظاہر ہوتا ہے، جبکہ الحیرۃ میں ممکن ہے کہ مخفی ہو، جیسے کوئی شخص دو چیزوں کے درمیان حیرت میں پڑ جائے کہ کس طرف بڑھے، اور اس میں کسی چیز کا ظہور نہیں ہوتا، اور الدھش میں ممکن نہیں کہ اس میں کسی دہشت کا ظہور نہ ہو۔"

الحقیر اور الصغیر کے درمیان فرق

إنّ الحقير من كل شيء ما نقص عن المقدار المعهود لجنسه، يقال: هذه دجاجة حقيرة إذا كانت ناقصة الخلق عن مقادير الدجاج، ويكون الصغر في السن وفي الحجم تقول: طفل صغير، وحجر صغير، ولا يقال: حجر حقير، لأنّ الحجارة ليس لها قدر معلوم فإذا نقص شيء منها عنه سُمّي حقيراً كما أنّ الدجاج والحجل وما أشبهها لها أقدار معلومة فإذا نقص شيء من جملتها عنه سُمّي حقيراً.

والصغير يكون صغيراً بالإضافة إلى ما هو أكبر منه، وسواء كان من جنسه أو لا، فالكوز صغير بالإضافة إلى الجرة، والجمل صغير بالإضافة إلى الفيل، ولا يقال للجمل صغير على الإطلاق وإنما يقال: هو صغير بجنب

الفیل.(الفروق فی اللغات ۲۴۷)

''ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ الحقیر کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو اپنی مقررہ مقدار سے کم ہو، کہا جاتا ہے: ھذہ دجاجة حقیرة "یعنی یہ مرغی اپنی مقررہ مقدار سے کم ہے" اور الصغیر کا اطلاق عمر کی کمی اور حجم کی کمی پر ہوتا ہے، کہا جاتا ہے: طفل صغیر (چھوٹا بچہ)، حجر صغیر (چھوٹا پتھر)، اور حجر حقیر نہیں کہا جاتا، کیونکہ پتھروں کی کوئی مقررہ مقدار نہیں ہوتی کہ اس سے کچھ کم ہو جائے تو اس کیلئے الحقیر استعمال کیا جائے، جس طرح کہ مرغی وغیرہ کی مقدار مقرر ہے۔

اور الصغیر کا اطلاق کسی چیز پر اس سے بڑی چیز کی بنسبت بھی کیا جاتا ہے چاہے دوسری چیز اس کے جنس میں سے ہو یا نہ ہو، جیسا کہ کوزہ پر الصغیر کا اطلاق مٹکے کی بنسبت، اور اونٹ پر ہاتھی کی بنسبت ہوتا ہے، یاد رہے کہ اونٹ پر الصغیر کا اطلاق سوائے مذکورہ نسبت کے نہیں ہوتا ہے۔''

﴿نوٹ﴾

ذیل میں وہ الفاظ ہیں جنکے فروق گذر چکے ہیں: ذیل میں وہ الفاظ لکھے جاتے ہیں جنکا تعلق حرف ح سے ہیں لیکن انکے فروق پہلے گذر چکے ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔(۱) حمد، ثناء، مدح اور شکر کا فرق، ثناء، حمد، شکر، مدح میں گذر گیا ہے۔(۲) حدثنا اور اخبرنا کا فرق، اخبرنا اور حدثنا میں گذر گیا ہے۔(۳) حذف، تقدیر کا فرق، تقدیر، حذف میں گذر گیا ہے۔(۴) حُسن اور جمال کا فرق، جمال اور حسن میں گذر چکا ہے۔(۵) حیلہ اور تدبیر کا فرق، تدبیر اور حیلہ میں گذر چکا ہے۔(۶) حزب اور جماعت کا فرق جماعت اور حزب کے اندر گذر گیا ہے۔(۷) حین، وقت اور آوان کا فرق، اوان، وقت اور حین میں دیکھئے۔(۸) حتی اور الی کا فرق، الی اور حتی میں ملاحظہ کیجئے۔(۹) حشو اور تطویل کا فرق، تطویل اور حشو کے اندر دیکھئے۔(۱۰) حصر

اور اختصاص کا فرق، اختصاص اور حصر میں گذر گیا ہے۔(۱۱) حال اور تمیز کا فرق تمیز اور حال میں دیکھئے۔(۱۲) حذف اور اختصار کا فرق، اختصار اور حذف میں گذر گیا ہے۔(۱۳) حدود اور تعریفات کا فرق، تعریفات اور حدود میں دیکھئے۔(۱۴) حمق اور جہل کا فرق، جہل اور حمق میں دیکھئے۔(۱۵) حسرت، حزن اور بثّ کا فرق بث، حسرت اور حزن میں گذر گیا ہے۔(۱۶) حزن، ھم، غم، نصب اور آذیٰ کا فرق آذیٰ، ھم، حزن، اور غم میں دیکھ سکتے ہیں۔

خشوع، خضوع اور تواضع کا فرق

تواضع کے معنی عاجزی کے ہیں کہ جس کا اعتبار اخلاق اور افعال ظاہرہ اور باطنہ سے ہوتا ہے۔ اور خشوع جس کا اعتبار آواز، نگاہ اور دل سے ہوتا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے ﴿وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ﴾، ﴿خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ﴾ وغیرہ اور خضوع کہ جس کا اعتبار بدن سے ہوتا ہے کما فی القرآن ﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ﴾ هكذا في النهاية...

(تفهيمات ص ۹۵/ ج ۲ و مآرب الطلبه ص: ۱۲۶ و في العوارف المعارف، و الفروق في اللغات و الفروق في اللغه ص ۲۴۳)

خاصیت اور خاصہ میں فرق

شئ کا اثر جو اسی شئ پر مرتب ہوتا ہے اس کو خاصیت کہا جاتا ہے خواہ اس کے ساتھ مختص ہو یا نہ ہو بلکہ دوسرے میں بھی پایا جاوے بخلاف خاصہ کے کہ شئ کا خاصہ اس کے ساتھ مختص ہوتا ہے اور دوسرے میں نہیں پایا جاتا ہے اور کبھی خاصہ۔ خاصیت اور خصیصہ، ایک ہی معنی میں مستعمل ہوتے ہیں۔

(فرائد منثوره در تحقيقات كلمات مسطوره، ص: ۳۷، و مآرب الطلبه لتحقيق

الفاظ الترادفه والمعاني المتقاربة ص ۲۸)

خلود اور دوام میں فرق

إنّ الدوامَ هو استمرارُ البقاء في جميعِ الأوقاتِ، ولا يقتضي أن يكونَ في وقتٍ دونَ وقتٍ، ألاترىٰ أنّه يقالُ: إنّ الله تعالىٰ لم يزل دائماً ولايزالُ دائماً، والخُلودُ هو استمرارُ البقاء من وقت مبتدأ، ولهذا لايُقالُ: إنّه خالدٌ كما أنّه دائمٌ. (الفروق في اللغة ص: ۱۱۱)

''ان دونوں لفظوں میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ الدوام: ایسی بقاء جو تمام وقتوں میں جاری رہنے والی ہو، پس اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا جاتا ہے: لم یزل دائما، لایزال دائما'' ازل سے ابد تک باقی رہنے والا'' اور الخلود: ایسی بقاء جو کسی وقت سے شروع ہو کر جاری رہنے والی ہو، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو خلود سے متصف نہیں کیا جاتا۔''

خوف اور فزع میں فرق

قيل: الفزعُ انقباض ونفار يعرض للإنسانِ من الشي المخيف، وهو من جنسِ الجزع، وقيل: هو الخوف الشديدُ، وقيل: هو الخوفُ من دُخولِ النّارِ وعذابها، وقيل: هو النفخة الأخيرة. (فروق اللغات ص: ۱۲۴/ ۱۲۵)

''ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ الفزع اس دہشت وانقباض کو کہا جاتا ہے جو انسان کو کسی خوفناک چیز سے لاحق ہوتی ہے، اور یہ جزع کی جنس میں سے ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ الفزع شدید خوف کو کہا جاتا ہے: اور بعض فرماتے ہیں کہ الفزع: آگ میں پڑنے اور اس کے عذاب کے خوف کو کہا جاتا ہے، اور بعض اسے قیامت کے دن صور اسرافیل کی آخری پھونک قرار دیتے ہیں۔''

الخضم اور القضم میں فرق

إن القضمَ الأكلُ بأطرافِ اللسان، والخضم الأكلُ بجميعِ الفمِ، كذا في كفايةِ المتحفظِ، وفي القاموسِ: الخضمُ الأكلُ، أو بأقصى الأضراسِ، أو مِلءِ الفمِ بالمأكولِ، أو خاص بالشيء الرطبِ كالقثاءِ، وقضِمَ كسمِعَ: أكل بأطرافِ أسنانه أو أكل يابِساً. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۲۰).

"قضم" اطراف زبان سے کھانے کو کہتے ہیں۔ اور خضم: کہتے ہیں کہ انسان منہ کے ہر حصہ سے کھائے۔ جیسا کہ "كفاية المتحفظ" میں ہے اور قاموس کے اندر ہے کہ "خضم" کے معنی ڈاڑھ کے آخری حصہ سے کھانا، یا منہ بھر کے کھانے ہیں۔ یا یہ خاص ہے تر چیزوں کے ساتھ جیسے ککڑی وغیرہ اور قضِم بروزن سَمِعَ ہے جو دانت کے اطراف یا خشک چیزوں کے کھانے کیلئے مستعمل ہے۔"

الخلق اور الناس کے درمیان فرق

إنَّ الناس هم الإنس خاصّة، وهم جماعة لا واحد لهامن لفظها، وأصله عندهم أُناس فلمّا سكنت الهمزة أدغمت اللام، كماقيل لكنا وأصله لكن أنا، وقيل: الناس لغة مفردة فاشتقاقهُ من النوْس وهو الحركة، ناس ينوس نوساً: إذا تحرك، والأناس لغة أخرى، ولو كان أصل الناس أُناساً لقيل في التصغير: أُنيّس، وإنمايقال: نُوَيْس، فاشتقاق أناس من الأُنس خلاف الوحشة، وذلك أنّ بعضهم يأنسُ ببعض، والخلقُ مصدر سُمّي به المخلوقات، والشاهد قوله عزّوجلّ: ﴿خلق السموات بغير عمد ترونها﴾ [لقمان/۱۰] ثمّ عدد الأشياء من الجماد والنبات و

الحيوان، ثُمّ قال: ﴿هذا خلق الله﴾ [لقمان/ ١١] وقد يختص به الناس فيقال: ليس في الخلق مثله، كما تقول: ليس في الناس مثله، وقد يجري على الجماعات الكثيرة فيقال: جاء ني خلق من الناس أي: جماعة كثيرة.

(الفروق في اللغة ص: ٢٦٨)

''ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ الناس کا اطلاق صرف انسانوں پر ہوتا ہے، اور یہ جمع کا صیغہ ہے، اس کا لفظاً کوئی مفرد نہیں ہے۔ اس کی اصل أناس تھی، جب ہمزہ کو ساکن کیا گیا تو لام کلمہ کو مدغم کر دیا گیا جیسے: لکنا کی اصل لکن انا ہے۔ بعض علماء کا فرمانا ہے کہ الناس ایک الگ لغت اور مفرد لفظ ہے۔ تو اس دوسرے کے بموجب اس کا اشتقاق النّوس سے ہوگا، جس کا معنی حرکت کا ہے، ناس ینوس نوساً: حرکت کرنا اور اناس دوسری لغت ہے۔ اگر الناس کی اصل اُناسٌ ہوتی تو تصغیر اُنَیْسٌ ہوتی: جبکہ اس کی تصغیر نویس ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ الاناس الانس سے مشتق ہے، جس کا معنی مانوس ہونا ہے، وجہ اس کی یہ بیان کی جاتی ہے کہ انسان ایک دوسرے سے مانوس ہو جاتے ہیں۔

اور الخلق مصدر ہے، جس کا اطلاق مخلوقات پر ہوتا ہے، یعنی مصدر بمعنی مفعول ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے قولاً فرمایا: ﴿خلق السموٰت بغير عمد ترونها﴾ ''اس نے بنائے آسمان بغیر ستونوں کے تم اس کو دیکھتے ہو''، پھر جمادات، نباتات اور حیوانات ذکر کرنے کے بعد فرمایا: ﴿هذا خلق الله﴾ ''یہ سب کچھ بنایا ہوا ہے اللہ کا''۔ بعض دفعہ یہ لفظ انسان کے ساتھ بھی مخصوص ہو جایا کرتا ہے اور کہا جاتا ہے: ''ليس في الخلق مثله'' جیسا کہ ''ليس في الناس مثله'' کہا جاتا ہے، اور کبھی کبھی بڑی جماعت پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے جیسے: جاء نی خلق من الناس، '' میرے پاس بہت سارے لوگ آئے۔''

خاصہ اور خاصیت میں فرق

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ خاصہ، خاصیت اور خصیصۃ تینوں کے معنی ایک ہیں۔ دوسرے حضرات نے فرمایا کہ شئی کی خاصیت اس شئی کے ساتھ مختص نہیں ہوتی بلکہ دوسرے میں بھی پائی جاتی ہے: مثلاً حرارت، و برودت، بہت ساری دواؤں کی خاصیت ہیں لیکن ان کے ساتھ مختص نہیں ہیں بخلاف خاصہ کے **کالعلم والکتابۃ فانہما خاصتان للانسان فقط واقول: ان العلم والکتابۃ یوجدان ایضا فی الملائکۃ والجان.** واللہ اعلم۔ (شرح فصول اکبری اردو)

خَلق اور کسب میں فرق

ایجادِ فعل بغیر توسطِ آلہ کو خلق کہا جاتا ہے بخلاف کسب کے کہ اس میں توسط آلہ کی شرط ہے۔ نیز قدرتِ قدیمہ سے صدورِ فعل کو خلق کہا جاتا ہے اور قدرت حادثہ سے صادر ہونے کو کسب، نیز جو فعل محلِ قدرت کے ساتھ قائم ہو وہ کسب ہے اور جو فعل محلِ قدرت سے قائم نہ ہو وہ خلق ہے۔ (تنظیم الاشتات ص:۳۳ ج ا، فرائد منثورہ ص ۳۹)

الخسوف اور الکسوف کا فرق

اکثر کسوف کی نسبت سورج گرہن کی طرف کی جاتی ہے۔ اور خسوف کی نسبت زیادہ تر چاند گرہن کی طرف ہوتی ہے اور کبھی اس کے برخلاف بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ (ھدایہ کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الکسوف ج ا ص: ۱۷۵ فروق اللغات ص ۱۲۵)

خطاء اور نسیان میں فرق

نسیان کہتے ہیں کہ قوتِ حافظہ سے شئی کی صورت کا زائل ہو جانا یہاں

تک کہ کسب جدید کا محتاج ہو اور خطاء یہ ہے کہ صورتِ تو باقی ہے لیکن جب ایک چیز کے تکلم کا ارادہ کیا تو بغیر ارادہ کے دوسری چیز زبان سے نکل گئی ہو۔ اور سہو کہتے ہیں قوت مدرکہ سے صورت کا زائل ہو جانا (واضح ہو کہ نسیان اور سہو کے درمیان حکم شرعی میں کوئی فرق نہیں)۔ (اشرف الہدایہ ج۲ ص ۱۴۴)

خیرات اور صدقات میں فرق

صدقہ (صدقات) میں بھی ثواب کی نیت ہوتی ہے اور خیرات میں بھی۔ اس میں دونوں برابر ہیں البتہ صدقہ کبھی واجب ہوتا ہے مثلاً نذر مان لینے سے یا میت کی طرف سے اس کی وصیت کرنے پر یا کسی کے پاس حرام مال آجائے اور مالک تک یا اس کے ورثہ تک پہنچانا متعذر ہو تو اس کا بھی صدقہ کرنا واجب ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کو بھی صدقہ کہتے ہیں بخلاف خیرات کے جو فرض ہے اسی طرح صدقۂ فطر ہے جو کہ واجب ہے اور خیرات کا اطلاق ہمارے عرف میں صدقۂ نافلہ پر ہوتا ہے صدقہ نافلہ سید کو دینا بھی جائز ہے صدقۂ واجبہ نہیں"۔ (فتاوی محمودیہ ص: ۲۶۳/۳ ج ۷)

خوان اور مائدہ میں فرق

دونوں کے معنی دستر خوان کے ہیں لیکن مائدہ اس وقت کہا جائے گا جب دستر خوان بھرے ہوئے ہوں کھانے سے۔ اگر دستر خوان کھانے سے خالی ہو تو اس کو خوان ہی کہا جائے گا۔ (الفروق فی اللغہ ص: ۳۱۰)

خبر اور شہادت میں فرق

شہادت۔ اور خبر میں فرق یہ ہے کہ خبر میں مجلس قضاء یا مجلس فیصل وغیرہ میں رہ کر ہی بیان کر دینا ضروری نہیں ہوتا ہے بلکہ غائبانہ بھی جبکہ اپنے قیود و شرائط کے ساتھ ہو تو معتبر ہو جاتی ہے۔ بخلاف شہادت کے کہ شہادت غائبانہ قطعاً معتبر و درست نہیں ہوتی۔ (فتاوی نظامیہ ص: ۱۶۸ ج ۱، جواہر الفقہ ۹۹/۳۹۸ ج ۱، مآرب الطلبہ ص ۱۴۴)

خطاء اور سہو میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ سہو میں انسان کو خود تنبیہ ہو جاتی ہے اور خطاء میں خود تنبیہ نہیں ہوتی تاوقتیکہ کوئی دوسرا شخص تنبیہ نہ کرے یا کوئی نقصان برداشت کرے۔ (اشرف الایضاح شرح اردو نورالایضاح ص:۱۵۳، ناشر: کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی)

خالی اور خاوی میں فرق

ان دونوں کے معنی ہے کوئی چیز نہ رہنا یا خالی ہونا ہے پھر دونوں کے درمیان فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ خاوی اس جگہ کو کہا جاتا ہے جو جگہ جس چیز کی وجہ سے آباد تھی وہ چلی جانے کے بعد ویران بھی ہوگئی ہو جیسے کہا جاتا ہے "خوت الاراعن عن اهلها" یعنی گھر رہنے والوں سے آباد تھا۔ اب ان کے چلے جانے کے بعد اس کو خاوی اور ویران کہا جائے گا اور یہ لفظ قرآن میں بھی آیا ہے: ﴿ وهی خاوية علىٰ عروشها ﴾ اور خالی کے معنی عام ہیں چاہئے کوئی چیز خالی ہو کر وہ جگہ ویران ہوگئی یا بحال باقی ہو مثلاً یقال خلا المفازة عن الاسد یعنی بن شیر سے خالی ہوگیا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بَن خواہ مخواہ ویران ہو جائے"۔ (مآرب الطلبہ ص:۲۰۷)

خراج اور عشر میں فرق

جاننا چاہئے کہ خراج اور عشر شریعت اسلامی کے دو اصطلاحی لفظ ہیں اور قول باری تعالیٰ: ﴿ ومما اخرجنا لكم من الارض الخ ﴾ میں لفظ اخرجنا، سے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ عشری زمین میں عشر واجب ہے اور آیت کے عموم سے امام ابوحنیفہؒ نے استدلال کیا ہے کہ عشری زمین کی ہر قلیل وکثیر پیداوار پر عشر واجب ہے

اور سورۂ انعام کی آیت ﴿و آتوا حقه یوم حصاده الخ﴾ وجوب عشر میں بالکل صریح اور واضح ہے کہ عشر اور خراج دونوں میں ایک بات مشترک ہے، اسلامی حکومت کی طرف سے زمینوں پر عائد کردہ ٹیکس کی ایک حیثیت دونوں میں فرق یہ ہے کہ عشر فقط ٹیکس نہیں ہے بلکہ اس میں ٹیکس سے زیادہ حیثیت اصلی عبادت مالی کی ہے مثلاً زکواۃ کو اس لئے اس کو زکواۃ الارض بھی کہا جاتا ہے اور خراج خالص ٹیکس ہے جس میں عبادت کی کوئی حیثیت نہیں۔ مسلمان چونکہ عبادت کے اہل اور پابند ہیں اُن سے جو زمین کی پیداوار کا جو حصہ لیا جاتا ہے اس کو عشر کہتے ہیں اور غیر مسلم چونکہ عبادت کا اہل نہیں انکی زمینوں پر جو کچھ عائد کیا جاتا ہے اس کا نام خراج ہے"۔ (دیکھئے، مآرب الطلبہ ص: ۱۵۳)

خالق اور صانع میں فرق

خالق یہ لفظ خلق اور تخلیق سے مشتق ہے جس کے معنی کسی چیز کو از سر نو بغیر کسی مادۂ سابقہ کے پیدا کرنا ہے جو حق تعالیٰ شانہ کی مخصوص صفت ہے اس معنی کے اعتبار سے خالق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے کوئی دوسرا شخص فرشتہ ہو یا انسان کسی ادنیٰ چیز کا خالق نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ کل کائنات سوائے باری تعالیٰ کے مخلوقات کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کل کائنات اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزیں ہیں اور صانع۔ یہ لفظ صنعت سے مشتق ہے جس کے معنی اور حقیقت اس سے زائد نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو مواد اور عناصر اس جہاں میں اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمائے ہیں ان کو جوڑ توڑ کر ایک ایک دوسرے کے ساتھ مرکب کر کے ایک نئی چیز بنادی جاتی ہے، یہ کام انسان کرسکتا ہے لہذا یہ صنعت گیری انسان کی مخصوص صفت ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ خالق خدا کی اور صانع انسان کی خاص صفت ہے لیکن کبھی مجازاً صانع کی بنیاد باری تعالیٰ کی طرف بھی کی جاتی ہے جیسے: صانع عالم، موجودؔ کہا جاتا ہے اسی طرح بطور مجاز کسی انسان کو کسی خاص چیز کا خالق کہہ دیا جاتا ہے جیسے قرآن میں حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں فرمایا: ﴿انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر الخ﴾ ان تمام

مواقع میں لفظ خلق مجازی طور پر مستعمل ہوا ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۱۱۱/۱۱۲)

خُلّۃ اور مودّۃ میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ یہ دونوں الفاظ کے معانی دوستی کرنے کے ہیں پھر ان دونوں میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ خُلّۃ خالص بے غرض دوستی کرنے کو کہا جاتا ہے۔ اور مودّۃ عام ہے چاہے غرض کے ماتحت دوستی کرے چاہے بے غرض دوستی کرے لہذا اس سے معلوم ہوا کہ خلۃ خاص ہے اور مودۃ عام ہے جس کو مناطقہ کی اصطلاح میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت سے تعبیر کرتے ہیں۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۳۲)

خَلْفٌ، خَلَفٌ اور خَلِیفَۃٌ میں فرق

خلْف (بسکون اللام) اور خلَف (بفتح اللام) اور خلیفۃ (بالتاء) کے درمیان فرق یہ ہے کہ یہ تینوں الفاظ کے معانی ایک دوسرے کے قائم مقام، خلیفہ اور نائب بننے کے ہیں، پھر ان تینوں الفاظ کے اندر باہمی فرق یہ ہے کہ خلْف (بسکون اللام) اکثر برے خلیفہ کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جو اپنے بڑوں کے طرز کے خلاف برائیوں میں مبتلا ہو اور خلَف (بفتح اللام) اس کے مقابل نیک اور قابل کو کہا جاتا ہے، جو اپنے بڑوں کے نقش قدم پر چلے اور اُن کے مقصد کی تکمیل کرے اس لفظ کے اکثر استعمال اسی طرح ہے کہیں کہیں اس کے خلاف بھی استعمال ہوتا ہے اور خلیفہ کا استعمال عام ہے یہ سب الفاظ قرآن میں آئے ہیں جیسے: قوله تعالیٰ: ﴿انّي جاعِلٌ في الارضِ خَلیفة﴾ ﴿فخلفَ مِن بعدهم خلفٌ﴾ "الاية"۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۳۵)

خفی، مشکل، مجمل اور متشابہ میں فرق

یہ چاروں الفاظ کے معنی ومطلب غیر ظاہر اور پوشیدہ کے ہیں پھر اس کے مابین فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ خفی کی مرادلغات وغیرہ کی تلاش وتتبع سے معلوم ہوسکتا

ہے اور مشکل کی مراد صرف تتبع سے معلوم نہیں ہوتا بلکہ تامل کی ضرورت ہوتی ہے اور مجمل کی مراد پر متکلم کے بیان کے بغیر اطلاع نہیں ہو سکتی ہے جیسے قولہ تعالی: ﴿ وحَرّم الربوا ﴾ میں لفظ "ربو" اپنی مراد میں مجمل ہے۔ شارع علیہ السلام نے اس مجمل کی تفصیل آشیائے ستہ: گیہوں، جو، نمک، خرما، سونا اور چاندی کے ساتھ فرمائی ہے جس سے معلوم ہوا کہ جب مکیل یا موزون اپنے ہم جنس کے عوض میں فروخت کی جائے تب ربو حرام ہے ورنہ حرام نہیں۔ اگر شارع علیہ السلام سے یہ بیان صادر نہیں ہوتا تو ربو' حرام معلوم کرنے کی کوئی صورت نہ ہوتی کیونکہ طلب وتامل سے ربو' مذکورہ کے معنی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے۔ اور متشابہ کی مراد بیان کرنے کی توقع نہیں ہوتی اور حروف مقطعات قرآنیہ کو جو لوگ متشابہ میں داخل فرماتے ہیں وہ ان کی تفسیر سے لاعلمی ظاہر کرتے ہیں۔ خلاصہ فرق یہ نکلا کہ متشابہ میں خفا سب سے زیادہ ہے، پھر مجمل ہیں، پھر مشکل ہیں، پھر خفی ہیں کیونکہ اول میں متکلم کی طرف سے مراد کا بیان کی توقع نہیں ہے، ثانی میں توقع ہے، ثالث میں بغیر بیان تلاش وتامل سے مراد ظاہر ہو سکتی ہے اور رابع میں فقط لغات کی تلاش سے مراد معلوم ہو سکتی ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۱۷۴، ۱۷۵)

خاصیت باب مفاعلہ وتفاعل میں شرکت کا فرق

یہ بات یاد رہے کہ باب مفاعلہ وباب تفاعل کے خاصوں میں سے ایک خاصہ مشارکت بھی ہے مگر دونوں میں چند وجوہ سے فرق ہے (ا) مفاعلہ لفظ کے اعتبار سے مفعول چاہتا ہے جیسے: ضاربتُہ لفظ "ضاربتُ" مفاعلہ کے ماضی کے واحد متکلم کا صیغہ ہے جس کا مفعول "ہ" ضمیر ہے اور تفاعل باعتبار لفظ کے مفعول نہیں چاہتا لہذا "تضاربتُہ" نہیں کہا جاتا ہے بلکہ تضاربنا کہا جاتا ہے جو باب تفاعل سے صیغہ جمع متکلم ہے اور ضمیر نحن اس کا فاعل ہے اس کا مفعول نہیں ہے۔ (ب) دوسرا فرق یہ ہے کہ باب مفاعلہ میں ایک اسم صریح ہے باعتبار لفظ فاعل، دوسرا اسم صریح باعتبار لفظ مفعول ہوتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے ضارب زیدٌ عمروًا اور باب تفاعل میں دونوں اسم صریح

باعتبار لفظ فاعل ہوتے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ تضارب زیدٌ و عمروٌ مگر دونوں باب میں باعتبار معنی فاعل بھی ہوتا ہے اور مفعول بھی۔ (ج) تیسرا فرق یہ ہے کہ باب مفاعلہ میں جو مفعول مشارکت ہوتا ہے وہ باب تفاعل میں جا کر فاعل ہو جاتا ہے جیسے ضارَبَ زیدٌ و عمرواً میں عمرو ایسا مفعول ہے جو فعلِ ضرب میں شریک ہے اور وہ عمرو۔ "تضارب زیدٌ و عمرو" میں فاعل ہو گیا ہے۔ البتہ باب مفاعلہ کا جو مفعول مشارکت ہو وہ باب تفاعل میں مفعول ہی ہوتا ہے جیسے "ضاربتُہ الثوب" میں ثوب شریک نہیں ہے، لہٰذا "تجاذبنا الثوب" میں بھی ثوب مفعول رہتا ہے۔ (د) چوتھا فرق یہ ہے کہ باب مفاعلہ میں ظرف فاعل اور ظرف مفعول دونوں کی تقدیر پر ایک جانب کا مجموعہ دوسری جانب کے مجموعہ کا شریک ہونا شرط ہے مگر باب تفاعل میں شرط نہیں لہٰذا "عشرةُ رجالٍ قاتلوا" کہنا صحیح نہیں اور "عشرة رجال تقاتلوا" کہنا صحیح ہے۔ (آرب الطلبہ ص: ۱۱۱،۱۱۰)

خَیطٌ، سَمطٌ اور سِلکٌ میں فرق

واضح ہو کہ ان تینوں کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ "سِلک" وہ دھاگہ ہے جس میں موتی پروتے ہیں خواہ بالفعل ہو یا بالفعل نہ ہو اور "خیط" مطلق دھاگے کو کہتے ہیں اور "سمط" وہ دھاگہ ہے جس میں بالفعل موتی موجود ہوں۔ (اضافات شرح مقامات اردو ص: ۸۹ ج ۱، تفہیمات شرح مقامات ص: ۸۵ ج ۱، از شیخ الادبؒ، ناشر میر محمد کتب خانہ کراچی)

خراجی زمین اور عُشری زمین کا فرق

واضح ہو کہ جو زمین یا ملک ابتداء مسلمانوں کے قبضہ میں آئے تو اس کی دو قسمیں ہیں کچھ زمین عشری ہیں اور کچھ خراجی ہیں۔ بقول مفتی شفیع صاحبؒ اگر کوئی ملک صلح کے ساتھ فتح ہوا تو اس کی زمینوں کے تمام معاملات ان شرائط کے مطابق

ہوں گے جن پر معاہدہ ہوا ہے اگر اس صلح نامہ میں یہ شرط ہے کہ یہ لوگ اپنے مذہب پر رہیں گے اور اراضی بدستور اپنے لوگوں کی ملکیت رہیں گی جن کی ملکیت میں اب تک تھیں تو اس صورت میں ان کی زمینوں پر خراج لگا دیا جائے گا اور یہ زمین ہمیشہ کیلئے خراجی ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر کوئی ملک جنگ کے ساتھ فتح ہوا مگر فتح کے بعد امام المسلمین نے اس کی زمینوں کو مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا بلکہ اپنے اختیار سے مالکان سابق کی ملکیت بدستور قائم رکھی تو یہ زمینیں بھی سب خراجی ہونگی جیسے شام وعراق اور مصر کی زمینوں کے ساتھ فاروق اعظمؓ نے یہی معاملہ کیا، بجز خاص حصوں کے جو مسلمانوں کو دے گئے یا بیت المال کیلئے رکھے گئے۔ اور اگر کوئی ملک صلح کے ساتھ اس طرح فتح ہوا کہ اس کے باشندے بھی مسلمان ہو گئے تو اس کی زمینیں بدستور ان کی ملکیت میں رہینگی اور ان پر عشر واجب ہوگا، یہ زمینیں عشری قرار دیجائے جائینگی جیسے مدینہ طیبہ کی زمینیں وغیرہ۔ یا کوئی ملک جنگ کے ساتھ فتح ہوا اور امام المسلمین نے اس کی زمینیں مال غنیمت کے قاعدے سے چار حصے مجاہدین میں تقسیم کردیئے اور پانچواں حصہ بیت المال میں داخل کر دیا تو جو زمینیں تقسیم ہو کر مجاہدین کی ملک میں آئینگیں وہ سب عشری ہونگی جیسے خیبر کی زمینوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین میں تقسیم فرمایا اور ان پر عشر لازم کیا گیا۔ اور ایسی زمینیں جو ملک فتح ہوتے وقت کسی کی ملکیت میں نہ تھیں، نہ قابل زراعت تھیں بعد میں ان کو اسلامی امیر کی اجازت سے قابل زراعت بنا لیا گیا اگر ایسا کرنے والا غیر مسلم ہے تو ان کی یہ زمینیں بھی خراجی ہوں گی۔ اگر مسلمانوں نے اس اس زمین کو قابل کاشت بنایا تو ان زمینوں کے عشری یا خراجی ہونے کا مدار امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قرب وجوار کے زمینوں پر ہوگا، وہ عشری ہیں تو اس کو بھی عشری قرار دیا جائے گا اگر قرب وجوار کی زمینیں خراجی ہیں تو یہ بھی خراجی سمجھا جائے گی اور امام محمدؒ کے نزدیک اس کا مدار پانی پر ہوگا کہ جس پانی سے ان زمینوں کو سیراب کیا جاتا ہے وہ پانی عشری ہے تو یہ زمینیں بھی عشری کہلائیں گی، اگر وہ پانی خراجی ہے تو یہ زمینیں بھی خراجی قرار دی جائے گی، علامہ شامیؒ نے امام ابو یوسفؒ کے قول کو معتمد قرار دیا

ہے۔ (مآرب الطلبہ ص:۱۵۶، و جوہر الفقہ)

خُلق اور خَلق میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان میں فرق یہ ہے کہ خُلق جس کی جمع اخلاق ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اندرونی خوبی و کیفیت اور باطنی شائستگی و نرمی کو کہا جاتا ہے جبکہ خَلق جسم کی ظاہری بناوٹ اور تراش و خراش کو کہتے ہیں۔

(دیکھیے ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ص ۲۸ / اگست ۱۹۸۸ء)

خطاء، معصیت اور ذنب میں فرق

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ گناہوں کی بہت سی صورتیں ہیں، اور گناہ بڑھتا گھٹتا رہتا ہے، عربی میں ہر ایک کیلئے علیحدہ الفاظ ہیں مثلاً: عصیت کا ترجمہ ہے عدول حکمی، اطاعت سے سرتابی، آمر کے امر کے مقابل میں مخالف رویہ اور کھلی نافرمانی۔ یہ گناہ کیشدید قسم ہے۔ اور اس کے بعد خطاء ہے اور یہ صواب کی ضد ہے اس کا ترجمہ اردو میں ''نادرست'' ہوگا اور تیسرا درجہ گناہ کا ذنب ہے، یہ سب سے زیادہ ہلکی معصیت ہے جسے ''عیب'' ہی کہا جا سکتا ہے۔ مزید تفصیل کیلئے، (حیات کشمیریؒ ص:۲۲۹، مؤلف مولانا محمد انظر شاہ کشمیری مدظلہ العالی)

الفرق بين الخلق والناس

إن الناس هم الإنس خاصةً، وهم جماعة لا واحدلهامن لفظها، واصله عندهم أناس فلمّا سكنت الهمزة ادغمت اللامُ، كما قيل لـكنّا واصله أنا، وقيل: الناس لغة مفردة فاشتقاقه من النوس وهو الحركة ناس ينوس نوساً: إذا تحرك، والأناس لغة اخرى، ولو كان أصل الناس أناساً لقيل في التصغير: أنيس، وإنما يقال: نُوَيس، فاشتقاق أناس من

الأنس خلاف الوحشة، وذلک ان بعضهم یأنس بعض، والخلقُ مصدر سُمّی به المخلوقات، والشاهد قوله عزوجل: ﴿خلق السموات بغیر عمد ترونها﴾(لقمان/۱۰)ثم عدد الأشیاء من الجماد والنبات والحیوان، ثم قال: ﴿هذا خلق اللہ﴾(لقمان/۱۱)وقد یختص به الناس فیقال: لیس فی الخلق مثله، کماتقول: لیس فی الناس مثله، وقدیجری علی الجماعات الکثیر فقیقال: جاء نی خلق من الناس ای: جماعة کثیرة. (الفروق في اللغة:۲۶۸)

"ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ الناس کا اطلاق صرف انسانوں پر ہوتا ہے، اور یہ جمع کا صیغہ ہے، اس کا لفظاً کوئی مفرد نہیں ہے۔اس کی اصل أناس تھی، جب ہمزہ کو ساکن کیا گیا تو لام کلمہ کو مدغم کردیا گیا جیسے: لٰکنا کی اصل لکن انا ہے۔ بعض علماء کا فرمانا ہے کہ الناس ایک الگ لغت اور مفرد لفظ ہے۔ تو اس دوسرے کے بموجب اس کا اشتقاق النوس سے ہوگا، جس کا معنی حرکت کا ہے، ناس ینوس نوسًا: حرکت کرنا اور أناس دوسری لغت ہے۔ اگر الناس کی اصل أناسٌ ہوتی تو تصغیر اُنَیس آتی، جبکہ اس کی تصغیر نُویس ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ الاناس الانس سے مشتق ہے، جس کا معنی مانوس ہونا ہے، وجہ اس کی یہ بیان کی جاتی ہے کہ انسان ایک دوسرے سے مانوس ہوجاتے ہیں۔

اور المخلق مصدر ہے، جس کا اطلاق مخلوقات پر ہوتا ہے، یعنی مصدر بمعنی مفعول ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے قولاً فرمایا: ﴿خلق السموت بغیر عمد ترونها﴾ "اس نے بنائے آسمان بغیر ستونوں کے تم اس کو دیکھتے ہو" پھر جمادات، نباتات اور حیوانات ذکر کرنے کے بعد فرمایا: ﴿هذا خلق اللہ﴾ "یہ سب کچھ بنایا ہوا ہے اللہ کا"۔ بعض دفعہ یہ لفظ انسان کے ساتھ بھی مخصوص ہوجایا کرتا ہے اور کہا جاتا ہے: "لیس فی المخلق مثله" جیسا کہ "لیس فی الناس مثله" کہا جاتا ہے، اور کبھی بڑی جماعت پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے جیسے: جاء نی خلق

من الناس، "میرے پاس بہت سارے لوگ آئے۔"

خاطی اور مخطی میں فرق

خاطی وہ شخص ہے جو قصداً ضد وعناد کے جذبہ سے گناہ کرتا ہے۔ اور اس کا گناہ ناقابل معافی ہوتا ہے۔ اور مخطی وہ ہے کہ اس سے نادانستہ طور پر یا معمولی غفلت کی وجہ سے غلطی ہوگئی ہو۔ اور خاطی کے لئے قرآن پاک میں سخت عذاب کی وعیدیں وارد ہوئی ہیں مثلاً: من غسلین لا یاکلہ إلاّ الخاطئون. یعنی غسلین خاطیین ہی کھائیں گے۔ اور مخطی کے لئے معافی کا وعدہ مذکور ہے مثلاً: ربنا لاتؤخذنا ان نسینا او اخطانا . مزید معلومات کیلئے دیکھئے۔ (درسی تفسیر سورۃ العلق ص:۳۳۷، مؤلف مولانا نسیم احمد غازی مظاہری صاحب، ناشر: ندوۃ العلم کراچی)

﴿نوٹ﴾

وہ الفاظ جن کے فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں ان کا صرف نام ذیل میں لکھا جا رہا ہے۔ (۱) خشوع، خضوع اور تواضع کا فرق، تواضع، خشوع اور خضوع میں گذر چکا ہے۔ (۲) خلیفہ، سلطان اور بادشاہ کا فرق بادشاہ، سلطان اور خلیفہ میں گذر چکا ہے۔ (۳) خلاف اور اختلاف کا فرق۔ اختلاف اور خلاف میں گذر چکا ہے۔ (۴) خوف اور حزن کا فرق حزن اور خوف کے اندر گذر گیا ہے۔ (۵) خلود اور بقاء کا فرق بقاء اور خلود میں دیکھیے۔ (۶) خوف اور یاس کا فرق یاس اور خوف کے فرق میں لکھا گیا ہے۔ (۷) خواب اور الہام کا فرق الہام اور خوف میں دیکھئے۔ (۸) خراج اور جزیہ کا فرق جزیہ اور خراج میں گذر گیا۔ (۹) خطیہ اور اثم کا فرق اثم اور خطیہ میں دیکھئے۔ (۱۰) خشیت اور تقویٰ کا فرق، تقویٰ اور خشیت میں دیکھیں۔ (۱۱) خطاء اور تسامح کا فرق، تسامح اور خطاء میں گذر گیا۔ (۱۲) خوف اور تخوف کا فرق، تخوف اور خوف میں گذر گیا۔ (۱۳) خدا اور اللہ کا فرق اللہ اور خدا میں گذر گیا۔ (۱۴) الخبیر اور

الروث کا فرق البعیر، الخثی اور الروث میں گذر گیا ہے۔(۱۵) الخبث اور الحدث کا فرق الحدث اور الخبث میں بیان ہوگیا ہے۔

دین، شریعت اور ملت کا فرق

یہ بات مخفی نہ رہے کہ ان تینوں الفاظ کے درمیان مصداقی حیثیت سے کچھ فرق نہیں، البتہ اعتباری فرق ہے، وہ یہ ہے کہ لوگ جس پر چلتے ہیں اسکو شریعت کہتے ہیں اور اس اعتبار سے کہ اس کی اتباع کی جاتی ہے اس کو دین کہتے ہیں اور اس لحاظ سے کہ اس کی کتابت وتدوین ہوتی ہے اسے ملت کہتے ہیں۔(قدسی منثورات ص: ۱۲۳، مآرب الطلبہ ص:۲۹۱)

دین اور مذہب میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں یوں فرق بیان کیا جاتا ہے کہ دین اور مذہب کا مفہوم ایک ہی ہے، آج کل بعض جوگ یہ خیال پیش کرر ہے ہیں کہ دین اور مذہب الگ الگ چیزیں ہیں، مگر انکا یہ خیال غلط ہے۔(مزید معلومات کیلئے، آپکے مسائل اور انکا حل ص: ۲۱ ج ا، مصنف مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

دُعا اور نِداء میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں فرق یہ ہے۔(ا) نداء کا مدعو بعید ہوتا ہے جبکہ دُعا کا مدعو قریب ہوتا ہے۔(ب) نداء، زبان کے ساتھ مخصوص ہے اور دعاء عام ہے۔(ج) دعا میں مدعو لفظاً یا تقدیراً ہونا ضروری نہیں اور نداء میں ضروری ہے۔(تمہیمات ص: شرح مقامات اردو ص: ۱۰۲ ج ۲، فروق اللغات ص: ۱۲۹)

دیانت اور قضاء میں فرق

دیانت اور قضاء میں فرق یہ ہے کہ جب تک معاملہ محکمہ میں نہ پہنچے تب تک تو دیانت ہی کا اعتبار ہوگا اور مفتی سے اگر اس معاملہ کے متعلق استفتاء کیا جائے تو مفتی دیانت کے مطابق ہی فتویٰ دیگا ہاں! محکمہ عدالت میں پہنچنے کے بعد قاضی اس کا اعتبار نہیں کریگا کیونکہ فیصلہ قضاء تنہا مرضعہ کی شہادت پر نہیں ہوسکتا۔

دوسری جگہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ دیانت کا عام طور یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ وہ معاملات جو بندے اور خدا کے درمیان ہو اور قضاء وہ ہے جو بندے اور عام لوگوں کے درمیان ہو، پھر شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اس سے یہ سمجھا کہ جب تک کوئی چیز صرف بندے اور خدا تک محدود ہے تو وہ بذیل دیانت آئے گی، اور اگر کوئی تیسرا بھی اس پر مطلع ہوگیا تو دیانت سے نکل کر حدود قضاء میں داخل ہوگئی۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ دیانت اور قضاء کے درمیان یہ حد بندی صحیح نہیں ہے، چونکہ دیانت وقضاء کا فیصلہ شہرت وعدم شہرت پر مبنی نہیں بلکہ معاملہ زیر دیانت ہی رہے گا تاوقتیکہ اسے قاضی کی عدالت میں نہ پہنچایا جائے اگرچہ وہ بات کتنی مشہور کیوں نہ ہوگئی ہو، پھر اگر وہ معاملہ پر کوئی مطلع نہ ہوا ہو لیکن وہ قاضی کی عدالت میں پہنچا دیا گیا ہو تو قضاء کے حدود میں بالیقین داخل ہوگیا۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھئے، (حیات کشمیری، نقش دوام، مطبع: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ص: ۲۲۷/۸، دیکھئے فضل الباری شرح بخاری ص: ۸۸ ج ۲، وما رب الطلبہ ص: ۱۷۳)

دَین اور قرض میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں فرق یہ ہے دَین کہتے ہیں کہ جس میں مدت متعین ہوتی ہو اور قرض وہ ہے کہ جس میں کوئی مدت متعین نہیں ہوتی ہے۔ مزید تفصیل کیلئے ۔(مآرب الطلبہ ص: ۱۵۳، افاضات ص: ۱۳۲ ج ۱، وتفہیمات ص: ۲۰۳ ج ۱، وفروق

اللغات ص:۱۲۹)

دِرایت اور فہم میں فرق

ان دونوں کے اندر کئی اعتبار سے فرق ہے (ا) درایت ملکۂ سمجھ کو کہتے ہیں اور فہم ایک بات کے سمجھنے کو کہتے ہیں۔ (ب) درایت خاص ہے اور فہم عام ہے اور درایت کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے علم پر جائز نہیں ہے، دیکھئے۔ (اضافات اردو شرح مقامات ص:۱۸ ج ا، تفہیمات شرح مقامات اردو ص:۳۵ ج ا، و مآرب الطلبہ ص ۲۶۶)

دُرّ اور لؤلؤ میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان یوں فرق بیان کیا جاتا ہے کہ "دُرّ" اس موتی کو کہتے ہیں جو بڑا ہو، خواہ چمکدار ہو یا نہ ہو اور "لؤلؤ" اس موتی کو کہتے ہیں جو خوب چمکدار ہو، خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ (مقامات مترجم اردو، مصنف مولانا محمد صدیق انور صاحب ص:۱۵، تفہیمات ص ۷۹ ج ا، و مآرب الطلبہ ص:۲۶۷)

دَرَن اور وَسَخ میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ "وسخ" اس میل کو کہتے ہیں جو پسینہ کی وجہ سے جسم پر جم جائے اور "درن" بدن کے عارضی میل کو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ "درن" وہ میل ہے جو نہ نہانے کی وجہ سے ہو اور "وسخ" وہ میل ہے جو گرد وغبار کی وجہ سے ہو۔ (اضافات شرح مقامات اردو ص:۱۳۶ ج ا، تفہیمات ص:۲۰۷، از شیخ الادبؒ)

دَفع اور رد میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں الفاظ کے معنی ایک ہی ہیں اور بعض لوگوں نے دونوں کے درمیان یہ فرق بیان کیا ہے کہ "دفع" کہتے ہیں جو سامنے اور پیچھے دونوں طرف سے

ہو اور "رد" صرف پیچھے کی طرف سے ہوتا ہے۔(دیکھئے، فروق اللغات ص ۱۳۵)

دیوانے اور مجذوب میں فرق

حضرت تھانوی فرماتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ مجذوب اور عام پاگل میں فرق پہچاننا آسان کام نہیں۔ بس اس کو اہلِ نسبت اولیاء اللہ ہی پہچان سکتے ہیں جس کو ایسے حضرات مجذوب قرار دیں وہ مجذوب ہے ورنہ مجنون اور پاگل ہے۔ اگرچہ ان کو کچھ کشفِ صحیح بھی ہو جاتا ہے کیونکہ مجنون کو بھی کشفِ صحیح ہو سکتا ہے (مفتی شفیع صاحب فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ عام پاگلوں کو مجذوب سمجھ کر ان کے پیچھے لگے رہتے ہیں اور دین و دُنیا کے خسارے میں پڑتے ہیں اوّل تو حضرت تھانوی کی تعلیم یہ تھی کہ جو شخص حقیقت میں بھی مجذوب ہو، اس سے نفع کم نقصان کا خطرہ زیادہ ہے انکی زیادہ مصاحبت سے گریز بہتر ہے اور اب تو لوگوں نے عام پاگلوں کو مقتداء اور امام بنا لیا ہے)۔(مجالس حکیم الامت ص ۱۷۸)

دُنیا اور عالم میں فرق

انّ الدُنیا صفة والعالمُ اسم تقولُ العالمِ السُفلی والعالم العلوی فتجعلُ العالم اسماً و تجعل العلوی والسُفلیٰ صِفة ولیس فی هذا اشکال فامّا قوله تعالیٰ: ﴿ولدارُ الاٰخرةُ خیرٌ﴾ ففیه حذف ای دار الساعة الآخرة و ما اشبه ذالک.(الفروق فی اللغة ص ۲۶۹)

"دنیا صفت ہے اور عالم اسم ہے، آپ کہتے ہیں "العالم السُفلی" (نچلی دنیا، نچلا عالم)" والعالم العلوی" (اوپری دنیا، عالم) پس عالم کو آپ اسم بناتے ہیں، اور علوی اور سفلی کو صفت بناتے ہیں اور اس میں کوئی اشکال نہیں، رہ گیا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿ولدار الآخرة خیرٌ﴾ اس میں حذف ہے، یعنی "دار الساعة الآخرة" یعنی آخرت کا گھر بہتر ہے اور جو (کوئی) اس کے مشابہ ہو۔"

دُخولؔ اور وُلوجؔ میں فرق

واضح ہو کہ "ولـــوج "کا استعمال اعیان اور معانی دونوں کیلئے ہوتا ہے اور "دخول" کا استعمال محض اعیان کیلئے ہوتا ہے اور" ولوج" عام ہے اور" دخول" خاص ہے۔

(آداب ملاقات ص: ۲۰ مؤلف مولانا رفعت قاسمی صاحب،اضافات شرح مقامات حریری ارکو ص: ۱۵ ج ۱ تفهیمات شرح مقامات حریری ص: ۹۹ ج ۱، مآرب الطلبہ لتحقیق الفاظ المترادفة والمعانی المتقاربة ص: ۲۵۰)

الدّثار اور الشّعار میں فرق

انّ الشّعارَ مایلی الجسدَ من الثیابِ، والدِّثارُ کلُّ ما کان من الثیابِ فوق الشّعارِ (راجع إلى المنطوق لمعرفة الفروق ص. ۲۰)

"شعار اور دثار دونوں کا استعمال کپڑوں کیلئے ہوتا ہے لیکن شعار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو بدن سے لگا ہوا ہو اور دِثار اس کپڑے کو کہا جائے گا جو شعار کے اوپر بدن سے الگ ہو۔"

الدّبور اور القبول میں فرق

انّ القبولَ ریحُ الصبا تهبُّ من المشرق وسُمّیَ قبولاً لانها تقابل الدّبورَ او لانها تقابل باب الکعبة او لانّ النفس تقبلها والدّبورُ ریحٌ تقابل الصبا تهبُّ من المغربِ. (المنطوق لمعرفة الفروق ص ۲۷)

"قبول وہ باد نسیم جو مشرق سے چلتی ہے اور اسکا نام قبول اسلئے ہے کہ یہ دبور کے مقابل ہے، یا اس لیے کہ کعبہ کے دروازے کے مقابل ہے، یا اسلئے کہ نفس اس کو

قبول کرتا ہے اور دبور وہ ہوا جو مغرب سے چلتی ہے باد نسیم کا مقابلہ کرتی ہے۔"

درایت اور روایت میں فرق

یاد رہے کہ علم حدیث کی دو قسمیں ہیں (۱) روایت (۲) درایت پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ صرف لفظ حدیث کو نقل کرنیکا نام روایت ہے اور الفاظ حدیث میں غور وفکر کرنا اور اس کے معانی کو سمجھنا اور ان سے مسائل کا استخراج کرنا، دو بظاہر متعارض حدیث میں تطبیق کرنا اس کو درایت کہا جاتا ہے۔ متقدمین نے اعتبار بالروایت کا کیا ہے تا کہ آنحضرت ﷺ کی تمام باتیں خود محفوظ رہیں، ان حضرات کو اعلیٰ درجہ کے محدثین میں شمار کیا گیا ہے اور دوسرے وہ حضرات ہیں جنھوں نے روایت اور درایت دونوں کو پیش نظر رکھا اور ان لوگوں کو محققین کہا جاتا ہے اور (امت کو) دونوں کی ضرورت ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۳۱۱، از تلخیص البخاری)

دارؔ اور مغنیؔ میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ لفظ "دار" بہت وسیع اور دیواروں سے گھرے ہوئے گھر کو کہا جاتا ہے اور "مغنی" چھوٹا مکان کو کہا جائیگا جس میں انسان گذارہ کرے۔ دیکھئے، (افاضات شرح مقامات اردو ص: ۸۷ ج۱، تفہیمات شرح مقامات اردو از شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب ؒ ص: ۱۳۲ ج۱)

دہرؔ اور زمانہؔ میں فرق

هما في اللغة مترادفان. وقيل الدهر طائفة من الزمان غير محدودة.. والزمان مرور الليالي والايام وقال الازهريّ: الدهرُ عند العرب يُطلق على الزمان وعلى الفصل من فصول السنة وعلى اقلّ من ذالك و يقع على مدّة الدنيا كُلّها. (فروق اللغات ص: ۱۲۷، ۱۲۸)

""لغت میں دونوں مترادف ہیں، اور کہا گیا کہ دہر غیر محدود زمانہ کا حصہ اور زمان رات دن کا گذرنا ہے، اور علامہ ازہریؒ نے فرمایا کہ دہر کا عرب والوں کے ہاں اطلاق ہوتا ہے زمانہ پر، سال کے موسموں میں سے کسی موسم پر اور اس سے کم پر اور پوری دنیا کی مدت پر بھی ہوتا ہے۔""

الدّنو اور القُرب میں فرق

انّ الدّنوّ لایکون الاّ فی المسافتین شیئین، تقولُ داره دانیة و مزاره دان والقربُ عامٌ فی ذالک وفی غیره تقولُ قلوبنا تقاربُ و تقول تتدانی و تقولُ ھو قریب لقلبه ولا تقولُ دان بقلبه الاّ علی بُعدٍ. (والفصیل فی الفروق فی اللغة ص: ۳۰۳)

""دنو"" صرف دو شئ کے مسافت کے مابین ہوتا ہے تم کہتے ہو""دار دانیة و مزاره دان"" اس کا گھر قریب ہے اور اس کی زیارت قریب ہے اور قرب عام ہے اس میں بھی مستعمل ہے، غیر میں بھی، آپ کہتے ہیں""قلوبنا متقارب"" ہمارے دل باہم قریب ہیں اور آپ کہتے ہیں ""تتدانی"" ماقبل ہم معنی ہے اور آپ کہتے ہیں""ھو قریب لقلبه"" کہ وہ اس کے دل کے قریب ہے اور آپ کا""دان قلبه"" کہنا صرف اس وقت صحیح ہوگا جب کہ وہ دور ہو۔""

دیانات اور معاملات میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں الفاظ میں حضرت تھانویؒ اس طرح فرق بیان کرتے ہیں کہ ""معاملات"" کے اندر تو حیلۂ شرعی جائز ہے اور ""دیانات"" یعنی عبادات کے اندر حیلۂ شرعی جائز نہیں ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے، مآرب الطلبہ ص: ۱۴۰، ناشر کتب خانہ فیضیہ ہاٹہزاری چاٹگام)

الدَّولۃ اور المُلک کے مابین فرق

إنّ المُلک یفید اتّساع المقدور علی ما ذکرنا، والدولۃ انتقال حال سارۃ من قوم إلیٰ قوم، والدولۃ ما ینال من المال بالدولۃ، فیتداوله القوم بینهم هذا مرّۃً وهذا مرّۃ، وقال بعضهم: الدولۃُ: فعل المنتهبین، و الدولۃ الشيء الذي ینتهب و مثلها غُرْفَۃ لِمَا في یدک، و الغَرْفَۃ فَعْلَۃ من: غرفت، ومثل ذلک خُطْوۃ للموضع، و خَطْوَۃ فَعْلَۃ من: خطوت، وجمع الدولۃ دول، مثل غُرَف، ومن قال: دِوَل فهي لغۃ والأوّل الأصل. (الفروق في اللغۃ ص: ۱۸۲)

''ان دونوں کے مابین فرق یہ ہے کہ الملک کا معنی وسیع ہے، ذوی العقول اور غیر ذوی العقول سب کا احاطہ کرتا ہے۔ اور الدُّولۃ ایک حال کا دوسرے حال کی طرف پلٹنے کو کہا جاتا ہے اور الدُّولۃ: ایسا مال جو حکومت کی وجہ سے حاصل ہو، اور کبھی کسی کیلئے اور کبھی کسی اور کیلئے ہو۔

بعض اہل لغت فرماتے ہیں الدُّولۃ: لوٹ مار کرنا، اور الدُّولۃ: وہ چیز جو لوٹی گئی، جیسا کہ غُرفۃ کہا جاتا ہے اس پانی کو جو ہاتھ میں ہو، جبکہ غَرفۃ اسم مرہ ہے غرفت کا یعنی چلّو لینا، اسی طرح خُطوۃ فاصلے کے معنی میں ہے اور خَطوۃ خطوت کا اسم مرہ ہے یعنی قدموں کے درمیان کشادہ کر کے چلنا۔ الدُّولۃ کی جمع دُوَل ہے جیسا کہ غُرفۃ کی جمع غُرَف ہے بعضوں نے دِوَل کہا ہے، حالانکہ وہ دوسری لغت ہے اور پہلا ہی اصل ہے۔

﴿نوٹ﴾

ذیل میں دال کے وہ الفاظ لکھے جاتے ہیں جن کا فرق اس سے قبل لکھا جاچکا ہے۔(۱) دوام اور خلود کا فرق، خلود اور دوام میں ہے۔(۲) دلالت اور اشارہ کا فرق، اشارہ اور دلالت میں دیکھئے۔(۳) دین اور شریعت کا فرق شریعت اور دین کے درمیان میں ہے۔(۴) دار اور منزل اور بیت کا فرق، بیت، منزل اور دار میں ہے۔(۵) دابّہ، انعام اور بہیمہ کا فرق انعام، بہیمہ اور دابّہ کے اندر ہے۔(۶) دین اور اسلام کا فرق اسلام اور دین میں ہے۔

ذہن اور عقل میں فرق

انّ الذهن هو نقيضُ سُوء الفهم وهو عبارةٌ عن وجود الحفظ لما يتعلّمه الانسان، ولايوصف الله تعالىٰ به لانّه لايوصف بالتعلم.

(والتفصيل فى الفروق فى اللغة ص: ۷۷)

"ذہن سوءِ فہم کا نقیض ہے اور وہ عبارت ہے کہ جو انسان سیکھے وہ حفظ ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس سے موصوف نہیں کیا جاتا اسلئے کہ اس کو (اللہ تعالیٰ) کو سیکھنے کے ساتھ موصوف نہیں کیا جاتا۔"

ذبح اور قتل میں فرق

انّ الذبحَ عملٌ معلومٌ والقتلُ ضروبٌ مختلفةٌ ولهذا منعَ الفقهاءُ عن الاجارةِ على قتلِ رجلٍ قصاصا ولم يمنعوا من الاجارةِ على ذبحِ شاةٍ لانّ القتلَ منه لايدرى أيقتله بضربةٍ او بضربين او اكثر

ولیس کذالک الذبح .(الفروق فی اللغةص : ۹۷)

"ذبح" معروف کام ہے اور قتل مختلف اقسام کی ہیں، اسی وجہ سے فقہاء کرام کسی آدمی کو قصاصاً قتل کرنے کیلئے کسی کو اجارہ پر لینے سے منع کیا ہے اور کسی بکری کو ذبح کرنے کیلئے اجارہ سے منع نہیں فرمایا اسلئے کہ قتل اس سے معلوم نہیں ایک دفعہ مارنے سے ہو یا دو دفعہ، یا اس سے زیادہ اور ذبح اس طرح نہیں ہوتا ہے۔"

ذہول، سہو اور نسیان میں فرق

ان تینوں میں فرق یہ ہے کہ سہو اور ذہول دھیان اور خیال سے اُتر جانے کے معنی میں آتا ہے یعنی وہ چیز ذہن اور حافظہ میں ہو اس طرح کہ جب اس کی طرف توجہ کی جائے تو وہ یاد آجائے دوبارہ یاد کرنے کی ضرورت نہ ہو اگر چہ اس وقت مستحضر نہ رہی ہو اور نسیان کے معنی ہیں بھول جانا یعنی اس طرح ذہن سے نکل جائے کہ یاد کئے بغیر ذہن ہی میں نہ آئے۔ (اشرف الایضاح شرح نورالایضاح ص:۱۵۴)

ذنب اور معصیت میں فرق

ان قولک معصیةٌ ینبئُ عن کونها منهیا عنها ، والذنب ینبئُ عن استحقاقِ العِقابِ عند المتکلمین وهو علی القول الآخرةِ فعل ردیٔ والشاهد علی ذلک ان المعصیة تنبئ عن کونها منهیاً عنها قولهم امرآته فعصانی والنهی ینبئ عن الکراهة ولهذا قال اصحابُنا المعصیةُ ما یقع من فاعله علی وجهٍ قد نهیٰ عنه او کره منه.(الفروق فی اللغه ص : ۲۲۳/۲۲۴)

"آپ کا قول معصیت (نافرمانی) اسکے منہی عنہ (جس کام سے روکا جائے) ہو جانے کی خبر دیتا ہے اور ذنب متکلمین کے ہاں (اپنے کرنے والے کو) مستحق سزا دینے کی خبر دیتا ہے اور وہ دوسرے قول پر اس کا مطلب ہے حقیر کام، اور گواہ اس بات پر کہ

معصیت منہی عنہ کی خبر دیتا ہے جیسے ان کا قول ہے "امرتہ فعصانی" میں نے ان کو حکم دیا لیکن ان لوگوں نے میری نافرمانی کی اور نہی کراہت کی خبر دیتا ہے اور اسی وجہ سے ہمارے اصحاب نے کہا کہ معصیت وہ کام ہے جو کہ فاعل سے صادر ہو اس طور سے کہ اسے اس سے منع یا روکا گیا ہو۔"

ذریعہ اور وسیلہ میں فرق

ان الوسیلۃ عند اهل اللغة هی القربة و اصلها من قولک سألت اسال ای طلبت وهما یتسولان ان یطلبان القربة التی ینبغی ان یطلب مثلها و تقول توسلتُ الیه بکذا فتجعل کذا طریقا الیٰ بغیتک عنده و الذریعة الیٰ الشیٔ هی الطریقة الیه و لهذا یُقالُ جعلت کذا ذریعةً الی کذا فتجعل الذریعة هی الطریقة نفسها ولیست الوسیلة هی الطریقة فالفرق بینهما بیّنٌ. (الفروق فی اللغه ص ۲۹۸)

"وسیلۃ" لغت والوں کے ہاں (بمعنی) قربت ہے، اور اس کا اصل آپ کے قول "سالت اسال" یعنی میں نے طلب کیا سے ماخوذ ہے اور وہ دونوں قربت طلب کرتے ہیں کہ اس جیسے کو طلب کرنا چاہیئے اور آپ کہتے ہیں "توسلت الیه بکذا" تو آپ کذا کو راستہ بناتے ہیں اس کے پاس اپنی طلب (بھیجنے) کیلئے اور کسی چیز کی طرف جو ذریعہ ہو وہ اس کا راستہ ہوتا ہے، اسی وجہ سے کہا جاتا ہے "جعلت کذا ذریعة الی کذا" یعنی میں نے اس چیز کو اس چیز کیلئے راستہ بنایا، پس آپ ذریعہ کو بعینہ راستہ بناتے ہیں اور وسیلت راستہ نہیں ہے، پس ان کے درمیان فرق واضح ہے۔"

ذبح، ذکاۃ، صَید اور نحر کا فرق

واضح ہو کہ کلام پاک میں جانوروں کے حلال کرنے کیلئے یہ چار الفاظ آئے

ہیں (۱) ذکواۃ۔ جیسے۔ الا ماذکیتم۔ (۲) ذبح۔ جیسے ان تذبحوا بقرۃ۔ (۳) نحر جیسے قولہ تعالیٰ: فصل لربک وانحر۔ (۴) صید جیسے ولاتقتلوا الصید وانتم حرم۔
اور اسلام نے جانوروں کو شرعی طور پر حلال کرنے کیلئے ایک پاکیزہ طریقہ کو قرآنی اور شرعی اصطلاح میں ذکواۃ کہتے ہیں پھر اس کی دو قسمیں ہیں (۱) ذبح۔ (۲) نحر اونٹ کے علاوہ دوسرے حلال جانور کو شرعی طریق پر لیٹا کر حلقوم اور سانس کی نالی اور خون کے رگیں دھار دار چیز سے کاٹ کر خون بہا دینے کو شرعی اصطلاح میں ذبح کہتے ہیں اونٹ کے پاؤں باندھ کر کھڑا کرا کے اور تیر یا نیزہ یا چھری اس کے لبہ پر مار کر خون بہا دینے کے ایک خاص طریقہ کو اصطلاح شرع میں نحر کہتے ہیں پھر ذبح کی دو قسمیں ہیں ایک اختیاری دوسری غیر اختیاری اختیاری اسے کہتے ہیں جو اوپر مذکور ہوا ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر کسی دھار آلے، تیر، تلوار وغیرہ سے جانوروں کو کسی جگہ زخمی کر کے خون بہا دینے کو اسی طرح شکاری کتا کو یا باز وغیرہ کو اگر تربیت دے کر ایسا سدھار لیا جائے تو وہ جانور پکڑ کر لائیں اور میں سے کھائیں نہیں اس کو اصطلاح شرع میں ذبح غیر اختیاری کہتے ہیں حضرات محدثین وفقہاء نے اسی ذبح غیر اختیاری ہی کو صید کے عنوان سے تعبیر کرتے ہیں۔

خلاصہ: یہ نکلا کہ لفظ ذکواۃ کا مفہوم وسیع ہے ذبح ونحر اور صید سب اس میں شامل ہیں پھر ذبح اور نحر میں کئی وجوہ سے فرق بیان کیا جاتا ہے (۱) ذبح عام ہے نحر اونٹ کے ساتھ خاص ہے۔ (۲) ذبح میں جانور کو لٹایا جاتا ہے نحر قیام میں ہوتا ہے۔ (۳) ذبح میں سر کی جانب قریب ہوتا ہے نحر میں سینہ کی جانب قریب ہوتا ہے۔ (۴) ذبح میں قطع کی ابتداء حلقوم سے شروع ہو کر جلد سے ختم ہو جاتا ہے نحر اس کا برعکس ہے اور ذبح اختیاری اور غیر اختیاری یعنی صید میں یہ فرق بیان کیا جاتا ہے کہ ذبح میں تین شرائط ہیں (ا) ذابح کا مسلمان ہونا (ب) بوقت ذبح اللہ کا نام لینا (ج) شرعی طریقہ پر حلقوم اور سانس کی نالی اور خون کی رگیں کاٹ کر خون بہا دینا اور صید میں صرف دو شرائط ہیں آخری شرط اس میں معاف کیا گیا ہے بلکہ جانور کے کسی حصے کو زخمی کر دینا

کافی سمجھا گیا ہے حاصل فرق صرف محل ذبح کا ہوا کہ اختیاری صورت میں گردن کی خاص رگیں قطع کرنا ضروری ہے اور صید میں کسی جگہ زخمی کرنا کافی ہے۔

(دیکھئے، مآرب الطلبه ص. ۱۳۸، ۱۳۹)

الذِّکر اور الذُّکر میں فرق

﴿انّ الذکر (بضم الذال) یکون بالقلب والذکر (بکسر الذال) یکون باللسانِ فاحفظ﴾. (المنطوق لمعرفۃ الفروق ص: ۱۳ مؤلف مولانا ارشاد اللہ قاسمی صاحب المؤقر، ناشر میر محمد کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: "ذُکر (پیش کے ساتھ) دل کے ساتھ ہوتا ہے اور ذِکر (زیر کے ساتھ) زبان کے ساتھ ہوتا ہو، اس کو خوب یاد کرو۔"

الذَّفر اور الدَّفر میں فرق

انّ الذفر حدّۃ الرائحۃ تکون فی الطیبِ والنتن والدفر بالدال لایکون الا فی النتنِ خاصّۃً، ومنہ قیل للدُّنیا امّ دفر بالدال.

(المنطوقِ لمعرفۃ الفروق ص: ۳۵)

ترجمہ: "ذَفر بو کی شدت جو خوشبو میں ہو اور بدبو میں ہو اور دَفر دال کے ساتھ صرف بدبو میں ہوتا ہے اور اسی وجہ سے کہا گیا "الدنیا ام دفر" (دال کے ساتھ) دنیا بو کی اصل (ماں) ہے۔"

ذنب اور قبیح کے درمیان فرق

انّ الذنب عند المتکلمین ینبیٔ عن کون المقدور مستحقاً علیہ العقاب، وقد یکون قبیحاً لا عقاب علیہ کالقبیح یقع من الطفل قالوا: و لا یُسمّیٰ ذلک ذنباً وانّما یُسمّیٰ الذنبُ ذنباً لما یتبعہ من الذم واصل

الکلمة علی قولهم الاتباع ومنه قیل ذنب الدابة لانه کا لتابع لها و الذنوب الدابة التی لها ذنب، و یجوز ان یقال انّ الذنب یفید الله الرذل من الفعل الذی و سُمّی الذنبُ ذنباً لانه ارذل ما فی صاحبه و علی هذا استعماله فی الطفل حقیقةً ۔(الفروق فی اللغة ص: ۲۲۳)

ترجمہ: ”متکلمین کے نزدیک ذنب خبر دیتا ہے کہ مقدور (اس پر) سزا کا مستحق ہو، اور کبھی قبیح ہوتا ہے لیکن اس پر سزا نہیں ہوتی، جیسا کہ وہ قبیح کام جو بچے سے صادر ہو، اس کو قبیح کہتے ہیں اور اس کا نام ذنب (گناہ) نہیں رکھا جاتا، اور ذنب کا نام ذنب رکھا گیا ہے اس وجہ سے کہ اسکے پیچھے مذمت آتی ہے۔

ترجمہ: ”ذنب الدابة: (چوپائے کی دم) اسلئے کہ دم گویا اس کا تابع ہے، اور ذنوب اس ڈول کیلئے جس کا دم ہو (پیچھا سرا) اور جائز ہے کہ کہا جائے ذنب فائدہ دیتا ہے کہ وہ خسیس (برے) کاموں میں سے ہے، اور ذنب کا نام ذنب اسلئے رکھا گیا ہے کہ وہ سب سے رذیل ہے جو کچھ اس کے صاحب میں ہے، اور اس صورت میں اس کا استعمال بچے پر حقیقت ہے۔“

الذنب اور الوِزر کے درمیان فرق

انّ الوزر یفید انه یثقلُ صاحبه واصله الثقل ومنه قوله تعالیٰ: ﴿ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظهرک﴾ وقال تعالیٰ: ﴿حتیٰ تضع الحرب اوزارها﴾ ای اثقالها یعنی السلاح، وقال بعضهم: الوزر من الوزر وهو الملجاء یفیدانّ صاحبه ملتجیٔ الی غیر ملجاء، و الاول اجود۔(والفصل فی الفروق فی اللغة: ۲۲۸)

ترجمہ: ”وزر“ اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ اس کا صاحب (اٹھانے والا) بوجھل ہو جائے اور اس کی اصل ثقل (بوجھ) ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”ووضعنا عنک وزرک“ (یعنی ہم نے آپ سے اس بوجھ کو اتار دیا جس سے

آپ کے پنجو کو جھکا دیا) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "حتی تضع الحرب اوزارھا" یہاں تک جنگ اپنے اوزار وا ثقال کو رکھ دے یعنی اسلحہ کو رکھ دے اور بعضوں نے فرمایا وزر یہ ماخوذ ہے وزرٌ سے جس کے معنی ملجأ (جائے پناہ) کے ہیں اور یہ اس بات کا فائدہ دیتا ہے (صاحب وزر) پناہ لینے والا ہے غیر ملجأ کی طرف، اور پہلا فرق زیادہ بہتر ہے۔"

﴿نوٹ﴾

ذال کے جو الفاظ رہ گئے ہیں ان کا فرق اس سے قبل لکھا جا چکا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔(۱) ذوق اور ادراک کا فرق اِدراک اور ذوق میں دیکھئے۔(۲) ذنب اور اثم کا فرق اثم اور ذنب میں ہے۔(۳) ذات اور حقیقت کا فرق حقیقت اور ذات میں دیکھئے۔(۴) ذھول اور جھول کا فرق جھول اور ذھول میں گذرا ہے۔(۵) ذریت اور آل کا فرق، آل اور ذریت میں ہے۔(۶) ذر اور اُترک کا فرق اُترک اور ذر میں دیکھا جائے۔

رسولؐ اور نبیؐ میں فرق

ان دونوں کے درمیان چند وجوہ سے فرق ہے(۱) رسول کیلئے نئی کتاب اور نئی شریعت کی شرط ہے اور نبی کیلئے یہ شرط نہیں ہے۔(۲) نبوت انسان کیلئے مخصوص ہے اور رسالت عام ہے درمیان ملک اور انسان کے، اس کے علاوہ بھی بہت اور بھی تعریفیں ہیں۔(دیکھئے معارف القرآن ص ۳۲ ج ۲۔ کمالین ص ۲۵۸ ج ۴، تفسیر حقانی ص: ۷ ج ۱۔ ترجمان السنہ ص: ۲۲۳ ج ۳ مظاہر حق ص: ۳۵۵ ج ۵ فرائد منثورہ ص: ۲۵، تحفۃ المرآۃ فی دروس المشکوٰۃ ص: ۱۰۳، اسلامی عقائد ص: ۲۳)

رخصت اور عزیمت میں فرق

یہ بات یاد رہے کہ احکام شرع دو قسم کے ہیں (۱) عزیمت (۲) رخصت۔ پھر دونوں کے درمیان اس قدر فرق ہے کہ عزیمت شریعت کے اس احکام کو کہا جاتا ہے کہ جو اپنی اصلی ہیئت اور مزاج پر باقی ہو کسی عوارض و حوادث کے ذریعہ اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ ہوا ہو۔ اور رخصت ان احکام کو کہا جاتا ہے جو اپنی اصلی ہیئت اور مزاج پر باقی نہ ہو بلکہ کسی عوارض و حوادث کے ذریعہ تغیر و تبدل ہوا ہو۔ بلکہ اس کی مشروعیت کسی عوارض کے وجہ سے ہوئی ہو جیسا کہ مسافر کے حق میں قصر کا جواز سفر کے عوارض لاحق ہونے کی وجہ سے مشروع ہوا ہے۔ (مآرب الطلبہ)

رُؤیا، رائی اور رویت میں فرق

تینوں لفظوں کے معنی دیکھنے کے ہیں لیکن تینوں میں باہمی فرق یہ ہے کہ رؤیت نظر من العین (آنکھ سے دیکھنے) کو کہا جاتا ہے اور رای نظر من القلب (دل سے دیکھنے) کو کہتے ہیں اور رؤیا نظر فی المنام (خواب میں دیکھنے) کو کہا جاتا ہے۔ (دیکھئے ملفوظات فقیہ الامت ص: ۴۰ ج ۱۔ تنظیم الاشتات ص ۱۴۶ ج ۳۔)

ریاء اور سُمعت میں فرق

ریاء اور سمعت دونوں کے معنی میں دکھاوا مقصود ہوتا ہے مگر ریاء کا تعلق افعال سے ہے اور سُمعت کا تعلق اقوال سے ہے۔ (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ ریاء میں صرف دکھاوا مقصود ہوتا ہے دل میں کچھ نہیں ہوتا اور سُمعت میں دیکھاوا بھی مقصود ہوتا ہے اور دل میں کچھ ہوتا ہے۔ (کاپی مسودہ مقامات ص: ۱۳۰ قسط ۳)

رویت اور نظر میں فرق

ان دونوں میں چند وجوہ سے فرق ہے (۱) رویت تو مرئی کے ادراک کو کہتے ہیں اور نظر کہتے ہیں آنکھ سے متوجہ ہو کر دیکھنے کو۔ (اضافات وتفہیمات) (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ بقول بعض نظر صرف آنکھ سے متوجہ اور دیکھنے کو کہا جاتا ہے اور رویت عام ہے چاہئے آنکھ سے دیکھے یا قلب سے ہو اور مرئی کوئی چیز ادراک کرنے کو کہتے ہیں۔ (مآرب الطلبہ ص:۱۳۵)

رفع اور ضمہ میں فرق

رفع اور ضمہ کے درمیان کئی اعتبار سے فرق ہے۔ (۱) رفع شئ مرفوع پر عامل رافع آنے کی علامت ہے خواہ وہ فاعل ہو یا ملحق بفاعل یعنی نائب فاعل۔ مبتداء یا خبر اور اسمائے مرفوعات وغیرہ بخلاف ضمہ کے کہ وہ صرف اعراب بالحرکت ہے جس کی شکل (ُ) ہے اس کو پیش بھی کہتے ہیں۔ (۲) رفع کا اطلاق عاملِ رافع پر ہوتا ہے بخلاف ضمہ کے کہ اس کا اطلاق صرف اعراب پر ہوتا ہے۔ (۳) رفع اعراب بالحروف واو، الف، سے بھی ہو سکتا ہے جیسے رجلانِ مسلمون. وغیرہ بخلاف ضمہ کے کہ وہ صرف اعراب بالحرکت کے ساتھ خاص ہے۔ (۴) رفع کیلئے ضمہ ضروری نہیں بخلاف ضمہ کے اس کیلئے رفع ضروری ہے۔

(دیکھئے ہدیہ شبیر شرح نحو میر ص۷۲)

رسالہ اور کتاب میں فرق

اس میں کئی اعتبار سے فرق ہے۔ (۱) رسالہ وہ کتاب ہے جس میں خاص مسائل بیان ہوں بخلاف کتاب کے کہ اس میں خاص مسائل بیان نہیں ہوتے ہیں۔

(۲) کتاب وہ ہے کہ جس میں کامل فن ہو جیسے ھدایہ وغیرہ اور رسالہ اسکے خلاف ہے یعنی اس میں کامل فن نہیں ہوتا۔ (۳) کتاب وہ ہے کہ جس میں علوم متعددہ شامل ہوں بخلاف رسالہ کے۔ (دیکھئے تفہیمات ص: ۵۴ ج ۱)

رسم اور عادت میں فرق

اس کے متعلق تھانویؒ نے فرمایا سوال عرب میں رسم ہے کہ چوکیوں پر کھانا، رکھ کر کھلاتے ہیں اور یہاں (ہندوستان) میں اسکو بھی تشبہ کہتے ہیں تو اس کے جواب میں حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ وہاں کی رسم عادت ہے اور یہاں ہندوستان میں جو کیا جاتا ہے میز کی نقل بنانے کیلئے ہے اور چوکی میز کے مشابہ ہے۔
(تفصیل کیلئے دیکھئے فقہ حنفی کے اصول وضوابط ص: ۲۲۱)

ریب اور شک میں فرق

هو تردد الذهن بين امرين على حدّ سواء واما الريبُ فهو شكٌ مع تهمة. (راجع إلى الفروق اللغات).

ترجمہ: "شک کہتے ہیں ذہن میں کسی دو چیزوں کے بیچ میں تردد (یعنی شک وشبہ) کا پیدا ہو جانا اور ریب، کہتے ہیں ایسے شک وشبہ کو جس کے اندر تہمت بھی ہو۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۰۱)

رضاء اور رضوان میں فرق

لغت میں ان دونوں کے معنی ایک ہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ رضوان کثیر الرضاء کو کہتے ہیں، اسی وجہ سے رضوان کو کلام پاک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کو خاص کیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضاء سب سے بڑی رضاء ہے۔ (فروق اللغات ص: ۹، ۱۳۸)

الرفعۃ اور العُلُوّ میں فرق

هما بمعنىً في اللغة وهو الفوقية ، وقد يُخصّصُ العلوُّ في حقّهٖ سُبحانه وتعالىٰ بعلوّهٖ على الخلقِ بالقدرةِ عليهم ، والرفعةُ بارتفاعه عن الاشياءِ و الاتصاف بصفاتها ، وبالعكس . (فروق اللغات ص : ۱۳۶)

"دونوں لغۃً ہم معنی ہیں اور وہ فوقیت (اونچائی بلندی) ہے اور علو کبھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ خاص کیا جاتا ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق سے بلند ہیں اس طور سے اللہ تعالیٰ ان پر قادر ہیں ۔ اور رفعت دوسرے اشیاء کے مقابلے میں بلندی ہونا اور اس کے صفات کے ساتھ متصف ہونا اور اس کا عکس بھی ہوتا ہے ۔"

الرحمٰن اور الرحیم کے اندر فرق

جاننا چاہیے کہ رحمٰن اور رحیم جمہور کے نزدیک صفتِ مشبہ کے صیغے ہیں دوسرے لوگوں کے نزدیک دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں ، اب دونوں کے درمیان چند وجوہ سے فرق ہے (۱) دونوں کے ایک ہی معنی ہیں آپس میں کوئی فرق نہیں ہے ۔ (۲) یہ کہ الرحمن مکشف الکروب اور الرحیم مغفر الذنوب ہیں ، یعنی رحمٰن کے معنی ہے پریشانی کو دور کرنے والا ۔ اور الرحیم کے معنی ہے گناہوں کو معاف کرنیوالا ۔ (۳) یہ ہے کہ الرحمن تبیین الطریق و الرحیم بالعصمۃ و التوفیق ۔ یعنی رحمت کے معنی راستہ بتلانے والا اور رحیم کے معنی عصمت اور توفیق عطاء کرنے والا ۔ (۴) یہ ہے کہ الرحمٰن اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ رحمٰن کے معنی آتے ہیں : الرحمن هو المنعم بما لا يتصوّر صدور جنسه من العباد . "یعنی رحمٰن اس منعم کو کہا جاتا ہے جو اس طرح انعام کرتا ہے جس کا وقوع مخلوق سے ممکن نہ ہو" اور ظاہر ہے کہ رحمٰن کے یہ

معنی غیر اللہ میں نہیں پائے جاتے ہیں۔(۵) پانچواں فرق یہ ہے کہ لفظ رحمٰن اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہونی والی صفات پر دلالت کرتا ہے اس لحاظ سے رحمٰن وصف ہے اور لفظ رحیم مرحوم کے ساتھ متعلق ہونے والی صفات پر دلالت کرتا ہے اس لحاظ سے الرحیم صفت ہے۔(۶) یہ ہے کہ عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ رحمٰن وہ ہے جو سوال کرنے پر عطاء کرتا ہے اور رحیم وہ ہے جو سوال کرنے پر غصہ ہوتا ہے۔ ونعم قیل:۔

واللہُ یغضبُ اذا ترکتَ سوالہ ۔۔۔ وبنو آدم یغضبُ حین یُسئل

(۷) اور ساتواں فرق یہ ہے کہ الرحمٰن کے اندر الرحیم کی بہ نسبت معنیٰ رحم زیادہ پائے جاتے ہیں کیونکہ قاعدہ ہے "کثرةُ المبانی تدُلُّ علیٰ کثرة المعانی"۔

(مآرب الطلبہ والتقریر الحاوی شرح بیضاوی ص:۵۸ ج ۱)

الرجوع اور العود میں فرق

الرجوع فعل الشیء ثانیًا ومصیر الیٰ حالٍ کان علیھا والعود یُستعمل فی ھذا المعنیٰ علی الحقیقة ویُستعمل فی الابتداءِ مجازاً۔(فروق اللغات ص:۱۳۹)

"رجوع کہتے ہیں کسی چیز کا دوبارہ کرنا اور اپنے اس حالت جس پر تھا، اور عود اس معنی میں حقیقتاً استعمال ہوتا ہے اور ابتداء میں مجازاً ہوتا ہے۔"

الرحمۃ اور الرأفۃ میں فرق

قیل الرأفة اشد الرحمة وقیل الرحمة اکثر من الرأفة والرأفة اقویٰ منھا فی الکیفیة لانھا عبارة عن ایصال النعم مطلقاً وقد یکون مع الکراھة و الالم للمصلحة کقطع العضو المجذوم و اطلاق الرأفة علیه تعالیٰ کا طلاق الرحمة ۔(فروق اللغة ص:۱۳۷)

''کہا گیا ہے کہ رافت رحمت سے شدید ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ رحمت رافت سے زیادہ ہوتا ہے اور رافت کیفیت میں رحمت سے قوی ہے، اسلئے کہ وہ عبارت ہے نعمتوں کے پہنچانے سے مطلقا اور کبھی کرامت اور تکلیف کے ساتھ ہوتا ہے مثلاً جیسا کہ مجذوم زدہ عضو کا کاٹنا اور رافت کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر رحمت کے اطلاق کی طرح ہوتا ہے۔''

رنّۃ اور رنین میں فرق

رنّۃ: عام آواز کو کہتے ہیں یا خاص کمان وغیرہ کی آواز کو کہا جاتا ہے اور رنیــــن، مطلق آواز کو یا غمگین آواز کو کہتے ہیں۔ (اضافات شرح مقامات اردو ص: ۵۳ ج ا، مصنف مولانا افتخار علی دیوبندیؒ، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

رأیۃ، علم اور لواء میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ ان تینوں الفاظ کے معنی جھنڈے کے ہیں پھر ان میں باہمی فرق اس قدر ہے کہ علم مطلق جھنڈا کو کہا جاتا ہے اور لواء ورایۃ میں علماء حدیث اور اہل لغت کا اختلاف ہے کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے۔ بعض کا قول ہے کہ کوئی فرق نہیں ہے بلکہ ایک ہی چیز کے دو نام ہے لیکن اکثر حضرات نے فرق بیان فرمایا ہے اور امام ترمذیؒ نے دونوں کے الگ الگ باب باندھ کر کے اس کے فرق کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ لواء بڑے جھنڈے کو کہتے ہیں جو امیر المؤمنین کے ساتھ رہتا ہے اور رُتبہ امیر کا پتہ دیتا ہے اور رأیہ چھوٹے جھنڈے کو کہا جاتا ہے جو لشکروں کے مختلف حصوں کے نشانات ہوتے ہیں بعض حضرات اس کے برعکس کے قائل ہیں لیکن حقیقی بات یہ ہے کہ ایک کو دوسری کی جگہ مجازاً استعمال کیا جاتا ہے اور جب آنحضرت ﷺ خود جہاد میں شریک ہوتے تو دونوں جھنڈے لواء اور رأیہ کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوتی تھی۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۲۵)

رِکاز، کنز اور معدن میں فرق

یاد رہے کہ جو مال زمین سے نکالا جاتا ہے وہ کل تین ہیں یا اس کی تین قسمیں ہیں (۱) رکاز (۲) کنز (۳) معدن، پھر معدن اس مال دفینہ کو کہا جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق ارض کے دن زمین کے اندر پیدا کر دیا ہے۔ اور کنز اس مال مدفونہ کو کہا جاتا ہے جس کو انسان نے زمین کے اندر دفن کر دیا ہو یا کنز کا اطلاق ان دفینوں پر ہوتا ہے جو انسانوں کے گاڑے ہوئے ہوں اور رکاز کا لفظ عام ہے یعنی اس کا اطلاق معدن اور کنز دونوں پر ہوتا ہے یعنی ان دھاتوں پر بھی ہوتا ہے جو زمین کے اندر اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں اور ان دفینوں پر بھی جو انسان کے گاڑے ہوئے ہیں۔ (دیکھئے اشرف الھدایہ ص ۱۱۳ ج ۳، وعنایۃ السعایہ ص ۱۱۹ ج ۵ باب فی المعادن والرکاز۔ یا مآرب الطلبہ ص: ۲۲۸/۲۲۹)

ریش اور لباس میں فرق

دونوں الفاظ کے معنی کپڑے کے ہیں، پھر دونوں میں یہ فرق بیان کیا جاتا ہے کہ لباس مطلق کپڑے کو کہا جاتا ہے چاہے ستر چھپانے کیلئے استعمال کیا جائے یا زیب و زینت کیلئے استعمال کریں یا کسی دوسرے فائدے کیلئے استعمال کریں اور ریش خاص ہے اور ان دونوں الفاظ کا قرآن کے اندر استعمال ہوا ہے جیسے: ﴿یابنی آدم قد انزلنا علیکم لباساً یواری سوآتکم وریشاً﴾ "الآیۃ"۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص: ۲۳۳)

روح، عقل اور نفس میں فرق

نفس، روح، اور عقل یہ تینوں انسان کی اندرونی چیزیں ہیں جو مادہ سے خالی

ہیں، پھر اس میں فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ روح کی پرواز ہر وقت آسمان کی طرف ہوتی ہے اور نفس کی سیر زمین کی طرف ہوتی ہے کیونکہ نفس کی پیدائش عناصر اربعہ سے ہے یعنی آب و آتش، خاک و باد سے ہے تو روح اور نفس کا آپس میں تصادم و ٹکراؤ ہے اور عقل ان دونوں کا حاکم ہے جب کسی کے عقل، نفس کی رائے پر متحد ہو جائے یعنی عقل نفس کے تابع بن کر اسکی ہم خیال بن جاتی ہے اور وہ لوگ آخرت سے یقیناً بے خبر ہو جاتے ہیں اور دنیا کی خواہشات میں مبتلا ہو جاتے ہیں، حلت و حرمت کی کوئی تمیز ہی نہیں رہتی، مال و دولت کی انہماک میں بڑھ جاتے ہیں اور اگر عقل روح کی رائے پر اتفاق ہو جائے تو روح معشوق حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کے رضا جوئی کی راہ تلاش کرتی ہے، خلاصہ یہ نکلا کہ جب عقل، روح اور نفس کا حاکم ہے ظاہر ہے کہ جس کی طرف ہوگا، وہی کامیاب ہوگا۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۷۰)

رویائے صالحہ اور رویائے صادقہ میں فرق

یہ بات مخفی نہ رہے کہ ان دونوں الفاظ کے معنی خواب دیکھنا ہے، پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ رویائے صالحہ اس خواب کو کہتے ہیں جس کا ظاہر بھی مبارک ہو اور اس کی تعبیر بھی خوشگوار ہو، ضرر کا پہلو اس میں نہ ہو۔ اور رویائے صادقہ اس خواب کو کہتے ہیں کہ جس کی تعبیر واقعہ کے مطابق ہو، عام ازیں کہ اس میں خوشگواری شامل ہو یا اس میں کوئی ضرر کا پہلو موجود ہو۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۶۵)

الرسالہ اور المجلہ میں فرق

انّ الرسالة هي المجلة المشتملة علىٰ قليل من المسائل التي تكون من نوعٍ واحدٍ والمجلةُ هي الصحيفةُ التي تكون فيها الحكم كما قال النابغة :-

مجلتهم ذات الالٰهِ ودينهم　　　قليم فما يرجون غير العواقب

"رسالہ وہ مجلہ ہے جو ایسے تھوڑے مسائل پر مشتمل ہوتا ہے جو ایک ہی نوع سے ہو، اور مجلہ وہ اخبار ہے جس میں ایک ہی حکم ہو جیسا کہ شاعر نابغہ نے فرمایا۔"

رَشَد اور رُشد میں فرق

مخفی نہ رہے کہ ان دونوں لفظوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ رُشد (بضم الراء) کا استعمال عام ہے کہ یہ امورِ دینوی اور امورِ اُخروی دونوں کیلئے مستعمل ہوتا ہے، بخلاف رشد کے کہ اس کا استعمال صرف امورِ اُخروی کیلئے مستعمل ہے کما فی قولہ تعالیٰ: ﴿اولٰئک هم الراشدون﴾۔ (مآرب الطلبہ ص:۲۶۶)

رقبہ اور قفاء کے درمیان فرق

مسح رقبہ حدیث سے ثابت نہیں۔ "حتّٰی بلغ القفاء" سے مسح رقبہ ثابت نہیں ہوتا، قفاء اور رقبہ میں فرق یہ ہے کہ قفاء سر کا جز ہے اور رقبہ مستقل ایک عضو ہے جس کا سر کیساتھ کوئی تعلق نہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے۔ (فتاویٰ محمودیہ)

رویت اور زیارت کے درمیان فرق

رویت اور زیارت کے درمیان فرق یہ ہے کہ زیارت صرف قریب سے دیکھنے کو کہتے ہیں اور رویت عام ہے قریب سے دیکھنے اور دور سے دیکھنے کیلئے بھی مستعمل ہے۔ (توضیح الدراسہ شرح دیوان حماسہ اردو مصنف مولانا ابن الحسن عباسی ص:۲۷، ناشر: ندوۃ العلم کراچی)

الرجل اور المرءُ میں فرق

انّ قولنا رجل يُفيدُ القوّة على الاعمال ولهذا يُقال المروءةُ ادبٌ مخصوصٌ. (هكذا الفروق فى اللغة: ۲۳۲)

"ہمارا قول رجل اجمال پر مضبوطی کا فائدہ دیتا ہے اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے "المروۃ ادبٌ مخصوص" کہ مروت ایک مخصوص ادب ہے۔"

الرجفۃ اور الزلزلۃ میں فرق

انّ الرجفۃ الزلزلۃ العظیمۃ ولھذا یقال زلزلت الارض زلزلۃ خفیفۃً ولا یقال رجفت الا اذا زلزلت زلزلۃً شدیدۃً، وسُمّیت زلزلۃ الساعۃ رجفۃً لذالک، ومنہ الارجاف وھو الاخبار باضطراب امر الرجل ورجف الشیئ اذا اضطرب یقال رجفت منہ اذا تقلقلت.

(الفروق فی اللغۃ ص: ۲۹۸)

"رجفۃ" عظیم زلزلہ ہے اسی وجہ سے کہا جاتا ہے "زلزلت الارض زلزلۃ خفیفۃ" یعنی زمین میں ہلکا زلزلہ آیا اور رجفت صرف شدید زلزلہ کے وقت کہا جاتا ہے، اور قیامت کے زلزلہ کا نام اسی وجہ سے رجفۃ رکھا گیا ہے، اور اسی سے ہے ارجاف اور وہ کہتے ہیں کسی آدمی کے کسی کام کے اضطراب کی خبر دینا اور رجف الشیء کہتے ہیں جب آدمی یا کوئی کام مضطرب بے چین ہو، کہا جاتا ہے رجفت منہ جب تیزی اور پھرتی دکھائی (بے قرار و پریشان ہو جائے)۔

﴿نوٹ﴾

حرف راء کے تحت جو فروق ماقبل میں گذر چکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) رُشد اور ارشاد کا فرق اس سے قبل ارشاد اور رُشد میں گذر گیا ہے۔ (۲) رداء اور ازار کا فرق ازار اور رداء میں دیکھئے۔ (۳) رجوع اور انابت کا فرق انابت اور رجوع میں دیکھئے۔ (۴) رجاء اور طمع اور امال کا فرق امل، طمع اور رجاء میں دیکھئے۔ (۵) رد اور دفع کا فرق دفع اور رد میں دیکھئے۔ (۶) روح اور حیات کا فرق، حیات اور روح میں دیکھئے۔ (۷) رضاء اور تسلیم کا فرق، تسلیم اور رضاء میں دیکھئے۔ (۸) رویاء اور حلم کا فرق

علم اور رویاء میں دیکھیں ۔(۹) رسم اور بدعت کا فرق بدعت اور رسم میں دیکھئے ۔
(۱۰) روایت اور درایت کا فرق درایت اور روایت میں دیکھیں۔

زاہد اور عابد میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ یہ دونوں اسم فاعل کے صیغے ہیں دونوں کے معنی عبادت کرنے والے کے ہیں، پھر ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ لفظ عابد نصر ینصر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے لفظی معنی مطلق عبادت کرنے والے کے ہیں، یہ صیغہ مشتقات میں سے ہے لیکن اس میں معنی اسمیت غالب ہے یہی وجہ ہے کہ ہر عبادت کرنے والے کو اصطلاح شرع میں عابد نہیں کہا جاتا ہے بلکہ عابد اس کو کہا جاتا ہے جس کو بقدر ضرورت دین کا علم ہو یعنی دین کے ہر شعبے سے عبادت کا شعبہ غالب اور اس کا خصوصی مشغلہ ہو اور لفظ زاہد یہ زُھد سے مشتق ہے جس کے لفظی معنی بے رغبتی اور بے توجہی کے آتے ہیں اور اصطلاح شرع میں زاہد اس کو کہا جاتا ہے جس کو عبادت کا پہلو غالب ہونے کے ساتھ دنیا کی زیب و زینت اور مال و دولت کی محبت سے بھی بے رغبتی اور اعراض کا تمغہ امتیاز حاصل ہو، اس سے معلوم ہوا کہ عابد عام ہے اور زاہد اخص ہے کیونکہ زاہد کے اندر ایک شرط زائد ہے یعنی عبادت کا پہلو غالب ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا و مافیہا سے بے رغبت ہوتا ہے ۔ (مآرب الطلبہ ص ۳۰۱)

زکوٰۃ اور صدقہ میں فرق

زکوٰۃ اور صدقہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ کا اطلاق صرف فرضوں میں ہوتا ہے یعنی زکوٰۃ صرف فرض ہی ہوتی ہے اور صدقہ کا اطلاق نفلوں میں بھی ہوتا ہے ۔ (دیکھئے فروق اللغات ص ۱۴۰ مآرب الطلبہ ص ۱۳۲)

زکام اور نزلہ میں فرق

قد فرق بینھما بانّ السیلان المنحدر من الرأس ان نزل من المنحرین سُمّیَ زُکاماً، وان انصب الیٰ الصدور والرئۃ سُمّیَ نزلۃ.

(فروق اللغات ص: ۱۴۱)

"ان دونوں کے درمیان اس طرح فرق کیا گیا ہے کہ سر سے ڈھلک جانے والی اگر منخرین (ذبح کی جگہ گلا) سے نازل ہو تو اس کا نام زکام رکھا گیا اور اگر سینوں میں یا پھیپھڑوں میں ٹھہرے رہا تو اس کا نام نزلہ رکھا گیا۔"

الزمان اور الوقت میں فرق

انّ الزمان اوقات متوالیۃ مختلفۃ او غیر مختلۃ فالوقت واحد وھو المقدر بالحرکۃ الواحدۃ من حرکات الفلک، وھو یجری من الزمان مجری الجزء من الجسم، والشاھد ایضاً انّہ یقال زمان قصیر و زمان طویل ولا یقال وقت قصیر. (الفروق فی اللغۃ ص: ۲۶۴)

"زمان پے در پے اوقات ہے مختلف ہو یا غیر مختلف ہو، پس وقت ایک ہے اور وہ آسمان کی حرکات میں سے ایک حرکت کے بقدر ہے، اور یہ زمانہ میں جاری ہوتا ہے مثل (قائم مقام) جاری ہونے کے جزء کے جسم میں اور دلیل یہ ہے کہ کہا جاتا ہے "زمانٌ قصیر وزمانٌ طویلٌ" یعنی مختصر زمان یا طویل زمانہ اور نہیں کہا جاتا "وقت قصیرٌ" (مختصر وقت)۔"

زُھد اور زَھادۃ میں فرق

زھادہ کہتے ہیں دنیا کی مرغوب اشیاء کو چھوڑ دینا ہے اور زُھد کہتے ہیں صرف خدا کی رضامندی کیلئے آخرت کے لذائذ کو چھوڑ دینا۔ (مقامات مترجم ص:۱۲۱، اردو از مولانا صدیق انوری صاحب ناشر: الرحیم اکیڈیمی لیاقت آباد کراچی)

زینت، عُجب اور کِبر میں فرق

تینوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ اپنے آپ کو اچھا سمجھنا کسی کو حقیر نہ جاننا شرع کی اصطلاح میں عُجب کہلاتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو کمتر جاننا شریعت کی نظر میں تکبر کہلاتا ہے اور کسی عمدہ کپڑے وغیرہ کو اپنے کو اسکے بلا مستحق جان کر اور غیروں کو حقیر نہ سمجھ کر بلکہ اپنے دل کو خوش کرنے کی خاطر یا خدا تعالیٰ کی نعمت کا اظہار کرنے کی خاطر استعمال کرنا اصطلاح شرع میں جمال اور زینت کہلاتا ہے۔ (۲) اور یہ دونوں یعنی عجب اور کبر حرام ہیں اور زینت مباح ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۱۳۲، بحوالۂ معارف القرآن)

زیادت اور شدت میں فرق

دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی ہر شدت میں زیادت ہیں اور ہر زیادت میں شدت ہیں لہذا دونوں کے درمیان نسبت تساوی ہے جس طرح ہر انسان ناطق ہے اور ہر ناطق انسان ہے، لیکن حکماء و اشراقیین کے نزدیک دونوں میں دو طرح سے فرق ہے (۱) شدت کا استعمال کیفیت کے ساتھ مختص ہے یعنی عقل بواسطہ وھم انتزاع کرتے ہیں مثلاً برف کا زیادہ سفید ہونا ہاتھی کی دانت سے اور زیادت کا استعمال کمیت کے ساتھ مختص ہے۔ (۲) شدت کی نقیض ضعف آتی ہے بخلاف

زیادت کے کہ اسکی نقیض نقصان آتی ہے اور یہ فرق "تعرف الاشیاء باضداد ھا" کے قبیل سے ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۱۹۲)

زندیق اور ملحد میں فرق

زندیق اور ملحد دونوں مرادف اور ہم معنی ہیں چنانچہ امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں فرمایا ہے "کذلک الزنادقة الذین یلحدون وقد کانوا یظھرون الاسلام" یعنی ایسے ہی زندیق وہ لوگ ہیں جو الحاد کرتے ہیں اور بظاہر اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ملحد اور زندیق دونوں ہم معنی ہیں، خلاصہ یہ نکلا کہ ملحد اور زندیق کافر اور منافق کی ایک خاص قسم ہیں کہ ظاہر میں اسلام کا دعویٰ کرے اور حقیقت میں اسکے احکام کی تعمیل سے انحراف کا بہانہ بنائے (یا باطن میں کفر ہو)۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص ۲۸۵: بحوالہ معارف القرآن)

زینت اور تفاخر میں فرق

زینت سے مقصود کبھی اپنا اچھا لگنا ہوتا ہے اور کبھی تذلل یعنی یہ کہ دوسروں کے نزدیک حقیر نہ ہو اور یہ دونوں غرض حد جواز میں ہیں اور کبھی مقصود دوسرے سے بڑا بننا اور امتیاز مقصود ہوتا ہے اور یہ تفاخر ہے اور یہ ناجائز ہے۔ (فقہ حنفی کے اصول وضوابط ص: ۲۲۰ بحوالہ حسن العزیز)

زندیق اور مرتد میں فرق

مرتد وہ کافر ہے جو اسلام لانے کے بعد کفر کی طرف پھر جائے تو مرتد کیلئے توبہ کی تلقین کا حکم ہے اگر وہ توبہ کرلے تو سزا سے بچ جائیگا لیکن زندیق کے بارے میں امام مالکؒ وامام ابو حنیفہؒ اور ایک روایت میں امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اسکی توبہ قبول نہیں کیونکہ اس نے زندقہ کے جرم کا ارتکاب کیا ہے یعنی کفر کو اسلام ثابت کرنے کی

کوشش کی ہے، گدھے کا گوشت بکری کے نام سے فروخت کیا ہے، شراب پر زمزم کا لیبل چپکایا ہے، یہ جرم ناقابل معافی ہے اس پر قتل کی سزا ضرور جاری ہوگی۔ (قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق ص:۹، ناشر: دفتر ختم نبوت ملتان)

زندیق، مرتد اور کافر کے مابین فرق

جو لوگ اسلام کو مانتے ہی نہیں وہ تو کافر اصلی کہتے ہیں اور جو لوگ دین اسلام کو قبول کرنے کے بعد اس سے برگشتہ ہو جائیں وہ مرتد کہلاتے ہیں اور جو لوگ دعویٰ اسلام کا کریں لیکن عقائد کفریہ رکھتے ہیں اور قرآن وحدیث کے نصوص میں تحریف کرکے انہیں اپنے عقائد کفریہ پر فٹ کرنے کی کوشش کریں انہیں زندیق کہا جاتا ہے۔ (مزید معلومات دیکھئے۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ص. ۲۵ ج ۱، از شہید اسلام مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانویؒ)

﴿نوٹ﴾

ذیل میں زاء کے الفاظ کے فروق جو اس سے قبل گذر چکے ہیں حسب ذیل ہیں۔ (۱) زینت اور جمال کا فرق، جمال اور زینت میں گذر گیا ہے۔ (۲) زوج اور بعل کا فرق بعل اور زوج میں دیکھئے۔ (۳) زعیم اور رئیس کا فرق رئیس اور زعیم میں ہے۔ (۴) زرع اور حرث کا فرق، حرث اور زرع کے درمیان دیکھئے۔ (۵) الزمان اور الدہر کا فرق، الدہر اور الزمان میں ہے۔ (۶) عشری زمین اور خراجی زمین کا فرق، خراجی زمین اور عشری زمین میں دیکھئے۔ (۷) زینت، تفاخر اور تجمل کا فرق، تفاخر اور زینت کے درمیان ہے۔ (۸) زکواۃ اور عشر کا فرق گذر گیا ہے۔ (۹) الزور الکذب اور البہتان کا فرق، البہتان، الکذب اور الزور میں گذر گیا ہے۔

سراج اور مصباح میں فرق

ان دونوں میں کئی اعتبار سے فرق ہے (۱) سراج تو وہ ہے جو مائل بسرخی ہو اور مصباح وہ روشن چراغ ہو جو مائل بسفیدی ہو۔ وقال بعضهم: انّ المصباح بمعنیٰ القراط الذی تراه فی القنديل والسراجُ التي فيها الفتيلة والدهن.
(۲) سراج بہت بڑے چراغ کو کہتے ہیں اور اس میں روشنی بھی زیادہ ہوتی ہے اور مصباح وہ چھوٹا چراغ ہے جس میں روشنی بھی کم ہو۔ (دیکھئے اضافات ص ۲۵، تحمیمات ص ۹/۵۹، مآرب الطلبہ ص: ۲۶۶)

سُرعت اور عجلت میں فرق

العُجلة التقدم بالشيی قبل وقته وهو مذموم والسُرعة تقديم الشيی فی اقرب اوقاته وهو محمود. (فروق اللغات ص ۱۴۳، الفروق فی اللغه ص: ۱۹۸، افاضات ص: ۲۰ ج ۱)

ترجمہ: "عجلت کہتے ہیں کہ کسی چیز کا اپنے وقت (مقررہ) سے پہلے ہونا اور یہ مذموم ہے، اور سرعت کہتے ہیں کہ کسی چیز کو اس کے زیادہ قریب وقت سے پہلے کرنا اور یہ لائق تعریف محمود ہے۔"

سکتہ اور وقفہ میں فرق

وقفہ اور سکتہ دونوں کے معنی ہیں ٹھہرا اور روکنے کے ہیں جس میں سانس نہ ٹوٹے۔ مگر سکتہ اور وقفہ میں فرق یہ ہے کہ سکتہ میں کم ٹھہرنا ہوتا ہے اور وقفہ میں زیادہ ٹھہرنا ہوتا ہے۔ (دیکھئے رموز واوقاف قرآن مجید مصری تاج کمپنی کراچی)

سَہو اور نِسیان میں فرق

سہو کہتے ہیں کسی چیز کا قوت حافظہ سے زائل ہو جانے کو فقط اور نسیان کہتے ہیں زائل ہو جانا کسی چیز کا قوت حافظہ اور قوت مدرکہ سے۔ (دیکھئے المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۲۳ مؤلف مولانا شیخ عبدالاول صاحب ناشر رشیدیہ لائبریری چاٹگام بنگلہ دیش)

سَین اور سوف میں فرق

سوف اور سین یہ دونوں علامت مضارع میں سے ہیں دونوں کو حرف تسویف کہا جاتا ہے یہ دونوں فعل مضارع کو استقبال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے جیسے الآن قرینۂ حالیہ یا مقالیہ کی وجہ سے فعل مضارع حال کے ساتھ ہو جاتا ہے جیسے زیدٌ یضربُ الآن۔ اور اب دونوں کے درمیان فرق کے متعلق دو مذاہب ہیں (۱) پہلا مذہب: سین استقبال قریب کیلئے آتا ہے اور سوف استقبال بعید کیلئے آتا ہے۔ (۲) دوسرا فرق یہ اسکے برعکس ہے یعنی سوف استقبال قریب کیلئے اور سین استقبال بعید کیلئے ہے لیکن پہلا مذہب جمہور نحاۃ کا ہے لیکن یہ یاد رہے کہ سین اور سوف کا فعل مضارع کو استقبال کے ساتھ خاص کر دینا یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے بلکہ اکثریہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول: ﴿فسیکفیکهم الله﴾ (الآیة) پس اس آیتِ کریمہ میں سین نہ استقبال قریب کیلئے ہے نہ استقبال بعید کیلئے ہے۔

فائدہ:۔ یاد رہے کہ حرف سین کی سات قسمیں ہیں، ہر ایک کی مثال مع تعریف کیلئے دیکھئے۔ (مآرب الطلبہ ص:۵۱)

سُلطان اور مَلِک میں فرق

واضح ہو کہ دونوں کے معنی بادشاہ کے ہیں پھر دونوں میں یوں فرق بیان کیا جاتا ہے (۱) عند المحققین دونوں میں کوئی فرق نہیں بلکہ مصداقی حیثیت سے

بالکل متحد ہیں اور بعض حضرات یعنی ابن کثیرؒ وصاحب تفسیر مظہریؒ نے یہ رائے نقل کی ہے کہ لفظ ملِک اور سُلطان کے معنی بادشاہ کے مفہوم سے زیادہ عام ہے اور بعض کے نزدیک دونوں کے درمیان عام وخاص مطلق کی نسبت ہے یعنی ملِک عام مطلق ہے اور سلطان اخص مطلق ہے (مُلخصاً من معارف القرآن ص: ۱۰۵ ج ۳ و الفروق فی اللغة، ص: ۱۸۳)

سالک اور عارف میں فرق

خوب جاننا چاہئے کہ یہ دونوں اسم فاعل کے صیغے ہیں مگر ان میں معنی اسمیت غالب ہو کر فن تصوف کی دو اصطلاح بن گئی جس کو حقیقت عرفیہ بھی کہا جاتا ہے، سالک یہ سُلوک سے مشتق ہے جس کے معنی عربی لغت میں چلنے کے ہیں خواہ سفرِ ظاہر ہو یا باطن مگر اہل تصوف کے نزدیک "سیر فی اللہ" یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف (وصول کیلئے) سفر کیلئے ہے "سیر فی اللہ" میں بہت منازل اپنی ہستی سے گذر کر خدا کی ہستی کی طرف ہمہ تن مائل ہونا بھی سلوک میں شامل ہے۔ عارف تصوف کے انتہاء اور آخری حدود میں پہونچ جانے والا کو کہتے ہیں خلاصہ یہ نکلا کہ سالک اور عارف کے دونوں راہِ باطن میں چلنے والے کا نام ہیں لیکن سالک کا مقام انتہاء وہی عارف کا مقام ابتداء ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۳۰۰ بحوالہ تذکرۂ اولیاء ہند)

سجدۂ تعظیمی اور سجدۂ تعبدی میں فرق

اگر سجدہ کرنے والے کا یہ عقیدہ ہو کہ مسجود متصرف فی الامور ہے تو یہ سجدۂ تعظیمی ہے اور ایسا شخص کافر ہو جائیگا۔ اور اگر سجدہ کرنے والے کا یہ عقیدہ ہو کہ مسجود متصرف فی الامور نہیں ہے تو یہ سجدۂ تعظیمی ہے اور یہ سجدہ بھی شرعاً حرام ہے اگر چہ کافر نہیں ہوگا۔ البتہ صنم کو سجدہ جس نیت بھی ہو یہ مُطلقاً کفر ہے کیونکہ یہ مشرکین کا شعار ہے۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص ۳۸۹۔ بحوالہ ارشاد القاری)

سَنَۃ اور عامؔ میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ سَـــنَۃ تو پورے سال کو کہا جاتا ہے کہیں سے بھی اس کو شروع کر دیا جائے اور عــام " کہتے ہیں ایسے سال کو جس میں گرمی اور جاڑے پوری ہو جائیں۔ (افاضات ص ۱۶۹ ج ۱ مؤلفہ مولانا افتخار علی دیوبندیؒ۔ فروق اللغات، ص: ۱۳۸)

سِنَۃ، نَوْمؔ اور نُعاسؔ میں فرق

"نُعاس" کو اردو میں اُونگھ کہتے ہیں یعنی وہ نیند جو ابتدائی حالت میں سونے کی وجہ سے سر میں گرانی اور بوجھل پن پیدا ہو جائے اور سِــنَۃ اس نیند کو کہتے ہیں جس میں آنکھ بند ہو جائے اور پلک جھپکنے لگیں اور نَــــوم مطلقاً وہ نیند ہے جس میں انسان خوب غافل ہو جائے۔ (افاضات ص: ۲۲ ج ۱۔ تفہیمات ص: ۲۳۰ ج ۱، مآرب الطلبہ ص: ۲۲۱)

سَوقؔ اور قودؔ میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں الفاظ کے اندر باہمی فرق یہ ہے کہ سوق کے معنی پیچھے سے ہنکانے کے ہیں اور قود کے معنی گلے میں رسّی ڈال کر آگے سے کھینچنے کے ہیں۔ (افاضات شرح مقامات اردو مترجم مصنف مولانا افتخار علی دیوبندیؒ ص ۱۵ ج ۱، ناشر مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

سُکُوتؔ اور صموتؔ میں فرق

ان دونوں کے درمیان تین قسم کے فرق ہیں (۱) ترک الکلام مع القدرت کو

سکوت کہتے ہیں کمافی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: ﴿الساکت عن الحق شیطان اخرس﴾ اور صموت عام ہے خواہ مع القدرت ہو یا بلا قدرت ہو(۲) سکوت قول حق سے رُک جانا کمامرَّ فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف صموت کے۔(۳) صموت میں بہت دیر تک چپ رہنے کا اعتبار ہے بخلاف سکوت کے کہ اس میں وہ اعتبار نہیں۔(فوائد منثورہ ص: ۳۰، تفہیمات ص ۳۶ ج ۲، مآرب الطلبہ ص ۲۶۱)

سکینہ اور وقار میں فرق

المشہور فی الفرق بینهما ان السکینة هیئة بدنیة تنشأ من اطمئنان الاعضاء، والوقارُ هیئة نفسانیة تنشأ من ثبات القلب ، ولا یخفی انه لو عکس الفرق لکان اصوب واحق بأن تکون السکینة هیئة نفسانیة والوقار هیئة بدنیة .(فروق اللغات ص: ۱۳۹)

''ان دونوں میں مشہور فرق یہ ہے کہ سکینہ بدنی ھیئت وصورت ہے اعضاء کے اطمینان پرسکون ہونے سے پیدا ہوتا ہے، اور وقار وہ نفسانی ہیئت ہے جو دل کے باطن سے ہوتا ہے۔ اور یہ پوشیدہ نہیں کہ فرق اگر عکس ہو تو زیادہ بہتر صحیح ہے یعنی سکینہ ہیئت نفسانی اور وقار ہیئت بدنی ہو۔ واللہ اعلم۔

سیّد اور مالک میں فرق

انّ السید فی المالکین کا لعبد فی المملوکاتِ کلما لایکون العبد الامن یعقل فکذالک لایکون السّیّد الاّ من یعقل و المالک یکون کذالک ولغیره فیقال هذا سیّد العبد و مالک العبد ویقال هو مالک الدّار ولا یقال سیّد الدار ویقال للقادر مالک فعله ولا یقال سیّد فعله و الله تعالیٰ سیّد لانه مالک لجنس من یعقل .(الفروق فی اللغة ص ۱۸۲)

"سید مالکین میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ عبد غلام مملوکات میں ہمیشہ عبد (غلام) عاقلوں میں سے ہوگا اسی طرح سید صرف عاقلوں میں سے ہوگا، اور مالک اس طرح بھی ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کیلئے بھی ہوتا ہے، پس کہا جاتا ہے "ھذا سید العبد" (یہ غلام کا سردار ہے) ومالک العبد (غلام کا مالک ہے) اور کہا جاتا ہے "ھو مالک الدار" (وہ گھر کا مالک ہے) اور نہیں کہا جاتا "سید الدار" (گھر کا سردار) ہے اور قدرت رکھنے والے کو کہا جاتا ہے "مالک فعلہ" (اپنے کام کا مالک) اور سید فعلہ نہیں کہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سید ہیں اسلئے کہ اس جنس کے مالک ہیں جو عاقل ہے (اور اللہ تعالیٰ مالک ہیں جنس عاقل کا)۔"

سَمَآء اور فلکؔ میں فرق

علامہ ابن قتیبہؒ نے کہا ہے کہ سماء اسکو کہا جاتا ہے جو آپ کے اوپر ہو اور سایہ دار ہو اور اسی میں سے "سقف البیت" کو سماء کہا جاتا ہے اور بادل کیلئے بھی سماء استعمال کیا جاتا ہے اور مدار النجوم کو بھی جو نجوم سے ملا ہوا ہے جو ستارے کو ملاتا ہے یا اس کے ساتھ ضم ہے۔ (فروق اللغات ص ۱۵۰۔ مآرب الطلبہ ص ۲۶۳)

سَبؔ اور شتم میں فرق

انّ الشتمَ تقبيح امر المشتوم بالقول واصله من الشتامة وهو قبح الوجه ورجل شتيم قبيح الوجه وسُمّي الاسد شتيماً لقبح منظره .. والسبُّ هو الاطناب في الشتم والاطالة فيه واشتقاقه من السبّ وهي الشقة الطويلة و يقال لهاسبيب الفرس شعر ذنبه سُمّيَ بذالك لطوله خلاف العرف و السبّ العمامة الطويلة فهذا هو الاصل فان استعمل في غير ذلك فهو توسع .(الفروق في اللغة، ص: ۳۳)

"شتم منحوس کام کی قول سے برائی قباحت بیان کرنا، اور اس کا اصل شتامۃ

سے ہے اور اس کا معنی چہرے کا قبیح ہونا (بدصورت ہونا) اور رجل شتیم کہا جاتا ہے بری صورت والے کو، اور شیر کا نام شتیم اس کی بدصورتی کی وجہ سے رکھا گیا ہے اور سب وشتم میں زیادتی اور اس میں طوالت کو کہتے ہیں، اور یہ مشتق ہے سبٌ سے اور وہ گز ھا کو کہتے ہیں، اور گھوڑے کیلئے کہا جاتا ہے سبیبُ الفرس (اس کی دم کے بال) اس کی طوالت کی وجہ سے عرف کے برخلاف اور سب طویل عمامہ بھی اس کی اصل ہے اگر اس کے علاوہ ہو تو وہ توسع ہے۔"

سارقؔ اور لصؔ میں فرق

واضح ہو کہ دونوں الفاظ کے مابین فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سارق کہتے ہیں اس شخص کو جو محفوظ شدہ مکان یا تالا لگا ہوا مکان وغیرہ سے مال واسباب کو اس طرح خفیہ طور پر چوری کرتا کہ مالک مکان کو اس کی خبر نہ ہو اور لص کہتے ہیں اس شخص کو جو غیر کے مال کو لے لینا عام ازیں کہ مالک کو اس کی خبر ہو یا نہ ہو اور اس میں قُطّاع الطریق بھی داخل ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۶۳)

سببؔ اور علّتؔ میں فرق

ان دونوں کے درمیان چند وجوہ سے فرق ہیں (۱) علت وہ ہے جو بذاتِ خود یعنی بلاواسطہ اپنے حکم (معلول) کی طرف مفضی ہوتی ہے اور سبب وہ ہے جو کسی علت کے واسطے سے اپنے حکم (مسبب) کی طرف مفضی ہوتی ہے۔ (۲) وجود علت وجود معلول کا مستلزم ہے لہذا انکے درمیان تخلف جائز نہیں بخلاف سبب کے۔ (۳) اور کبھی بطورمجاز سبب کا اطلاق علت پر بھی ہوتا ہے **کما یقال: الشراء سبب للملک.**

(فوائد منثورہ ص:۳۹)

السنۃ الشمسیۃ اور السنۃ القمریۃ میں فرق

"شمسی" سال کہتے ہیں نقطہ بروج سے اس کے انتہا تک سورج کے ایک دورہ کو اور اس کی مقدار تین سو پینسٹھ (۳۶۵) دن ہے اور بر بناء اختلاف ایک دن کے اکیس جزء کا ایک جزء ہے۔ اور قمری سال کی مقدار تین سو چون (۳۵۴) دن ہے اور ایک کے بعض متعین حصہ کا نام ہے اور وہ ایک کے اکیس جزء سے بیس جزء ہے، سو شمسی سال قمری سال سے گیارہ دن اور ایک دن کے اکیس جزء کا ایک جزء بڑا ہوگا اور سال کے دنوں کے شمار میں اختلاف ہے۔ (دیکھئے المعلوق لمعرفۃ الفروق ص ۸۸)

سلب عموم اور عموم سلب میں فرق

دونوں میں فرق سے پہلے یہ بات جان لینا چاہئے کہ عموم سلب اور شمول نفی وہ مسند الیہ ہے جس کے اندر ہر ہر فرد کی بھی نفی کی جاتی ہے کہ کوئی فرد بھی نفی سے خارج نہ رہے مثلاً کلُّ انسان لم یقم۔ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے اندر جتنے افراد انسان موجود ہیں ان سب کے سب عدم قیام میں شامل ہیں، کوئی فرد بھی عدم قیام سے خارج نہیں۔ سلب عموم اور نفی شمول اس کو کہتے ہیں جس کے اندر مسند الیہ کے افراد کے جملہ کو منفی کیا جائے مثلاً لم یقم کلُّ انسان اس کا مطلب یہ ہے کہ جملہ افراد انسان کھڑے نہیں ہوئے ہیں بلکہ بعض افراد انسان کھڑے ہوئے ہیں، اب رہی یہ بات کہ کس وقت عموم سلب و شمول نفی ہوتا ہے اور کس وقت سلب عموم و نفی شمول ہوتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ مسند الیہ جس لفظ کل داخل ہو رہا ہے اس مسند پر مقدم ہو جس سے پہلے حرف نفی ہے تو یہ عموم سلب و شمول نفی ہے جیسے کلُّ انسان لم یقم۔ اگر وہ مسند الیہ مؤخر ہو جس پر لفظ کل داخل ہوا ہے وہ مسند مقدم ہو جس پر حرف نفی داخل ہوا تو یہ سلب عموم و نفی شمول ہے مثلاً لم یقم انسان۔ (مآرب الطلبہ ص ۱۹۱)

سِرَار اور سَرَر میں فرق

ان دونوں الفاظ کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ سرر کہتے ہیں ہتھیلی کے نشان وخطوط کو اور سرار کہتے ہیں پیشانی کے خطوط ونشانی کو۔مزید تفصیل کیلئے دیکھئے (مآرب الطلبہ مولانا شبیر احمد ارکانی صاحب فاضل جامعہ معین الاسلام ہاٹہزاری چاٹگام ص:۱۳۶ ج ۱)۔

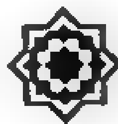
الفرق بين السبيل والطريق والصراط

إنّ الصراط هو الطريق السهل،والطريق لا يقتضي السهولة، و السبيلُ:اسم يقع على مايقع عليه الطريق،وعلى مالايقع عليه الطريق. تقول:سبيل الله و طريق الله،وتقول:سبيلک أن تفعل كذا، ولاتقول: طريقک أن تفعل كذا، و يراد به سبيل مايقصده فيضاف إلى القاصد، و يراد به القصدُ،وهو كالمحبة في بابه،والطريق كالإرادة. (الفروق في اللغة ص ۲۹۵)

”ان تینوں میں فرق یہ ہے کہ الصراط آسان راستہ کو کہا جاتا ہے ، جبکہ الطریق آسانی کا تقاضہ نہیں کرتا،اور السبیل:ایسا اسم ہے جو الطریق کے موقع پر استعمال ہوتا ہے،اوراس کے علاوہ بھی استعمال ہوتا ہے،سو جیسا سبیل اللہ کہا جاتا ہے اسی طرح طریق اللہ بھی کہا جاتا ہے،جبکہ سبیلک ان تفعل کذا استعمال ہوتا ہے ،اور طریقک أن تفعل کذا استعمال نہیں ہوتا،مراد اس سے سبیلِ مقصود ہے مگر قصد کرنے والے کی طرف اس کی اضافت کی جاتی ہے۔اس سے کبھی کبھار قصد کا معنی بھی لیا جاتا ہے،اور وہ اپنی جگہ المحبۃ کی طرح اور الطریق الارادۃ کی طرح ہے۔“

﴿نوٹ﴾

ذیل میں سین کے وہ الفاظ لکھے جاتے ہیں جن کے فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں اسلئے یہاں صرف نام لکھا جارہا ہے، جو حسب ذیل ہیں۔(۱) ستر اور حجاب کا فرق، حجاب اور ستر میں ہے۔(۲) سلام اور تحیہ کا فرق، تحیہ اور سلام میں دیکھئے۔ (۳) سہو اور خطاء کا فرق خطاء اور سہو کے اندر دیکھئے۔(۴) ساکن اور جزم کا فرق، جزم اور ساکن میں ہے۔(۵) سہم اور جزء کا فرق، جزء اور سہم میں دیکھئے۔ (۶) ستر عورت اور حجاب النساء کا فرق، حجاب النساء اور ستر عورت میں ہے۔ (۷) سُنّت اور حدیث کا فرق، حدیث اور سُنّت میں ہے۔(۸) سوال اور التماس کا فرق، التماس اور سوال میں دیکھئے۔(۹) السخاء اور الجود کا فرق، الجواد اور السخی میں ہے۔(۱۰) سفیہ اور احمق کا فرق، احمق اور سفیہ میں ہے۔(۱۱) سماع اور استماع کا فرق، استماع اور سماع کے درمیان دیکھئے۔(۱۲) سخی، کریم اور جواد کا فرق، جواد، سخی اور کریم میں ہے۔(۱۳) سُمعت اور ریاء کا فرق ریاء اور سمعت میں ہے۔(۱۴) سود اور بیع کا فرق بیع اور سود کے درمیان گذر چکا ہے۔



شریعت اور طریقت میں فرق

شریعت نام ہے مجموعۂ احکام تکلیفیہ کا اس میں اعمال ظاہری و باطنی سب آ گئے اور متقدمین کی اصطلاح میں لفظ فقہ کو اس کے مرادف سمجھتے تھے جیسے امام ابوحنیفہؒ سے فقہ کی یہ تعریف منقول ہے۔ "معرفة النفس مالها وما علیها" ۔پھر متاخرین کی اصطلاح میں شریعت کے جزء و متعلق باعمال ظاہرہ کا نام فقہ ہوگیا اور دوسرے جزء متعلق باعمال باطنہ کا نام تصوف ہوگیا۔ان اعمال باطنی کے طریقوں کو طریقت کہتے ہیں۔(فقہ حنفی کے اصول وضوابط ص/۲۱۸)

شعور اور علم میں فرق

امام طبریؒ فرماتے ہیں کہ شعور حواس کی طرف سے ابتداء کسی چیز کے علم کو کہتے ہیں، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شاعر کی صفت نہیں لائی جاتی ورنہ اللہ تعالیٰ کو شعور ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ عالم اور معلوم کی صفت لائی جاتی کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم بھی ہے اور جاننا بھی ہے۔(فروق اللغات،ص:۱۵۵)

شعبدہ، معجزہ اور کرامت میں فرق

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ شعبدہ اور معجزہ میں فرق یہ ہے کہ شعبدہ کسی سبب طبعی خفی کی طرف مستند ہوتا ہے کہ ہر شخص کی نظر اس سبب خفی تک نہیں پہونچ سکتی لیکن ماہر فن اس کو سمجھ سکتا ہے اور اس شعبدہ باز کی قلعی کھول سکتا ہے اور معجزہ کسی سبب طبعی کی طرف مستند نہیں ہوتا وہ خارق العادۃ محض تحت القدرۃ اللہ داخل ہوتا ہے۔

(فقہ حنفی کے اُصول وضوابط ص:۲۱۶)

شاۃ، غنم اور معز میں فرق

شاۃ اور غنم کا اطلاق بھیڑ اور بکری ہر دونوں پر عموماً ہوتا ہے یعنی کوئی لفظ کسی کیلئے مخصوص نہیں ہے اور معز کا اطلاق صرف بکری پر ہوتا ہے۔ (دیکھئے فوائد منثورہ ص:۴۱)

شبکۃ، شرک اور فخ میں فرق

فخ کے معنی جال یعنی وہ جال جس سے شکار وغیرہ کو پکڑتے ہیں اور شبکۃ وہ جال ہے جو دھاگہ وغیرہ سے بنا جاتا ہے اور شرک اس جال کو کہتے ہیں جس سے ہاتھی وغیرہ پکڑے جاتے ہیں یا صرف جانور پکڑتے ہیں۔ (کاپی مقامات ص ۳۳۳ مقامہ ۱۰)

شاذ، نادر اور غریب میں فرق

یہ تینوں الفاظ صرفی حضرات استعمال کرتے ہیں جو قلیل الاستعمال (معانی) کیلئے ہوتا ہے۔ (ا) پس جو باب فصیح ہو اگرچہ وہ قیاس کے موافق نہ ہو تو اس کو نادر کہتے ہیں۔ (ب) اور جو باب خلاف قیاس ہو اگرچہ اس کا استعمال فصحاء کے موافق ہو تو اس کو شاذ کہتے ہیں (اور یہ دونوں قسم مقبول ہیں)۔ (ج) اور جو باب فصیح نہ ہو اور اس کا استعمال کم ہو تو اس کو غریب کہتے ہیں اور یہ مقبول نہیں ہے۔ (ماخوذ توضیحات شرح علم الصیغہ، ص:۴۷)

الشرعۃ والمنھاج میں فرق

المنهج والمنهاج الطريق الواضح ثم أستعير للطريق في الدين كما استعيرت الشريعة لها و الشرعة بمعنى المنهاج كذا ذكر بعضهم

" اهل اللغه ". والتفصيل فى . (فروق اللغات ص: ۱۵۳)

"منہج" اور منہاج واضح راستہ کو کہتے ہیں پھر دینی راستہ کیلئے استعمال کیا جانے لگا جیسا کہ شریعت کو اس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور شرعۃ منہاج کے معنی میں ہیں اسی طرح بعض اہل لغت نے ذکر کیا ہے۔"

شق اور لحد میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ قبر کی دو قسمیں ہیں (۱) لحد (۲) شق۔ لحد کے لغوی معنی ایک طرف مائل ہونے کے ہیں اصطلاح فقہ میں لحد اس قبر کو کہا جاتا ہے جس میں قبلہ کی جانب شق ہو پس یہاں معنی اصطلاحی و معنی لغوی کی مناسبت ظاہر ہے اور شق اس قبر کو کہا جاتا ہے جو کسی جانب شق نہ ہو بلکہ صندوق کی طرح سیدھی گہری ہو۔ اور یہ دونوں الفاظ حدیث شریف میں استعمال ہوا ہے جیسے: ﴿اللحد لنا والشق لغيرنا﴾۔ دیکھئے: (مآرب الطلبہ ص/۲۳۵)

شاہد اور مثال میں فرق

ان دونوں کے درمیان کئی طرح سے فرق ہے (۱) مثال وہ جزئی ہے جو قاعدہ کی توضیح کیلئے بیان کیا جائے اور شاہد وہ جزئی ہے جو قاعدہ کے ثابت کرنے کیلئے ذکر کیا جائے۔

(۲) شاہد میں یہ شرط ہے کہ وہ اس شخص سے صادر ہو جس کے کلام سے استدلال کرنا صحیح ہے اور مثال میں یہ شرط نہیں ہے۔ (غیر المنثورہ ص ۳۸. المنطوق لمعرفة الفروق ص ۵۹۰ مآرب الطلبه ص: ۱۹۴)

شاب اور فتی میں فرق

یاد رہے کہ ان دونوں کے معنی عربی اصطلاح میں نوجوان کے ہیں اور

دونوں کے درمیان باہمی کوئی خاص لفظی فرق نہیں۔ البتہ استعمال کی رو سے ایک خاص فرق یہ نکلتا ہے کہ لفظ فتی کو جب کسی خاص شخص کی طرف منسوب کرکے استعمال کیا جاتا ہے تو اس وقت جوان کے معنی نہیں دیتے بلکہ اس کا خادم مراد ہوتا ہے کیونکہ خدمت گار اکثر قوی نوجوان دیکھ کر رکھا جاتا ہے جو ہر کام انجام دے سکے اور نوکر اور خادم کو جوان کے نام سے پکارنا اسلام کا حسن ادب ہے کہ نوکروں کو بھی غلام یا نوکر کہہ کر نہ پکارو بلکہ اچھا لقب سے پکارو جیسے قرآن کریم میں آیا ہے: ﴿اذ قال لفتاہ﴾ اس جگہ فتی کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خادم یوشع بن نون علیہ السلام ہے۔

(دیکھئے مآرب الطلبہ ص:۲۵۴)

الشعرانی اور الاشعری میں فرق

قال الاصمعیؒ یقال رجل شعرانیٌ اذا کان طویل شعر الرأس ورجل اشعرٌ اذا کان کثیر شعر البدن قالہ الامام السیوطیؒ فی المزھر۔

(المنطوق لمعرفۃ الفروق ص:۳۰)

ترجمہ: ''امام اصمعیؒ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے رجل شعرانی جب کہ سر کے بال لمبے ہوں اور رجل اشعر کہتے ہیں جب کہ بدن کے بال زیادہ ہوں اسے امام سیوطیؒ المزھر میں کہا ہے۔''

شرکت اور کمپنی کے درمیان فرق

شرکت کو عربی میں ''الشِرکۃُ'' (بکسر الشین و سکون الراء) یا شرکۃ الاشخاص کہتے ہیں۔ اور کمپنی کو ''شرکۃ المساھمۃ'' (بفتح الشین و کسر الراء) کہتے ہیں۔ شرکت اور کمپنی میں کئی امتیازی فرق ہیں (۱) شرکت میں ہر شخص کاروبار کے تمام اثاثوں کا مشاع طور پر مالک ہوتا ہے۔ ہر شریک

دوسرے شریک کا وکیل ہوتا ہے ہر شخص کی ذمہ داری یکساں ہوتی ہے مثلاً کوئی دین واجب ہوا تو تمام شرکاء سے برابر درجے میں مسئولیت ہوگی۔ مگر کمپنی میں ایسا نہیں ہوتا کمپنی ایک "شخص قانونی" ہے اس کا الگ وجود ہے حاملین حصص اس حد تک تو کمپنی کے اثاثوں میں شریک ہیں کہ اگر کمپنی تحلیل ہو اور اس کے اثاثے تقسیم ہوں تو انکو متناسب حصے ملیں گے۔ لیکن کمپنی کی تحلیل سے پہلے قانون حامل حصص کا یہ حق تسلیم نہیں کرتا کہ وہ کمپنی کے اثاثوں میں تصرف کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی حامل حصص مدیون ہو اور اس کے اثاثے قرق کیے جائیں تو جو شیئرز اسکے ہاتھ میں ہیں وہ تو قرق ہونگے مگر اسکے شیئرز کے تناسب سے کمپنی کے اثاثوں میں سے اس کا جو حصہ بنتا ہے وہ قرق نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ قانوناً کمپنی کے اثاثوں پر اس کو تصرف کا حق نہیں ہے۔ (۲) شرکت میں کاروبار کی طرف سے کسی پر دعویٰ ہو یا کسی کی طرف سے کاروبار پر دعویٰ ہو تو تمام شرکاء مدعی یا مدعیٰ علیہ ہونگے، حاملین حصص (شیئرز ہولڈرز) نہیں ہونگے۔ اس شخص قانون کی نمائندگی عدالت میں انتظامیہ کا کوئی فرد کریگا (۳) شرکت کا الگ سے کوئی قانونی وجود نہیں ہوتا، کمپنی کا الگ سے قانونی وجود ہوتا ہے جس کو "شخص قانونی" کہتے ہیں (۴) شرکت میں کوئی شریک شرکت فسخ کر کے اپنا سرمایہ نکالنا چاہے تو نکال سکتا ہے مگر کمپنی میں اپنا سرمایہ نہیں نکالا جا سکتا، البتہ شیئرز فروخت کیے جا سکتے ہیں۔ (۵) شرکت میں عموماً ذمہ داری کاروبار کے اثاثوں تک محدود نہیں ہوتی۔ کمپنی میں ذمہ داری محدود ہوتی ہے۔ (دیکھئے اسلام اور جدید معیشت وتجارت ص: ۶۳،۶۲)

شبہ اور مثل میں فرق

إنّ الشبه يُستعمل فيما يُشاهد، فيقال: السواد شِبه السواد، ولا يقال: القدرة كما يقال مثلها. وليس في الكلام شيء يصلح في المماثلة إلا الكاف و المثل فأمّا الشبه و النظير فهما من جنس المثل، ولهذا قال الله تعالى: ﴿ليس كمثله شيء﴾ [الشورى/١١] فأدخل

الكاف على المثل ،وهما الإسمان اللذان جعلا للمماثلة، فنفي بهما الشبه عن نفسه،فأكد النفي بذلك. (الفروق في اللغة ص: ۱۴۸)

''ان دونوں میں فرق یہ بیان کیا گیا ہے کہ الشبہ کا استعمال مشاہدہ کی جانے والی چیزوں میں ہوتا ہے، چنانچہ الشبہ شبہ السواد کہنا ٹھیک ہے، اور القدر قمثل القدرة کہنا ٹھیک نہیں، جبکہ القدر قمثل القدرة کہنا ٹھیک ہے۔

جاننا چاہئے کہ کلام عرب میں مماثلت بیان کرنے کیلئے صرف ''کاف'' اور ''مثل'' ہی اصل ہیں، جبکہ الشبہ اور النظیر ،المثل کے جنس میں سے ہیں، بایں وجہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿لیس کمثلہ شیء﴾ ، ''کاف'' کو''مثل'' میں داخل کیا حالانکہ دونوں ہی مماثلت کیلئے موضوع ہیں، پس اس سے اپنے آپ سے کسی بھی چیز کی مشابہت کی نفی میں تاکید پیدا کردی۔''

شک، ظن اور وہم میں فرق

الشكُ خلاف اليقين،وأصله اضطرابُ النفس،ثم استعمل في التردد بين الشيئين سواء استوى طرفاه أوترجح أحدهما على الآخر،وقال الأصوليون: هو تردد الذهن بين أمرين على حدّ سواء،قالوا:التردد بين الطرفين إن كان على السواء فهو الشكُ،وإلاّ فالراجح ظنٌ،والمرجوح وهم.(فروق اللغات ص: ۱۵۲).

''سب سے پہلے جاننا چاہئے کہ الشک الیقین کی ضد ہے، اصل میں اس کا معنی مضطرب ہوتا ہے، پھر دو چیزوں کے درمیان تردد میں پڑ جانے میں استعمال ہونے لگا، چاہے اس کے جانب برابر ہوں یا ایک جانب کو دوسری جانب پر ترجیح حاصل ہو۔علماء اصول فرماتے ہیں: الشک ذہن کا دو چیزوں کے درمیان تردد میں پڑ جانا اور دونوں میں کسی کو کوئی ترجیح حاصل نہ ہو۔جبکہ ان تینوں کے مابین فرق کے

بارے میں ان کا قول ہے: اگر دو چیزوں کے درمیان بغیر کسی ترجیح کے تردد ہو تو وہ شک ہے، ورنہ جانبِ راجح الظن ہے، اور جانبِ مرجوح الوہم ہے۔"

الفرق بين الشَّكل والشِّبَه

قال الراغب رحمه الله: الشكل في الهيئة، والصورة، والقدر، والمساحة والشِّبه في الكيفية، والتساوي في الكمية فقط.

(فروق اللغات ص: ۱۵۳).

"ان دونوں لفظوں میں فرق کے بارے میں امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: الشکل کا اطلاق ہیئت، مقدار اور پیائش پر ہوتا ہے، اور الشبہ کا اطلاق کیفیت پر، جبکہ التساوی کا اطلاق کمیت پر ہوتا ہے۔"

شَرَف اور عِز میں فرق

إنّ العزّ يتضمّن معنى الغلبة والامتناع على ما قلنا، فأمّا قولهم: عزّ الطعام فهو عزيز، فمعناه قلّ حتّى لا يقدر عليه، فشبّه بمن لا يقدر عليه لقوّته ومنعته، لأنّ العزّ بمعنى القِلّة، والشرف إنّما هو في الأصل شرف المكان، ومنه قولهم: أشرف فلان على الشيء إذا صار فوقه، ومنه قيل: شرفة القصر، وأشرف على التلف إذا قاربه، ثمّ استعمل في كرم النسب فقيل للقريشي شريف، وكلّ من له نسب مذكور عند العرب شريف، ولهذا لا يقال لله تعالى شريف كما يقال له عزيزٌ.

(الفروق في اللغة ص: ۱۷۵)

"ان دونوں میں فرق کے بارے میں کہا گیا ہے کہ العز میں غلبہ اور نا ممکن الحصول ہونے کا معنی بھی شامل ہوتا ہے، البتہ لوگ جو کہتے ہیں: "عز الطعام

فھو عزیز" (کھانا کم ہونا) تو اس کا مطلب ہے کہ کھانا اتنا کم پڑ گیا کہ اسے حاصل کرنا دشوار ہو گیا، سو یہ بھی ایسے شخص کے مشابہ ہو گیا جو اپنی قوت و شوکت کی وجہ سے اس پر کوئی قابو نہ پائے، کیونکہ العز کا اصل معنی کمیاب و قلیل ہونا ہے۔

الشرف۔ اصل میں **شرف المکان** (جگہ کی بلندی) سے ماخوذ ہے، اسی سے کہا جاتا ہے: **أشرف فلان علی الشيْ** جب کسی چیز پر چڑھ جائے، اور اسی سے ہے: **شرفۃ القصر** (محل کا کنگرہ)، اور **أشرف فلان علی التلف** یعنی وہ ہلاکت کے قریب ہوا۔ پھر نسب کی بڑائی میں استعمال ہونے لگا، جیسے: قریشی کو شریف کہا جاتا ہے، اور اسی طرح ہر وہ شخص جس کا نسب عرب میں موجود ہو اسے بھی شریف کہا جاتا ہے، بایں وجہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو شریف نہیں کہا جاتا جبکہ عزیز کہا جاتا ہے۔"

شاکر اور شکور میں فرق

(۱) انّ الشاکرَ الذی یشکر علی الموجود والشکورُ الذی یشکر علی المفقود۔ قالہ العلامۃ السیوطیؒ فی الکنز المدفون۔ (۲) وقیل الشاکرُ من یشکر علی النفع والشکور من یشکر علی المنع والخُسران۔ (۳) وقیل الشاکرُ من یشکر علی العطاء والشکورُ من یشکر علی البلاء۔ (المنطوق ص:۲۳)

"ان دونوں لفظوں میں فرق کے بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں:۔

(۱) علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکنز المدفون" میں فرمایا کہ: الشاکر وہ ہے جو موجودہ چیزوں پر شکر کرے، اور الشکور وہ ہے جو گم شدہ چیزوں پر بھی شکر کرے۔
(۲) بعض علماء فرماتے ہیں کہ: الشاکر اس کو کہا جاتا ہے جو نفع پر شکر کرے، اور الشکور وہ جو نقصان پر بھی شکر کرے (۳) اور بعض علماء کا قول ہے کہ الشاکر: وہ جو عطاء و نعمتوں پر شکر کرے، اور الشکور وہ ہے جو مصیبتوں پر بھی شکر کرے۔"

شہوۃ اور لذت میں فرق

انّ الشہوۃ توقانُ النفس الیٰ ما یَلَذُّ و یَسُرُّ واللذۃُ ما تاقت النفس الیہ ونازعت الیٰ نیلہ فالفرق بینھما ظاھر۔ (الفروق فی اللغۃ ص: ۱۱۵)

"الشھوۃ: لذیذ ومسرور کردینے والی شئے کی طرف نفس کے شدید شوق کو کہا جاتا ہے، جبکہ اللذۃ ہر وہ چیز جس کی طرف نفس شوقین ہو، اور اسے حاصل کرنے کی خوب کوشش کرے، پس دونوں میں فرق بالکل عیاں ہے۔"

﴿نوٹ﴾

ذیل میں حرف شین کے الفاظ کے فروق اس سے قبل لکھے جا چکے ہیں، ذکر کئے جاتے ہیں:۔(۱) شیطان اور جن کا فرق، جن اور شیطان میں تھے۔(۲) شہادت اور خبر کا فرق، خبر اور شہادت میں ہے۔(۳) شجاعت اور بسالت کا فرق، بسالت اور شجاعت میں دیکھئے۔(۴) شاہد اور حاضر کا فرق، حاضر اور شاہد میں دیکھئے۔(۵) شرح اور تفصیل کا فرق، تفصیل اور شرح کے اندر ہے۔(۶) شکر، مدح اور حمد کا فرق، حمد، مدح اور شکر میں ہے۔(۷) شخص، ذات اور ہیولی کا فرق، ذات، ہیولی، اور شخص کے اندر ہے۔(۸) شتم اور سب کا فرق، سب اور شتم کے اندر دیکھئے۔(۹) شکر، ثناء اور حمد کا فرق، اس سے قبل گذر گیا ہے۔(۱۰) شح اور بخل کا فرق بخل اور شح کے اندر ہے۔(۱۱) شعار اور دثار کا فرق، دثار اور شعار کے اندر ہے۔(۱۲) الشیخ اور الاستاد کا فرق استاد اور شیخ کے اندر ہے۔(۱۳) شراء اور اشتراء کا فرق، اشتراء اور شراء کے اندر دیکھئے۔(۱۴) شدت اور زیادت کا فرق، زیادت اور شدت میں ہے۔(۱۵) شک اور ریب کا فرق، ریب اور شک کے اندر ہے۔(۱۶) شرح اور حاشیہ کا فرق، حاشیہ اور شرح کے اندر ہے۔(۱۷) شوق اور اُنس کا فرق، اُنس اور شوق میں ہے۔(۱۸) شاۃ اور نعجہ کا فرق،

تیس اور شاۃ اور نعجۃ کے درمیان میں ہے۔(۱۹) شرعی میل اور انگریزی میل کا فرق، انگریزی میل اور شرعی میل کے درمیان دیکھئے۔(۲۰) الشفیق اور الرفیق کا فرق، الرفیق اور الشفیق کے درمیان دیکھئے۔

صدقہ اور عطیہ کے درمیان فرق

کہا جاتا ہے کہ صدقہ وہ ہے جس میں ثواب کی نیت وامید سے دوسروں کو کچھ دیا جائے بخلاف عطیہ کے کہ اس میں ثواب کی اُمید کے بغیر دوسروں کو کچھ دیا جاتا ہے۔
(فروق اللغات ص:۱۵۹ بتغییر یسیر من المؤلف)

صفت اور وصف میں فرق

صفت اور وصف میں بالذات کوئی فرق نہیں البتہ اعتباری فرق ہے وہ یہ ہے کہ وصف کہا جاتا ہے واصف کے اعتبار سے یعنی بیان کرنے والا کے اعتبار سے اور صفت کہتے ہیں موصوف کے اعتبار سے اور صفت اصل میں وصف ہی تھا بقاعدہ وعدۃ واو کو حذف کر دیا اور اس کے آخیر میں تاء لاحق کر دیا گیا اور اس کو تاءِ مصدری بھی کہا جاتا ہے۔(تسهلیة الاسیر شرح نحو میر، ناشر میر محمد کتب خانہ کراچی ص: ۱۵۶)

صومِ وصال اور صومِ دہر میں فرق

بعض حضرات نے صوم وصال اور صوم دہر میں کوئی فرق نہیں کرتے صوم وصال کا وہی مطلب بیان کرتے ہیں جو صوم دہر کا ہے یعنی سال کے تمام دنوں میں روزے رکھے جائیں اور رات کو افطار کیا جائے لیکن راجح قول یہ ہے کہ دونوں کی حقیقت مختلف ہیں چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ صوم وصال اور صوم دہر دونوں میں فرق یہ

ہے کہ صوم وصال کہتے ہیں روزانہ شبانہ افطار نہ کرکے لگاتار روزہ رکھنا بخلاف صوم دہر کے کہ وہ ان میں لگاتار روزہ رکھنا اور رات میں افطار کرنا ہے لھذا جو شخص اپنی تمام عمر دن میں لگاتار رکھا ہے سوائے ایام منہی عنھا کے کہ وہ صائم الدہر ہوگا اور صائم الوصال نہ ہوگا (۲) صوم وصال حضور ﷺ کی خصوصیت میں سے ہے اور صوم دہر عام ہے جیسے تاریخ میں آیا ہے کہ امام اعظمؒ نے تیس سال لگاتار روزہ دار تھے اور امام بخاریؒ نے سولہ سال تک اور صاحب حدایہ تیرہ سال تک مسلسل روزہ دار تھے تو ان سے مراد صوم دہر ہے نہ کہ صوم وصال۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص: ۱۳۵، درس ترمذی)

صدقہ اور ہدیہ میں فرق

دونوں میں فرق یہ ہے کہ صدقہ میں ابتداء ہی میں اجر وثواب کی نیت ہوتی ہے اور ھدیہ میں اصلاً دوسرے کی رضامندی وتطیب قلب مقصود ہوتی ہے اگرچہ مآلاً اس میں بھی ثواب ملتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ دونوں میں ابتدائی حیثیت سے فرق ہے انتہائی حیثیت سے کوئی فرق نہیں۔ (۲) صدقہ کی رجعیت جائز نہیں ہے بخلاف ھدیہ کے کہ اس میں رجعت کرنا جائز ہے۔ (۳) ہدیہ کے عوض دینے سے وہ بیع کے حکم میں ہوجاتا ہے بخلاف صدقہ کے کہ اس کے عوض دینے سے بیع کے حکم میں نہیں ہوتا۔ (مآرب الطلبہ ص ۱۴۸)

صاخ، صرۃ، صرصر، صریر اور صوت میں فرق

یاد رہے کہ ان سب الفاظ کے معانی آواز کے ہیں پھر ان میں باہمی فرق اس قدر بیان کیا جاتا ہے کہ صوت مطلق آواز کو کہتے ہیں چاہے بڑی ہو یا چھوٹی اور صرۃ غیر معمولی آواز کو کہا جاتا ہے اور صریر قلم سے نکلنے والی آواز کو کہتے ہیں اور صرصر بہت سخت آواز کو کہا جائیگا اور صاخ اتنی بڑی سخت آواز کو کہتے ہیں جس سے انسان کے کان بہرے ہوجاتے ہیں۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص: ۲۱۵)

صفت اور وصف میں فرق

وصف ما قام بالواصف کو کہتے ہیں اور صفت ما قام بالموصوف کو کہتے ہیں کما فی قولہ تعالیٰ: ﴿سُبحانَ ربّک ربّ العِزۃِ عمّا یصفون﴾ ﴿وربُّنا الرحمٰنُ المستعانُ علیٰ ما تصفون﴾. (افاضات شرح مقامات ص:۲۳۰ ج۱)

صفاتِ کمالیہ اور صفاتِ مستحسنہ اور صفاتِ مذمومہ میں فرق

جاننا چاہیے کہ صفات کی تین قسمیں ہیں (۱) کمالیہ (۲) مستحسنہ (۳) مذمومہ۔ اب تینوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ صفاتِ کمالیہ وہ صفات ہیں جس میں کوئی نقص نہ ہو بلکہ کمالیت کے اعلیٰ درجہ کے ہوں جیسے باری تعالیٰ کے جملہ صفات ہیں اور صفات مستحسنہ وہ صفات ہیں جس میں خوبی کے ساتھ کچھ نہ کچھ نقص بھی ہو اور صفات مذمومہ۔ وہ صفات ہیں جس میں نقص ہی نقص ہو اور کمال کی کوئی بات اس کے اندر نہ ہو دوسرا فرق (۲) یہ ہے کہ صفات کمالیہ پر حمد او مدح دونوں ہوتی ہیں اور صفات مستحسنہ پر محض مدح ہوتی ہے نہ کہ حمد اور صفات مذمومہ پر نہ مدح اور نہ حمد ہوتی ہے۔ (مآرب الطلبہ ص:۷۵)

صفح اور عبث میں فرق

واضح ہو کہ عبث کہتے ہیں وہ کام جس میں کوئی غرض ہو مگر وہ شرعی نہ ہو اور صفح کہتے ہیں اس کام کو جو فائدہ سے خالی ہو اور اس میں کوئی نقصان یا غرض نہ ہو۔ (افاضات شرح مقامات مترجم مولانا افتخار علی دیوبندی ص:۲۲۴ ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

صِدق اور وفا میں فرق

دونوں میں باہمی فرق یہ ہے کہ وفاء کا تعلق فعل اور عمل سے ہوتا ہے اور صدق کا تعلق فعل وقول سے ہے یعنی وفاداری سے ہے۔ (افاضات شرح مقامات مترجم اردو ص۵۲۰ ج۲ مولفہ مولانا افتخار علی دیوبندی، ناشر مکتبہ شرکت علیہ ملتان)

الصنم اور الوثن میں فرق

قيل الصنم ما كان مصوّراً من صفر او ذهب او غيرِ ذالك والوثن ما كان غير مصوّر ولم اقف في ذالك على دليل. (فروق اللغات ص: ۱۵۸)

''کہا جاتا ہے کہ صنم جو مصور ہو یعنی جس کی صورت بنائی جاتی ہو سونا اور چاندی وغیرہ سے اور وثن اسے کہتے ہیں جو غیر مصور ہو یعنی اس میں صورت گیری نہ ہو (لیکن بقولِ صاحب کتاب اس پر مجھے دلیل نہیں ملی)۔''

صوفیاء اور علماء میں فرق

واضح ہو کہ جس شخص کی زیادہ تر توجہ عبادت وعمل اور ذکر اللہ میں مصروف ہو اور علم دین بقدرِ ضرورت ہو وہ ربانی یعنی اللہ والا اور اصطلاح میں صوفی یا پیر اور مرشد کہا جاتا ہے۔ اور جو شخص علمی مہارت پیدا کر کے لوگوں کو احکام شرعیہ بتلانے سکھلانے کی خدمت میں مشغول ہے اور فرائض وواجبات اور سُننِ مؤکدہ کے علاوہ دوسری نفلی عبادت میں زیادہ وقت لگا نہیں سکتا جس کو اصطلاح عام میں عالم یا حبر کہا جاتا ہے۔ (دیکھیے مآرب الطلبہ ص:۲۹۹، ۳۰۰)

صنف، نوع اور قسم میں فرق

ان تینوں الفاظ کے مابین فرق یہ ہے کہ صنف۔ یہ امر خارج کے اعتبار سے ہوتی ہے جیسے ہندی، رومی، حبشی وغیرہ اور یہ نوع سے خاص ہوتی ہے اور نوع جو باعتبارِ ذات کے ہوتی ہے جیسے انسان اور بقر، غنم، وغیرہ اور قسم جوان دونوں قسموں سے عام ہوتی ہے جیسے حیوان وغیرہ۔ (ماخوذ از روایۃ النحو شرح ہدایۃ النحو۔ ص۔۹۰ بتغیر یسیر)

الفرق بين الصياح والنداء

ان الصياح رفع الصوت بما لا معنى له وربما قيل للنداء صياحٌ فامّا الصياح فلا يقال له نداء الاّ اذا كان له معنى. (الفروق في اللغة ص ٣٠)

"صیاح ایسی آواز جس کا کوئی معنی نہ ہو اور کبھی کبھی نداء کو بھی صیاح کہتے ہیں اور صیاح کو نداء اس وقت نہیں کہا جائے گا جب تک کہ اس معنی نہ ہو"۔

صلاح اور فلاح میں فرق

إنّ الصلاح ما يتمكن به من الخير او يتخلص به من الشرّ والفلاح نيل الخير والنفع الباقي اثره فلحا..ويقالُ للاكار فلاح لأنّه يشق الارض شقاباقياً في الارض والافلح المشقوق الشفة السُفلى، يقالُ هذه علّة صلاحه ولا يقال فلاحه بل يقالُ هي سبب فلاحه ويقالُ موته صلاحه لانّه يتخلصُ به من الضرر العاجل ولا يقالُ هو فلاحه لانه ليس بنفع يناله. (الفروق في اللغة ص: ٢٠٥/٦)

"ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ الصلاح اسے کہا جاتا ہے، جس کی وجہ سے کوئی خوشی حاصل ہو، یا کسی مصیبت سے چھٹکارا ملے، اور الفلاح کا مطلب ہے

کہ ایسا نفع وبھلائی کا حاصل ہونا کہ جس کا اثر بہتر طور پر باقی ہو، بایں وجہ کاشتکار کو الفلاح کہا جاتا ہے، کہ وہ بھی زمین کو ایسے پھاڑتا ہے جو باقی رہتا ہے، اور الأفلح نچلے ہونٹ پھٹا ہوا ہونے والے کو کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ہذہ علۃ صلاحہ، استعمال ہوتا ہے، اور ھذہ علۃ فلاحہ استعمال نہیں ہوتا، بلکہ ھذا سبب فلاحہ استعمال ہوتا ہے ، اور اسی طرح کہا جاتا ہے موتہ صلاحہ (اس کی موت اس کی صلاح ہے) کیونکہ وہ وقتی مصیبت سے چھٹکارا پالیتا ہے، جبکہ موتہ فلاحہ نہیں کہا جاتا، کیونکہ وہ کوئی ایسا نفع نہیں جسے وہ حاصل کر رہا ہو۔"

صَداق اور مہر میں فرق

انّ الصِداق اسم مما یبذله الرجل للمرأة طوعاً من غیر الزامٍ والمهرُ اسم لذلک ولما یلزمه ولهذا اختار الشروطیون فی کتب المهور صداقها التی تزوّجها علیه ومنه الصِداقة لانه لاتکون بالزامٍ و اکراهٍ ومنه الصداقة ثمّ یتداخل المهر و الصداق لقربِ معناها. (الفروق فی اللغۃ ص: ۱۶۳)

"ان دونوں میں فرق اس یہ بیان کیا جاتا ہے کہ الصِداق وہ ہے جو مرد اپنی بیوی کو خوشی سے بغیر کسی جبر کے دے، جبکہ المہر مذکورہ معنی دینے کے ساتھ ساتھ مرد سے جبراً لے کر بیوی کو دیے جانے کا معنی بھی دیتا ہے۔ اسی وجہ سے مہور کی کتابوں میں درج ہے: "الصداق الذي تزوجها علیه" یعنی الصداق وہ ہے جس پر مرد نے عورت سے شادی کی، اسی طرح بھی دوستی الصداقۃ سے تعبیر کی جاتی ہے، کیونکہ وہ بغیر کسی جبر کے ہوتی ہے، اور الصدقۃ بھی اسی سے ہے۔ پھر الصداق اور المهر کا ایک دوسرے پر بھی بوجہ قرب معنی اطلاق ہوتا ہے۔"

الصورة اور الهيئة میں فرق

انّ الصورة اسم يقع على جميع هيئات الشيء لا على بعضها ويقع ايضاً على ما ليس بهيئة الا ترى انه يقال صورة هذا الامر كذا و لا يقال هيئته كذا، و انّما الهيئة تستعمل في البنية و يقال تصورت ما قاله و تصورت الشي كهيئته الذى هو عليه و نهايته من الطرفين سواءً كان هيئته اوّلاً و لهذا لا يقال صورة الله كذا .. لانّ الله تعالىٰ بذى نهاية. (الفروق في اللغة ص: ١٥٣)

"ان میں فرق یہ ہے کہ الصورة کسی چیز کے تمام ہیئتوں کا نام ہے، اور کبھی کبھار ہیئت کے علاوہ پر بھی الصورة کا اطلاق ہوتا ہے، کہا جاتا ہے: "صورة هذا الأمر كذا" (اس کام کی صورت اس طرح ہے) اور "هيئة الأمر كذا" نہیں کہا جاتا، جبکہ الهيئة کا استعمال کسی چیز کے ڈھانچہ پر ہوتا ہے، کہا جاتا ہے: "تصورت ما قاله" (میں نے جو کچھ اس نے کہا، اسکو خیال میں لایا) اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے: "تصورت الشيء كهيئته التي هو عليها، و نهايته من الطرفين" (میں نے چیز کو اس کی اپنی کیفیت، اور تمام زاویوں سے ذہن میں لایا)، اس مذکورہ صورت میں ضروری نہیں کہ اس "چیز" کا ڈھانچہ بھی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں "صورة الله كذا" کہنا ٹھیک نہیں، کیونکہ اللہ عزوجل کی کوئی انتہاء ، و زاویہ نہیں ہے۔

الفرق بين الصحة و العافية

انّ الصحة اعم من العافية يقال رجل صحيح و آلة صحيحة و خشبة صحيحة، اذا كانت ملتئمة لا كسر فيها و لا يقال: خشبة معافاة. و تستعار الصحة فيقال: صحت القول و صح ليعلى فلان

حق، ولا تستعمل العافية فی ذالک۔

والعافية مقابلة المرض بما يضاده من الصحة فقط والصحة تنصرف فی وجوه على ما ذكرنا، وتكون العافية ابتداءً من غير مرض وذالک مجاز كانّه فعل ابتداءً ما كان من شانه ان ينافی المرض يقال خلقه الله معافی صحيحاً ومع هذا فانّه لايقال صحّ الرجل ولا عوفی الا بعد مرض يناله، والعافية مصدر مثل العافية والطاغية واصلها الترک من قوله تعالى "فمن عفی له من اخيه شیء" ای ترک له وعفت الدار تركت حتی درست ومنه "اعفو اللحی" ای تركوها حتی تطول ومنه العفو عن الذنب وهو ترک المعاقبة عليه وعافاه الله من المرض تركه منه بفعله من الصحة وعفاه يعفوه واعتفاه يعتفيه اذا اتاه يسأله تاركاً لغيره. (الفروق فی اللغة ص ۱۰۳/۱۰۲)

"ان دونوں لفظوں کے درمیان فرق کے بارے میں جاننا چاہیے کہ الصحة، العافية سے اعم ہے کہا جاتا ہے: رجل صحيح (تندرست شخص)، التصحيحة (بہتر آلہ)، اور خشبة صحيحة، (جب لکڑی بالکل جڑی ہوی ہو، اور اس میں کسی قسم کی توڑ نہ ہو، جبکہ خشبة معافاة نہیں کہا جاتا، اور الصحة کو کبھی مجازاً بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے: صححت القول (میں نے بات کو ٹھیک کیا)، اور اسی طرح صح لی علی فلان حق (فلاں شخص پر میرا درست حق ہے)، اور جبکہ یہاں العافية استعمال نہیں ہوتا۔

العافية: مرض کے مقابلہ میں تندرستی کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے، اور کبھی کبھار بلا مرض بھی مجازاً استعمال ہوتا ہے، گویا کہ اس نے ابتداء ہی سے اپنے نفی مرض کا فعل انجام دیدیا، کہا جاتا ہے: خلقه الله معافی صحيحا (اس کو اللہ رب العزت نے تندرست وصحیح پیدا فرمایا)، مگر اس کے باوجود صح الرجل، اور عوفی الرجل استعمال نہیں ہوتا۔ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ العافية دراصل مصدر ہے بروزن

العافیة، اور الطاغیة کے، جو "چھوڑنے" کے معنی میں آتا ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿فمن عفی له من اخیه شیٔ﴾ یعنی وہ جس کیلئے اس کے بھائی کی طرف سے کوئی چیز چھوڑی جائے، اور "عفت الدار" یعنی گھر کو چھوڑ دیا گیا، یہاں تک کہ اس کے نشانات مٹ گئے، اسی مادہ سے حدیث پاک میں وارد ہے: "اعفوا اللّحی" یعنی داڑھی چھوڑ دو یہاں تک کہ لمبی ہو جائے، اور "العفو عن الذنب" بھی اسی قبیل سے ہے، جس کا مطلب گناہ کی سزا کو چھوڑ دینا ہے، اور اسی طرح "عافاه الله من المرض" کا مطلب بھی ہے کہ اس کو اللہ نے مرض سے چھوڑ دیا، اور عفاه (ن)، و اعتفاه: طلب معروف کیلئے دوسروں کو چھوڑ کر، اس کے پاس آنا، پس العافیة کا اصل معنی ترک و چھوڑنے کے ہیں۔"

الفرق بين الصواب والمُستقيم

انّ الصّواب اطلاق الاستقامة على الحسن و الصدق . و المستقيمُ هو الجاری علی سنن فتقول: الكلام اذا كان جارياً على سنن لاتفاوت فيه انّه مستقيم وان كان قبيحاً، ولايقال له صواب اِلّا اذا كان حَسَناً، وقال سيبويهؒ مستقيم حسن ومستقيم قبيحٌ ومستقيم صدق و مستقيم كذب قلنا ولايقال صواب قبيحٌ. (الفروق في اللغة ص ۳۵)

ترجمہ: "ان دونوں لفظوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ الصواب حسن اور سچائی میں ٹھیک ہوتا ہے، جبکہ المستقیم ایک ہی روش پر چلے ہوئے کو کہا جاتا ہے۔ پس کلام اگر ایک ہی انداز و روش میں ہو تو اسے المستقیم کہا جاتا ہے، اگرچہ وہ الصواب کہلانے کا مستحق نہ ہو، پھر جب اس میں خوبصورتی آجائے تو اسے الصواب کہا جائے گا۔

امام سیبویہؒ نے فرمایا: المستقیم صدق، کذب، حسن اور قبح، سب کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے، جبکہ الصواب قبح کے ساتھ متصف نہیں ہو سکتا۔"

الفرق بین الصوت والصیاح

انّ الصوت عامٌ فی کل شیٔ تقول صوت الحجر وصوت الباب وصوت الانسان. والصیاحُ لایکون اِلّا لحیوان فامّا قول الشاعر:۔

تصیح الردینیات فینا وفیهم ‌ ‌ ‌ صیاح بنات الماء اصبحن جوعاً

فهو علی التشبیه والاستعارة. (الفروق فی اللغة ص: ۳۰)

''ان دونوں کے مابین فرق یہ ہے کہ الصوت عام ہے، ہر چیز کی آواز پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، جیسے: "صوت الحجر" (پتھر کی آواز)، "صوت الباب" (دروازہ کی آواز)، "صوت الانسان" (انسان کی آواز)، جبکہ الصیاح کا اطلاق صرف ذی روح پر ہوتا ہے۔ البتہ شاعر کے درج ذیل کلام میں جو نیزوں کی سنسناہٹ پر الصیاح کا اطلاق کیا گیا ہے، تو وہ تشبیہ واستعارہ کے قبیل سے ہے:۔

تصیح الردینیات فینا وفیهم ‌ ‌ ‌ صیاح بنات الماء اصبحن جوّعا

''نیزے ہمارے اور دشمنوں کے درمیان اس طرح سنسناتی ہیں، جس طرح کہ مینڈک بھوک کی حالت میں ٹرٹراتے ہیں۔''

﴿نوٹ﴾

صاد سے متعلقہ الفاظ کے فروق ختم ہو چکے ہیں، اب ان الفاظ کا صرف نام لکھا جا رہا ہے جن کا فرق اس سے قبل گذر چکا ہے۔ (۱) صدق اور حق کا فرق، حق اور صدق میں گذر گیا ہے۔ (۲) صفت مشبہ اور اسم فاعل کا فرق، اسم فاعل اور صفتِ مشبہ میں ہے۔ (۳) صحت اور سلامت کا فرق، سلامت اور صحت میں ہے۔ (۴) صدقات اور خیرات کا فرق خیرات اور صدقات میں دیکھئے۔ (۵) صحابہ اور اصحاب کا فرق، اصحاب اور

صحابہ میں ہے۔(۶) صانع اور خالق کا فرق، خالق اور صانع میں دیکھئے۔(۷) صموت اور سکوت کا فرق، سکوت اور صموت کے درمیان ہے۔(۸) الصدقہ اور الزکوٰۃ کا فرق، الزکوٰۃ اور الصدقہ کے اندر ہے۔(۹) الصعود اور الارتقاع کا فرق، الارتقاع اور الصعود میں ہے۔(۱۰) الصلۃ اور البر کے درمیان فرق البر اور الصلۃ میں ہے۔(۱۱) صواع اور سقایہ اور اناء کا فرق، اناء اور سقایہ اور صواع میں دیکھئے۔

ضیاء اور نور میں فرق

"ضیاء" کہتے ہیں اُس روشنی کو جو ذاتی ہو (یعنی بالذات ہو) اور زیادہ ہو اور "نور" اس روشنی کو کہا جاتا ہے جو نہ بالذات ہو بلکہ بالعرض ہو یعنی جو دوسرے سے مستفاد ہو اور نہ زیادہ ہو کما فی القرآن: ﴿ھو الذی جعل الشمس ضیاء و القمر نوراً﴾ (از کاپی مقامات ص:۸۵ ج ۲۔ مآرب الطلبہ ص ۲۳۸۔ فروق اللغات ص:۱۶۲)

ضالّ اور ضلّ میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ ضال: وہ گمراہ ہے جس کی راہ پانے کی امید نہ ہو اور ضل وہ ہے جو مطلق راہ گم کنندہ ہو خواہ یہ راہ پائے یا نہ پائے۔ (افاضات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیو بندی ص:۳۸، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

ضلالت اور غوایت میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ غوایت کہتے ہیں کسی انسان کا جان بوجھ کر غلط راہ اختیار کرنا اور ضلالت کہتے ہیں کہ بے خبری میں گمراہ ہو جانا۔ دیکھئے۔ (کمالین شرح اردو جلالین، ص ۴۵۷ ج ۷۔ و فروق اللغات ص:۱۶۳۔ ق)

مآرب الطلبہ ص: ۲۵۷، ناشر مکتبہ فیضیہ ہاٹہزاری چاٹگام)

ضَیم اور ظلم میں فرق

ضیم: کا استعمال تو صرف مال کے چھن جانے پر ہوتا ہے اور ظلم: عام ہے چاہے مال ہو یا غیر مال ہو سب پر ظلم کا اطلاق ہوتا ہے۔ (از کاپی مقامات ص ۱۲۷ مقامہ ۴، واضح ہو کہ یہ کاپی شرح مقامات کے مسودہ کی شکل میں مرتب کتاب کے پاس محفوظ ہے)۔

ضابطہ اور قاعدہ میں فرق

علامہ تاج الدین سبکیؒ نے لکھا ہے کہ قاعدہ وہ امر کلی ہے جس پر جزئیات کثیرہ منطبق ہوں اور ان جزئیات کے احکام اس قاعدہ سے معلوم ہوں اور اس کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ قاعدہ جو کسی خاص باب کے ساتھ مخصوص نہ ہو جیسے **الیقین لا یزال بالشک** کہ یہ قاعدہ ہے بقول علامہ سیوطیؒ جمیع ابواب فقہ میں داخل ہے اور فقہ کے تین چوتھائی مسائل اسی قاعدہ پر متخرج ہیں۔ (۲) وہ قاعدہ جو مخصوص الباب ہو جیسے **کل کفارۃ سببھا معصیۃ فھی علی الفور** اب جو مخصوص باب ہو اس کے لئے اکثر لفظ ضابطہ بولتے ہیں اور جو مخصوص باب نہ ہو اس کو قاعدہ کہتے ہیں کبھی یوں فرق بیان کرتے ہیں کہ اگر انواع ضبط میں سے کسی نوع کے ساتھ صور کثیرہ کا ضبط ہو حصر مقصود ہو تو اس کو ضابطہ کہتے ہیں اگر کسی خاص نوع کے ساتھ نہیں بلکہ جمیع صور کا ضبط تام ہو تو اس کو قاعدہ کہتے ہیں۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۳۰) وعنایۃ السعایہ شرح ہدایہ)

ضِدَّین اور نقیضین میں فرق

نقیض کہتے ہیں دو شیٔ کا اس حیثیت سے ہونا کہ دونوں کا اکٹھا جمع ہونا بھی ممکن نہ ہو اور رفع یعنی دونوں میں سے کسی ایک پر صادق نہ آئیں جیسے وجود و عدم مثلاً قلم کے اندر نہ ہو وجود و عدم دونوں اکٹھے صادق آسکتے ہیں نہ ہی ان سے ایک بھی صادق نہ

آ سکیں بلکہ ضروری ہے کہ اگر وجود ہو تو عدم نہ ہو اگر عدم ہو تو وجود نہ ہو دونوں ہونا
محال ہے اور ضدین کہتے ہیں کہ دو شئ کا اس حیثیت سے ہونا کہ دونوں اکٹھی جمع تو نہ
ہوسکتیں لیکن عین ممکن ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو، مثلاً کالا سفید کہ دونوں
ایک شئ کے اندر جمع تو نہیں ہو سکتے ہیں مگر یہ ہو سکتا ہے کہ کسی شئ میں یہ دونوں ہی
ہوں جیسے کالا، رنگ سفید نہ ہو بلکہ لال ہو۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص:۱۹۳)

الضعف اور الوھن میں فرق

دونوں کے درمیان یہ فرق بیان کیا جاتا ہے کہ وھن کہتے ہیں خوف کی وجہ
سے منکسر الجسم کا ہونا اور ضعف کہتے ہیں قوت وطاقت کا نقصان (کم) ہو
جانا۔ دیکھئے (فروق اللغات ص:۱۶۳)

ضرر اور ضرار میں فرق

یہ دونوں عربی لفظ ہیں جس کے معنی نقصان پہنچانے کے ہیں پھر دونوں میں
بعض حضرات نے یوں فرق بیان کیا ہے کہ ضرر تو اس نقصان کو کہا جاتا ہے، جس میں اس
کے کرنے والے کا اپنا تو فائدہ ہو لیکن دوسروں کو نقصان ہو جیسے شیر کی صفت ہے کہ وہ کسی
کی جان کا نقصان کر کے اپنے لئے فائدہ حاصل کرتا ہے اور ضرار دوسروں کو ایسے نقصان
پہنچانے کو کہتے ہیں جس میں اپنا کوئی فائدہ نہ ہو جیسے سانپ، بچھو کی صفت ہے کہ غیروں
کو مار ڈالے جس میں اپنا کوئی فائدہ نہیں۔ خلاصہ یہ نکلا کہ ضرر عام ہے اور ضرار اخص
ہے۔ (دیکھئے معارف القرآن ص:۳۱۶ ج۳ مآرب الطلبہ ص ۲۲۳)

الضُّعف اور الضَّعف میں فرق

إنّ الضُعفَ بالضمّ يكون في الجسم خاصةً وهو من قوله
تعالى: ﴿خلقكم من ضعف﴾ والضَّعف بالفتح يكون في الجسد والرأي
والعقلِ يقال في رائه ضَعفٌ ولايقال فيه ضُعفٌ كما يقال في جسمه

ضُعفٌ .و الضِعْفُ: بالكسر قدمر تعريفه من قبل. "نور حسين قاسمي غفر الله له ولوالديه ولمن له حق عليه" (الفروق في اللغة ص:۱۰۹)

"ضُعف بالضم صرف جسم میں ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں " خلقكم من ضُعفٍ " سے مستفاد ہے اور ضعف بالفتح جسم، رائی اور عقل میں پایا جاتا ہے، جب کہا جاتا ہے اس کی رائے میں ضعف ہے اور یہ نہیں کہا جاتا کہ اس کی رائے میں ضُعف ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے اس کے جسم میں ضعف ہے۔"

﴿نوٹ﴾

اس سے قبل لفظ ضاد کے فروق لکھے جا چکے ہیں، اب صرف نام لکھا جاتا ہے (۱) ضمہ اور رفع کا فرق، اس سے قبل، رفع اور ضمہ میں گذر گیا ہے۔ (۲) ضراء اور بأسا کا فرق بأساء اور ضراء میں دیکھئے۔ (۳) الضر اور الشوء کا فرق السوء اور الضر میں دیکھئے۔

طہارت اور نظافت میں فرق

ان الطهارة تكون في الخلقة والمعاني لانها تقتضي منافاة العيب يقالُ فلان طاهر الاخلاق و تقولُ المؤمن طاهر مطهر يعني انه جامعٌ للخصال المحمودة والكافر خبيث لانه خلاف المؤمن و تقولُ هو طاهر الثوب والجسد والنَظافة لاتكون الا في الخلق و الباسِ وهي تفيد منافاة الدنس ولاتستعمل في المعاني و تقول هو نظيف الصورة اي حسنها و نظيف الثوب و الجسد ولا تقول نظيف الخلق (الفروق في اللغه ص:۲۶۰)

"طہارت اخلاق اور معانی میں ہوتی ہے، اسلئے کر وہ عیب کی نفی کا تقاضا

کرتی ہے اور کہا جاتا ہے، کہ فلاں طاہر الاخلاق ہے۔ اور مومن طاہر اور مطہر ہے یعنی وہ خصال محمودہ کا جامع ہے۔ اور کافر خبیث ہے اس لئے کہ وہ مؤمن کے خلاف ہے، اور کہا جاتا ہے وہ جسم اور کپڑے کے اعتبار سے طاہر ہے۔ اور نظافت خلق اور لباس میں ہوتی ہے، اور یہ فائدہ دیتی ہے گندگیوں کے دور کرنے کا۔ اور باطنی چیزوں میں استعمال نہیں ہاتی۔ اور کہا جاتا ہے وہ "نظیف الصورۃ" ہے (یعنی اس نے اپنے چہرے کو اچھا بنایا۔ اور کہا جاتا ہے "نظیف الثوب والجسد" اور "نظیف الخلق" نہیں کہا جاتا۔"

طاعت، قربت اور عبادت میں فرق

ذکر شیخ الاسلام زکریاؒ انّ الطاعة فعلٌ ما یثاب علیه توقف علی نیة اوّلاً عرف من یفعله لاجله اولاً والقربة فعل مایثاب علیه بعد معرفة من یتقرب الیه به وان لم یتوقف علی نیة فنحو الصلواة الخمس والصوم والزکٰوة والحج من کلّ مایتوقف علی النیة قُربة وطاعة و قراء ة القرآن والوقف والعتق والصدقة و نحوها مما لا یتوقف علی نیة وطاعة لاعبادة .. و النظر المودی الیٰ معرفة اللہ تعالیٰ طاعة لا قربةً و لا عبادة". (المنطوق لمعرفة الفروق ص:۳۵)

"شیخ الاسلام علامہ زکریاؒ نے فرمایا کہ طاعت وہ فعل ہے جس پر ثواب مرتب ہوتا ہے اور ثواب کا مرتب ہونا سب سے پہلے اس فاعل کی نیت پر موقوف ہوتی ہے کہ وہ کام کس سبب اور وجہ سے کر رہا ہے اور قربت کہا جاتا ہے کہ کسی چیز کو پہنچاننے اور معرفت حاصل کرنے کے بعد اور اس کو عمل درآمد کرنے کے بعد جو ثواب ان پر مرتب ہوتے ہیں اگرچہ نیت نہ ہو یعنی اس میں نیت کا دخل نہیں ہے جیسے مثال کے طور پر پانچوں نمازیں، روزہ، زکواۃ حج، ان سب میں سے ہر ایک موقوف ہوتا ہے، قربت اور طاعت پر، اسکے برخلاف قراۃ قرآن، وقف، آزاد کرنا، صدقہ جاریہ کرنا، اگر

اس میں نیت وطاعت نہ ہو تو عبادت شمار نہ ہوں گے۔ اور اگر ادا کرنے والے کی سوچ اور نظر اللہ تعالیٰ کی معرفت کی طرف ہو تو اس صورت میں طاعت ہے اور قربت و عبادت نہیں۔"

طاہر اور طہور میں فرق

طاہر یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے اسکا معنی ہے خود بخود پاک ہونا اسکے مفہوم میں دوسری چیز کو پاک کرنے کی صلاحیت اور قابلیت شامل نہیں ہے، اور طہور۔ مبالغہ کا صیغہ ہے اور طہور اس چیز کو کہا جاتا ہے جو خود بخود بھی پاک ہو دوسری چیزوں کو بھی پاک کر دے جیسے قرآن میں ہے: ﴿وانزلنا من السماء ماء طهورا﴾ اور طہور کی دوسری صفت مٹی ہے جو خود پاک ہو اور اس سے دوسری چیز بھی پاک کر سکے جیسے ﴿جعلت لی الارضُ مسجداً و طَهُوراً﴾۔ (مآرب الطلبه ص ۱۱۲)

طُہور اور طَہور میں فرق

الطُهور (بضم الطاء) یہ مصدر ہے اور۔ الطہور (بفتح الطاء) یہ اسماء متعدیہ میں سے ہے بمعنی جو دوسرے کو پاک کرتا ہے۔ کما هو الذی يطهر غيره مثل الغسول الذی يغسل به۔ بعض حنفیہ کے نزدیک یہ اسماء لازمہ میں سے ہے بمعنی طاہر کیونکہ اصل فاعل وفعول کے تعدیہ ولزوم میں کوئی فرق نہیں کرتا ہے۔ سو جس کا فاعل لازم ہو اس کا فعول بھی لازم ہوگا بدلیل قاعدہ وقعود ونائم ونوم وضارب وضروب۔ (المطوق لمعرفۃ الفروق ص: ۲۳)

طائفہ اور فرقہ میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں الفاظ کے معنی جماعت اور گروہ کے ہیں پھر ان دونوں میں فرق اس قدر ہے کہ۔" الطائفة هی الجماعة القليلة والفرقة هی

الجماعة الكثيرة" ۔یعنی چھوٹی جماعت کو طائفہ کہتے ہیں اور بڑی جماعت کو فرقہ۔"
كما في قوله تعالىٰ:﴿ولو لا نفر من كلّ فِرْقَةٍ منهم طائفة﴾"الآية"(دیکھیے مآرب الطلبہ ص ۲۵۸، المنطوق لمعرفة الفروق)

طاہرین اور طیبین میں فرق

یہ دونوں مترادف لفظ ہے، دونوں کے معنی ہے پاکیزگی وصفائی کے ہیں۔مگر بعض حضرات ان دونوں کے درمیان فرق اس طرح بیان کیا ہے، کہ طیبین سے مراد دل کی پاکیزگی ہے اور طاہرین سے مراد اعضاء وجوارح کی پاکیزگی ہے۔جیسا کہ و طاہرین کے متعلق کہا جاتا ہے:إنهم منزهون عن الاثم بالقلب قصداً. اور طیبین کے متعلق کہا جاتا ہے:إنهم مبرؤن عن العصيان بالجواهر .(كمايفهم من درس سراجی،ص:۳۰)

الطبیعہ اور القریحہ میں فرق

انّ الطبيعة ماطبع عليه الانسان اى خلق. والقريحةُ فيماقال المبردّ:ماخرج من الطبيعة من غيرِ تكلّفٍ ومنه فلان جيّد القريحة ويقال للرجلِ اقترح ماشئتَ اى اطلب ما في نفسكَ واصل الكلمة الخلوص ومنه ماء قراح اذا لم يخالطه شيئٌ و يقال للارض الّتي لا تنبت شيئاً قرواح اذا لم يخالطها شيٌ من ذالک والنخلة اذا تجردت وخلصت جلدتها قرواح و ذالک اذانمت و تجاوزت وآتى عليها الدهرُ.الفرسُ القارح يرجع الىٰ هذا لانّه قد تمّ سنّه قال وامّا القرح والقرحةُ فليس من ذالک و انّما القرح في الجلد و القرحةُ مشبّهةٌ بذلک. (الفروق في اللغة ص:۷۹)

"طبیعت وہ چیز ہے جس پر انسان کی پیدائش اور خلقت ہو، اور قریحہ امام مبردؒ

کے قول کے مطابق وہ چیز ہے جو طبیعت سے بغیر تکلف صادر ہا جائے مثال کے طور پر کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص اچھے قریحہ رکھنے والا ہے اور اس طرح شخص سے کہا جاتا ہے "اقترح ما فی نفسک" یعنی طلب کرو اس چیز کو جو کہ آپ کے نفس میں ہے، اور اس کلمہ کا اصل معنی "خلوص" ہوتا ہے اور اس سے یہ جملہ مشتق ہے "ماقراح" جب اس چیز کے ساتھ کسی چیز کا ملاوٹ نہ ہو، اور جس زمین پر جو کوئی چیز نہ اُگے (قرواح) کا اطلاق ہوتا ہے یعنی اس کیساتھ کوئی چیز نہیں ہے اور کھجور کا درخت جب کہ متجرد ہو اور اس کی کھال نکل جائے قرواح کہا جاتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ درخت سو جائے اور حد سے گذر جائے اور ایک طولانی عرصہ اس پر گذر جائے۔ اور "الفرس القارح" ایسے گھوڑے پر اطلاق ہوتا ہے یعنی اس کی عمر تمام ہو چکا ہوگا، لیکن لفظ "القرح" اور "القریحة" اس معانی پر نہیں اور "قرح" جلد اور کھال میں ہوتا ہے اور "قرحة" بھی اس کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔"

الطغیان اور العدوان میں فرق

واضح ہو کہ طغیان اور عدوان میں فرق یہ ہے کہ طغیان کہتے ہیں ارادہ کرنا اور اپنے مرتبہ سے آگے بڑھنا ہوتا ہے اور عدوان کہتے ہیں جس میں محض ارادہ کرنا ہو اپنے مرتبہ سے بڑھنے کا۔ (افاضات شرح مقامات اردو، مترجم مولانا افتخار علی دیوبندیؒ ص۳۱۹ ج۱، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

طلاقِ رجعی، طلاقِ بائن اور طلاقِ مغلظہ میں فرق

طلاق رجعی: یہ ہے کہ صاف اور صریح لفظوں میں ایک یا دو طلاق دیدی جائے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی طلاق میں عدت پوری ہونے تک نکاح باقی رہتا ہے اور شوہر کو اختیار ہوتا ہے کہ عدت ختم ہونے سے پہلے بیوی سے رجوع کرلے۔ اگر اس نے عدت کے اندر رجوع کرلیا تو نکاح بحال رہے گا، اور دوبارہ نکاح کی ضرورت نہ

ہوگی اور اگر اس نے عدت کے اندر رجوع نہ کیا تو طلاق مؤثر ہو جائیگی اور نکاح ختم ہو جائیگا۔

طلاق بائن: یہ ہے کہ گول مول الفاظ (یعنی کنایہ کے الفاظ) میں طلاق دی ہو یا طلاق کے ساتھ کوئی صفت ایسی ذکر کیجائے جس سے اس کی سختی کا اظہار ہو مثلاً یوں کہے کہ۔ تجھ کو سخت طلاق یا لمبی چوڑی طلاق تو طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ بیوی فوراً نکاح سے نکل جاتی ہے اور شوہر کو رجوع کا حق نہیں رہتا۔ البتہ عدت کے اندر بھی اور عدت کے ختم ہونے کے بعد بھی دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔ اور طلاق مغلظہ یہ ہے کہ تین طلاق دیدے، اس صورت میں بیوی ہمیشہ کیلئے حرام ہو جائیگی اور بغیر شرعی حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ (دیکھئے آپ کے مسائل اور ان کا حل ص۔۲۷، ۲۲۸ ج ۵)

الطلوعؔ، البزوغؔ اور الشروقؔ میں فرق

انّ البزوغ اوّل الطلوع و لهذا قال تعالى: ﴿فلمّا رای الشمسَ بازغةً﴾ای لمّارأها فی اوّل احوال طلوعها تفکر فیها فوقع له انّها لیست باله ولهذا سُمّی الشرط تبزیغاً لانّه شق خفیٌّ کانّه اوّل الشقّ یقال بُزغ قوأهم الدّابةُ اذا شرطها لیبرز الدم والشُروقُ الطلوعُ تقولُ طلعت و لا یقالُ شرق الرجلُ کما انّ طلع الرجلُ فالطلوعُ اعمّ.

(الفروق فی اللغة ص: ۳۰۵، ۲۰۴)

"بزوغ، طلوع کے ابتداء کو کہتے ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فلما رای الشمس بازغة" یعنی جب سورج کو اس کے طلوع ہونے کے ابتدائی حالات میں دیکھا پھر اس بارے میں سوچ وبچار کی پھر ان پر ظاہر ہوا کہ سورج ان کا رب نہیں ہے اور اسی وجہ سے شرط کا نام تبزیغ رکھا گیا اسلئے کہ وہ پوشیدہ شق (صبح، پھٹن) ہے کہا جاتا ہے "بزغ قوالهم الدابة" جب اس کی شرط لگایا جائے تا کہ خون ظاہر ہو، اور شروق کے معنی طلوع ہونے کے ہیں آپ کہتے ہیں طلعت (وہ طلوع ہوگیا (سورج)

اور یہ نہیں کہتے شرق الرجل جیسا کہ کہتے ہیں طلع الرجل تو طلوع شروق سے اعم ہو گیا۔"

﴿نوٹ﴾

ذیل میں حرف طاء کے وہ الفاظ ہیں ان کے فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں اور حسب ذیل ہیں:۔(۱) طریقت اور شریعت میں فرق شریعت اور طریقت میں ہے۔ (۲) طاعت اور خدمت کا فرق خدمت اور طاعت میں دیکھئے۔(۳) طور اور جبل کا فرق، جبل اور طور کے اندر دیکھئے۔(۴) طمع اور حرص کا فرق، حرص اور طمع میں ہے ۔(۵) طریق اور سبیل کا فرق، سبیل اور طریق میں دیکھئے۔(۶) طاغوت اور جبت کا فرق، جبت اور طاغوت میں ہے۔(۷) طائفہ اور جماعت کا فرق، جماعت اور طائفہ میں ہے۔(۸) طلب اور سوال کا فرق، سوال اور طلب میں دیکھئے۔

الظِّل اور الفَیء میں فرق

(۱) الظِلُّ الفیء الحاصلُ من الحاجز بینک وبین الشمس، وقیل هی الطلوعُ إلی الزوالِ الفیءُ من الزوالِ إلیٰ الغروب (فروق اللغات ص ۱۶۷)

(۲) اور بعض علماء کے نزدیک فی اس سایہ کو کہتے ہیں جو زوال کے بعد غروب سے قبل تک ہو اور ظل اس سایہ کو کہا جاتا ہے جو زوال شمس سے پہلے پہلے ہو (مآرب الطلبه ص ۲۷۱، وهکذا فی غایة السعایة شرح هدایه ج ۲ ص ۲۵۶)

ظرف مستقر اور ظرف لغو میں فرق

ظرف مستقر کہتے ہیں جب حروف جارہ کے متعلق کو حذف کیا جاتا ہے تو اس

وقت حرف جار کو حذف کرنا جائز نہیں کیونکہ اس وقت متعلَّق اور متعلِّق دونوں کے دونوں کا حذف ہونا لازم آئیگا وہ جائز ہے اسی وجہ سے اسے ظرف مستقر کہا جاتا ہے بخلاف ظرف لغو کے کہ اس کے اندر اپنا متعلق مذکور ہونے کی وجہ سے حذف ہونے کی گنجائش باقی ہے لہذا بہ نسبت ظرف مستقر اس میں کچھ نقص باقی ہے یہی وجہ ہے کہ مستقر کے مقابلے میں اسے ظرف لغو کہا جاتا ہے یا یوں کہا جائیگا کہ ظرف لغو میں متعلق مذکور ہونیکی وجہ سے صریح ہوا ہے بخلاف ظرف مستقر کے کہ اس میں متعلق محذوف ہونے کی وجہ سے بمنزلہ کنایہ ہے اور قاعدہ مسلمہ ہے "الکنایۃ ابلغ من التصریح" اسی وجہ سے ابلغ کا ظرف مستقر کے ساتھ اور غیر ابلغ کا ظرف لغو نام رکھا گیا ہے۔ (مآرب الطلبہ)

الظُلّۃ اور المظَلّۃ کے درمیان فرق

إنّ المظلّۃ الکبیرُ من الاخبیۃ. والظلّۃ شیئٌ کالصُّفۃِ یستربہ من البردِ والحرّ کما قال تعالیٰ: ﴿واذ نتقنا الجبل فوقھم کانہ ظُلّۃ وظنّوا انّہ واقعٌ بھم﴾. (المنطوق ص: ۵۴)

''مظلہ کہتے ہیں بڑے خیمہ یا سائبان کو اور ظِلّہ تنگ سائبان گویا ہر اس چیز کو کہا جائیگا جو گھاس پھونس کی چھت والے مکان کی طرح ہو جس کے ذریعہ گرمی اور سردی سے بچا جائے۔ یا وہ قابل ستر ہو جیسے قرآن کی آیت مذکورہ میں موجود ہے۔''

ظَفَر اور فَوز میں فرق

إنّ الظفر ھو العلو علی المناوئ المنازع کما قال تعالیٰ: ﴿من بعد ان اظفرکم علیھم﴾ وقد یستعمل فی موضع الفوز یقال ظفر ببغیتہ ولا یستعمل الفوز فی موضع الظفر؛ ألا تریٰ انہ لایقال فاز بعدوّہ کما یقال ظفر بعدوّہ بعینہ فالظفر مفارق الفوز وقال علی بن عیسیؒ:

الفوز الظفر بدلاً من الوقوع في الشرّ واصله نيل الحظ من الخير وفوز إذا ركب المفازة وفوز ايضاً إذامات لانّه قد صار في مثل المفازة.

(الفروق في اللغة ص:۲۰۵)

"ظفر" کہتے ہیں آپس کی دشمنی اور منازعت میں لڑائی جھگڑے میں بلندی حاصل کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "من بعد ان اظفركم عليهم" بعد اسکے کہ تم ان پر کامیابی حاصل کرلو گے اور کبھی فوز (نجات، کامیابی) کی جگہ بھی استعمال ہوتا ہے، کہا جاتا ہے "ظفر ببغيته" وہ اپنے سرکشی کے سبب کامیاب ہوگیا (یا اس نے ان کے سرکشی سے نجات پائی)۔

اور فوز، ظفر کی جگہ استعمال نہیں ہوتا۔ کیا تمہیں خبر نہیں کہ نہیں کہا جاتا ہے "فاز بعدو" جیسا کہ کہا جاتا ہے "ظفر بعدوه بعينه" تو ظفر فوز سے جدا ہے اور علی بن عیسیٰؒ فرماتے ہیں: فوز کسی شر میں مبتلا ہونے کے بدلے جو ظفر (کامیابی) سے حاصل ہوتی ہے اس کو کہتے ہیں اور اس کی اصل اچھے بھلائی کام سے حصہ پانا اور جب کامیابی، رہائی (یا جب جنگل کی طرف) پر سوار ہو جائے اور نیز وہ کامیابی جو موت کے بعد ہو، اسلئے کہ موت کامیابی کے مثل ہوگئی۔"

ظرافت اور فکاہت میں فرق

فکاہت: کہتے ہیں مزے مزے کی باتیں کرنا خواہ اس سے نفع ہو یا نہ ہو، بخلاف ظرافت کے کہ اس سے نفع ہوتا ہے اور علم کی بات بھی ہوتی ہے۔ (افاضات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیوبندیؒ ج۱ ص۱۸۔ تفہیمات شرح مقامات اردو از شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ ص:۳۶۔ مآرب الطلبہ ص۲۰۰)

﴿نوٹ﴾

مندرجہ ذیل الفاظ کے فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں، جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) الظلم اور البغی کا فرق، البغی اور الظلم میں ہے۔ (۲) الظعن اور الرحل کا فرق، الرحل اور الظعن میں دیکھئے۔ (۳) ظلم اور جور کا فرق، جور اور ظلم میں ہے۔ (۴) ظرف اور آنیہ کا فرق، آنیہ اور ظرف میں دیکھئے۔ (۵) ظن اور شک کا فرق، شک اور ظن میں ہے۔ (۵) ظلم اور ضیم کا فرق، ضیم اور ظلم میں ہے۔

علم اور معرفت میں فرق

ان دونوں کے درمیان مختلف وجوہ سے فرق بیان کیا جاتا ہے (۱) علم ادراک بالقلب کو کہتے ہیں اور معرفت ادراک بالحواس کو کہا جاتا ہے۔ (۲) علم کا استعمال کلّیات میں ہوتا ہے اور معرفت کا استعمال جزئیات میں ہوتا ہے۔ (۳) علم یہ جہل کی ضد ہے اور معرفت کی ضد انکار ہے۔ (۴) معرفت مسبوق بالنسیان ہوتا ہے بخلاف علم کے وہ مسبوق بالنسیان نہیں ہوتا ہے۔ (۵) معرفت متعدی بیک مفعول ہوتا ہے بخلاف علم کے کہ وہ کبھی متعدی بیک مفعول ہوتا ہے اور کبھی متعدی بدو مفعول (فرائد مفورہ ص: ۶۰۳، کشف المحجوب ص: ۴۶۵، افاضات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیوبندی ص: ۱۷، الفروق فی اللغۃ ص: ۷۲، کشف الباری شرح البخاری ص: ۸۹ ج ۲).

عندیؔ اور لدیؔ میں فرق

دونوں کے درمیان دو طریقے سے فرق ہے (۱) یہ کہ عندیٰ میں حضورِ شی شرط نہیں ہے یعنی شی کا مدخول عندیٰ کے پاس ہونا ضروری نہیں بخلاف لدیٰ کے کہ اس میں حضورِ شی شرط ہے۔ (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ لدیٰ اور لغات کو ابتداء کے معنی لازم ہیں اس وجہ سے کہ ان کے ساتھ لفظ من کا ہونا لازم ہے خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً اور عند میں ابتداء کے معنی لازم نہیں اسی وجہ سے وہاں لفظ "من" کا ہونا ضروری نہیں۔ (فرائد

مشورہ ص ۳۸/ تفہیمات ص ۱۱۸)

علم غیب اور کشف میں فرق

دونوں کے درمیان فرق یہ ہے (۱) کہ کسی کے دل کی بات بتا دینا یہ علم غیب نہیں ہے بلکہ یہ کشف ہے اور علم غیب اس علم کو کہتے ہیں جو بلا واسطہ ہو اور یہ خاصۂ خداوندی ہے اور جو علم بذریعہ کشف ہو اس میں کشف واسطہ ہو اسلئے وہ علم غیب نہیں۔
(شریعت اور طریقت از حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ص ۳۹۹)

عہد اور میثاق میں فرق

انّ المیثاق توکید العہد من قولک اوثقت الشیء اذا احکمت شدّہ وقال بعضھم : العھدُ یکون حالاً من المتعاھدین والمیثاقُ یکون من احدھما. (الفروق فی اللغہ ص:۴۸)

"جاننا چاہئے کہ عہد و میثاق معاہدے کو کہا جاتا ہے پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ عہد اس صورت معاملہ اور معاہدے کو کہا جاتا ہے جو دو شخص کے درمیان طے ہو جائے اور میثاق ایسے معاہدے کو کہتے ہیں جو قسم کے ساتھ مضبوط اور مستحکم کیا جائے۔"

خلاصہ: یہ ہے کہ عہد عام ہے اور میثاق خاص ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۳۶)

عذاب اور عقاب میں فرق

الفرق بینھما انّ الاول (أی العقاب) یقتضی بظاھرہ الجزاء علی فعلہ المعاقب لانہ من التعقیب والمعاقبة والعذاب لیس کذالک اذ یقال للظالم المبتدی بالظلم انّہ معذب وان قیل معاقب فھو علی سبیل المجاز لاحقیقة فیھما عموم وخصوص. (فروق اللغات ص: ۱۷۵، الفروق فی اللغہ ص: ۲۳۳)

ترجمہ: ''دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ پہلا (عقاب) اپنے ظاہری اجزاء (اعتبار) سے اس بات کا مقتضی ہے کہ فعل اس کے بعد واقع ہو، اسلئے کہ عقاب تعقیب اور معاقبہ سے ماخوذ ہے (جس کا معنی پے درپے آنا ہے) اور عذاب اس طرح نہیں ہے، ظالم کو ظلم شروع کرتے وقت کہا جاتا ہے یہ معذب (عذاب دینے والا ہے) اور انکو معاقب مجازاً کہہ دیا جاتا ہے، حقیقتہً نہیں تو ان دونوں کے مابین عموم وخصوص کی نسبت ہے۔''

عُجب اور کبر میں فرق

ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ عجب نام ہے اپنے آپ کو اچھا سمجھنا خواہ دوسروں کو حقیر سمجھے یا نہ سمجھے اور کبر (تکبر) نام ہے اس کا اپنے کو بڑا سمجھنے کے ساتھ دوسروں کو حقیر بھی سمجھنا۔ (دیکھئے معارف شمس تبریز ص ۱۴۷، روح کی بیماریاں اور ان کا علاج ص: ۱۴۰)

عالم اور عارف میں فرق

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے ایک شخص کے جواب میں فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے ان دونوں کے درمیان یوں فرق بیان فرمایا کہ ایک مثال سے عالم، عارف کا فرق سمجھو کہ ایک شخص تو وہ ہے جس کے پاس تمام مٹھائیوں کی فہرست موجود ہے مگر اس نے چکھی ایک بھی نہیں اور ایک شخص وہ ہے کہ نام تو ایک مٹھائی کا بھی اسکو یاد نہیں مگر ہاتھ میں لئے ہوئے کھا رہا ہے۔ تو بتلاؤ! مٹھائی کے فوائد حاصل کرنے میں آیا وہ نام یاد رکھنے والا اس حقیقت جاننے والے کا محتاج ہے یا وہ حقیقت جاننے والا اس نام یاد رکھنے والے کا ظاہر ہے کہ پہلا دوسرے کا محتاج ہے نہ کہ برعکس۔ پھر حضرت تھانویؒ نے فرمایا اسی طرح ہم اہل الفاظ ہیں اور عارف صاحب معنیٰ، تو صاحب معنیٰ محتاج نہیں ہوتا اہل لفظ کا اور صاحب لفظ صاحب معنیٰ کا محتاج ہوتا ہے۔

(دیکھئے کشکول معرفت ص:۳۰۳،۳۰۲ بحوالہ کمالات اشرفیہ)

العدلُ اور القِسطُ میں فرق

انّ القسط هو العدلُ البيّنُ الظاهر ومنه سُمّي المكيالُ قِسطاً و الميزانُ قِسطاًلانّه يصوّر لك العدل فى الوزنِ حتّى تراه ظاهراً وقد يكون من العدل مايخفى ولهذا قلنا انّ القسط هو النصيب الذى ينسبت وجوهه و تقسط القوم الشيء تقاسموا بالقسط. (الفروق فى اللغه ص: ۲۲۹)

''قسط'' وہ انصاف ہے جو واضح اور ظاہر ہو اور اسی سے ترازو (پیمانہ) کا نام قسط رکھا گیا اور میزان کا نام اسلئے پیمانہ رکھا گیا ہے کیونکہ آپ کیلئے یہ پیمانہ وزن کے انصاف کو بتلاتا ہے۔ یہاں تک کہ تم اسکو ظاہراً دیکھتے ہو، اور کبھی عدل پوشیدہ بھی ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ قسط وہ حصہ ہے جس کے حصے مخفی ہوں، اور'' تقسط القوم الشيء ''یعنی باہم انصاف سے تقسیم کر دیا۔''

العفوٌ اور الغفرانٌ میں فرق

انّ الغفران يقتضى اسقاط العقاب واسقاطُ العقاب هو ايجاب الثواب فلا يستحق الغفران الاّ المؤمن المستحق للثواب وهذا لا يستعمل الاّ فى اللهِ فيقال غفر الله لك ولا يقال غفر زيدٌ لك الاّ شاذاً قليلاً و الشاهد على شذوذه انّه لا يتصرف فى صفاتِ العبد كما يتصرف فى صفات الله تعالىٰ الا ترىٰ انّه يقال استغفر الله تعالىٰ ولا يقال استغفرتُ زيداً. والعفوُ يقتضى اسقاط اللوم والذم ولا يقتضى ايجاب الثواب ولهذا يستعمل فى العبد فيقال عفا زيدٌ عن عمرو ، و اذا عفا عنه لم يجب عليه اثابته الاّ انّ العفوّ الغفران لما تقارب معناهما

تداخلا و استعملا فی صفات اللہ جلّ اسمہ علی وجہ واحد فیقال عفا اللہ عنہ وغفر لہ بمعنی واحد وما تعدی بہ اللفظان یدلُّ علی ما قلنا وذالک انک تقول عفا عنہ فیقتضی ذلک ازالۃ شیٔ عنہ و تقول غفر لہ فیقتضی ذلک اثبات شیٔ لہ. (الفروق فی اللغہ ص: ۲۳۰)

''غفران چاہتا ہے سزا کے ساقط ہونے کو اور سزا ساقط کرنا ثواب کو واجب کرتا ہے تو غفران کا مستحق وہ مؤمن ہے جو ثواب کا مستحق بھی ہو۔ اور یہ صرف اللہ کے بارے میں استعمال ہوتا ہے پس کہا جاتا ہے ''غفر اللہ لک'' اللہ نے تمہارے مغفرت فرمادی اور ''غفر زید لک'' شاذ و نادر کے علاوہ نہیں کہا جاتا، اور اس کے شاذ کی دلیل یہ ہے کہ اس کا تصرف بندوں کے صفات میں نہیں ہوتا جیسا کہ اس کا تصرف اللہ تعالیٰ کے صفات میں ہوتا ہے، کیا آپ کو خبر نہیں کہ کہا جاتا ہے ''استغفر اللہ'' اور ''استغفر تُ زیداً'' نہیں کہا جاتا۔

اور عفو ملامت اور مذمت کے اسقاط کا تقاضی کرتا ہے اور ثواب کے واجب ہونے کا تقاضی نہیں کرتا، اسی وجہ سے بندہ کیلئے یہ استعمال ہوتا ہے، کہا جاتا ہے ''عفازیدعن عمرو'' زید نے عمرو کو معاف کر دیا اور جب اس کو معاف کر دیا تو اس پر ثواب دینا واجب نہیں ہوا۔ مگر جب عفو اور غفران دونوں کے معانی قریب ہیں تو یہ دونوں متداخل ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے صفات استعمال ہونے لگے ایک ہی طرح سے پس ''عفا اللہ عنہ'' اور ''غفر لہ'' کے ایک ہی معنی ہے اور جب دونوں معنی متعدی ہوں تو اس پر دلالت کرتے ہیں جو ہم نے کہا۔ اور وہ اس طرح آپ کہتے ہیں ''عفا عنہ'' تو یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس سے اس شیٔ کو زائل کر دے اور کہتے ہیں ''غفر لہ'' تو یہ اس کیلئے کسی شیٔ کے اثبات کا تقاضا کرتا ہے۔''

عزم اور نیت میں فرق

انّ النیۃ ارادۃ متقدمۃ للفعل باوقات من قولک انتوی اذا

بعُدوالنوىٰ والنيةُ البُعدُ فسُمّيت بها الارادة التى بعد ما بينها وبين مرادها ولا يفيد قطع الروية فى الاقدام على الفعل والعزم قد يكون متقدما للمعزوم عليه باوقات وبوقتٍ ولا يوصف الله بالنية لا نّ ارادته لا تتقدم فعله ولا يوصف بالعزم كما لايو صف بالروية و قطعها فى الاقدام والاحجام. (الفروق فى اللغة ص: ١١٨)

"نیت وہ ارادہ ہے جو فعل سے بہت مقدم ہو اور یہ آپ کے اس قول انتویٰ سے ماخوذ ہے جس کے معنی دور ہونے کے ہیں اور نوی اور نیت بمعنی بعد دوری ہے، اور نیت اس ارادہ کا نام رکھا گیا جس کو بعد میں ظاہر کرے اور اس کی مراد کو واضح کریا اور یہ کسی کام کی طرف پیش قدمی کے دیکھنے کو ختم کا فائدہ نہیں دیتا، اور عزم کبھی کبھار معزوم علیہ سے مقدم ہوتا ہے چند گھڑی اور بہت پہلے اور اللہ تعالیٰ کو نیت کے ساتھ متصف کیا جاتا ہے جیسا کہ نہیں متصف کیا جاتا روایت اور اس کے قطع کرنے میں قدموں میں اور شہر جانے میں۔"

عقل اور کشف میں فرق

عقل کی رسائی وہاں تک ہوتی ہے جہاں تک کشف کی مگر دونوں میں اتنا فرق ہے کہ کشف کی مثال ٹیلی فون کی سی ہے کہ وہاں صریح الفاظ سنائی دیتے ہیں اور عقل کی مثال ٹیلی گراف کی سی ہے کہ اس میں کچھ تامل کرنا پڑتا ہے۔ (فقہ حنفی کے اصول وضوابط ص: ۲۱۵)

عجیب اور عُجاب میں فرق

ان دونوں لفظوں کے اندر بعض علماء نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ عجیب کہتے ہیں ہر اس انوکھی بات کو جس کی کوئی نظیر ظاہری طور پر موجود ہو اور اگر اس کی کوئی نظیر موجود نہ ہو یعنی بغیر نظیر کے ہو تو اس کو عُجاب کہتے ہیں۔ (تفسیر مظہری اردو مترجم

ص:٦٤٧،ج١٠)

عمیٰ اور عمہ میں فرق

عمہ اور عمیٰ دونوں کے معنی اندھاپن اور نابینائی کے ہیں مگر عمیٰ کا اطلاق ظاہری آنکھوں کے اندھا ہونے پر اور عمہ کا اطلاق دل کی آنکھوں کے اندھا ہونے پر ہوتا ہے۔(تفسیر حقانی ج۱،ص:۳۰۴مؤلف مولانا عبدالحق حقانی دہلویؒ،ناشر:میر محمد کتب خانہ کراچی)

عشیرہ اور معشر میں فرق

معشر کے معنی اقرباء اور حمایت کرنے والے کے ہیں،اور عشیرہ کے معنی ہیں ساتھ رہنے والے اور پہچاننے والے اور عشیرہ معشر سے عام ہے یعنی جو بھی اس کے ساتھ رہنے والے ہوں خواہ وہ کنبہ یا قبیلہ کے ہوں یا باپ کے قریبی اولاد ہوں۔ (افاضات شرح مقامات حریری،اردو از مولانا افتخار علی دیوبندی ص۹۰،ج۱،ناشر:مکتبہ شرکت علیہ،ملتان)

العافیۃ،المعافاۃ اور العفو میں فرق

قیل الاول(العفو) هو التجاوز عن الذنوب ومحوها ، الثانی (العافیة) دفاع الله سبحانه، الاسقام و البلایا عن العبد وهو الاسم من عافاه الله واعفاه ، الثالث(المعافاة) ان یُعافیک الله عن الناس و یُعافیهم عنک ای یُغنیک عنهم ویُغنیهم عنک لصرف اذاهم عنک و اذاک عنهم.(فروق اللغات ص ۱٦۹)

"کہا گیا ہے کہ عفو یہ ہے کہ گناہوں سے چشم پوشی کرنا اور اس کو مٹانا اور عاقبت اللہ سبحانہ کا بیماری مصیبتیں اپنے بندے سے دور کرنا ہےاور وہ گناہ ہے اور

"عافاہ اللہ واعفاہ" سے ماخوذ ہے اور معافاۃ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو لوگوں سے بے نیاز کردے اور لوگوں کو تم سے، جب تم سے کسی کو تکلیف پہنچے اسی پھیر دے اور جب ان سے تم کو تکلیف پہنچیں تو اس کو پھیر دیں۔"

عُرف اور معروف میں فرق

عُرف: کے معنی اچھی بات کے ہیں اور عُرف عام ہے چاہے وہ اخلاقی ہو یا مذہبی، اور معروف اس کے برخلاف ہے۔ (دیکھئے، اضافات شرح مقامات از مولانا افتخار علی دیوبندی ص: ۶۷. تفہیمات شرح مقامات حریری اردو از مولانا اعزاز علی صاحبؒ ص: ۱۱۹ ج ۱)

عترت اور عشرت میں فرق

واضح ہو کہ عترت کہتے ہیں اس اولاد اور قریبی رشتہ دار کو کہ دادا سے ان کا رشتہ شروع ہوں اور جو اولاد یا قریبی رشتہ دار کہ دادا سے اوپر سے شروع ہو ان کو عشرت کہتے ہیں۔ (از کاپی مقامات ص: ۱۳۱، ج ۳، واضح ہو کہ راقم نے اس کاپی کو شرح مقامات کی نیت سے ترتیب دیا تھا جو فی الحال مرتب کے پاس موجود ہے)۔

عاری اور عاطل کے درمیان فرق

عاطل کے معنی ہیں ننگا، اور عاری بھی اسی کے معنی میں ہیں مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ عاری کہتے ہیں جو لباس سے ننگا ہو اور عاطل کہتے ہیں وہ جو زیور یا علم سے ننگا ہو یعنی اس میں کمالات کچھ بھی نہ ہوں۔ (افاضات شرح مقامات اردو ص: ۵۳۳ ج ۲)

عرّاف اور کاہن میں فرق

عرّاف وہ ہے جو چوری کیا ہوا مال اور گمشدہ چیزوں کا پتہ بتلائے اور

کاہن وہ ہے جو زمانہ مستقبل کی غیبی باتیں بتانے کی کوشش کرے اور صاحب
سرار ہونے کا دعویٰ کرے۔ (تاریب الطلبہ ص: ۲۲۷ مؤلف مولانا شبیر احمد ارکانی فاضل
الاسلام ہاٹہزاری چاٹگام)

العقد اور العہد میں فرق

قیل الفرق بینهما انّ العقد فیه معنی الاستیثاق و الشدّ
یکونُ الاّ بین متعاقدین ، و العهد قد ینفرد به الواحد فبینهما عم
وخصوص. (فروق اللغات ص: ۱۷۵)

''ان دونوں کے فرق کے بارے میں کہا گیا ہے کہ عقد میں مضبوطی اور
ت کا معنی ملحوظ ہے اور یہ دو متعاقدین کے درمیان ہوتا ہے اور عہد کبھی ایک طرفہ
ہوتا ہے، تو ان کے درمیان عموم وخصوص کی نسبت ہے۔''

العلم والیقین کے مابین فرق

انّ العلمَ هو اعتقاد الشیء علی ماهو به علی سبیل الثقة، والیقی
هو سکون النفس و ثلج الصدر بما علم و لهذا لایجوز ان یوصف
تعالیٰ بالیقین و یقال ثلج الیقین وبرد الیقین ولا یقال ثلج العلم و بـ
العلم الخ. (والباقی فی " الفروق فی اللغه" ص: ۷۳)

''علم کہتے ہیں کسی شئ کا اعتقاد رکھنا اعتماد کے ساتھ جیسا کہ وہ شئ ہے (جس
حالت میں ہے) اور یقین نفس کا مطمئن ہوجانا اور دل کی ٹھنڈک جس کا علم ہوا اس
ذریعے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو یقین کے ساتھ متصف کرنا جائز نہیں۔ اور کہا جاتا
"ثلج الیقین وبرد الیقین ولا یقال برد العلم و ثلج العلم" کہا جاتا ہے یقین
برف زدہ ہوگیا ٹھنڈا ہوگیا لیکن علم کے بارے میں یہ نہیں کہا جاتا۔'' (باقی فروق اللغ
۷۳'' میں دیکھئے)

عُمَر اور یَعْبُوب میں فرق

یعبوب اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو تیز رفتار ہو (یعنی سریع الجری) ہو اور عُمَر اس گھوڑے کو کہا جاتا ہے جو کثیر الجری ہو یعنی بہت زیادہ دوڑتا ہو۔
(افاضات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی صاحب دیوبندی ص ۱۹۹ ج ۱)

عطیہ اور ہدیہ میں فرق

ہدیہ اور عطیہ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں مگر بعض حضرات نے دونوں کے درمیان یہ فرق بیان کیا ہے کہ ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف (یعنی چھوٹا بڑے کو دے) تحفہ دینے کو ہدیہ کہا جاتا ہے اور اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف (بڑا چھوٹے کو دے) انعام دینے کو عطیہ کہتے ہیں۔ (فرائد منثورہ ص: ۳۸ مآرب الطلبہ ص: ۱۳۸)

عدم اور فقد میں فرق

دونوں کے معنی کسی چیز کے موجود نہ رہنے کے ہیں پھر دونوں میں فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ فقد کا اطلاق عام ہے، چاہے کوئی چیز شروع سے نہ ہو یا بعد میں وجود نہ رہے اور عدم اس چیز کو کہتے ہیں جو شروع سے وجود ہی نہ ہو۔ خلاصہ: یہ نکلا کہ فقد عام ہے اور عدم خاص ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۲۳)

عدل اور فضل میں فرق

فضل اس عطیہ کو کہتے ہیں جس کا بندہ بذات خود حقدار نہیں ہو اور ایسی مصیبت سے حفاظت کرنا کہ بندہ کو اس کو دور کرنے کی طاقت نہ ہو بلکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے محض احسان وعنایت کی رو سے ہوتے ہیں۔ اور عدل اس کو کہتے ہیں

کہ بندہ عمل سے حقدار بنے اسی طرح کسی گناہ سے عذاب کا مستحق بنے اور گناہ کے بقدر عذاب نہ دینا اور در گذر کرنا یہ فضل ہے۔ (تفصیل کیلئے مآرب الطلبہ ص: ۲۲۷)

عیسوی اور ہجری میں فرق

آنحضرت ﷺ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی مدت سے لے کر آج تک کے ایام کو اصطلاح میں ہجری سے تعبیر کرتے ہیں اور حضرت عیسیٰ کو ٹھیک جس وقت آسمان پر اٹھالیا گیا اس وقت سے آج تک کے ایام کو عرف میں عیسوی سے تعبیر کرتے ہیں۔ خلاصہ: ہجری آنحضرت ﷺ کے مدینہ منورہ کی ہجرت کی طرف منسوب ہے اور عیسوی حضرت عیسیٰ کو آسمان کی طرف اٹھائے جانے کی طرف منسوب ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۱۷/۲۱۸)

عِشاء اور عَشاء میں فرق

عِشاء (بکسر العین) انتہائی مغرب سے لے کر صبح صادق تک کے درمیانی اوقات کو کہتے ہیں اور عَشاء (بفتح العین) شام کے کھانے کو کہتے ہیں۔ (مآرب الطلبه فی تحقیق الفرق الفاظ المترادفة والمعانی المتقاربة ص: ۲۰۶)

عندہ اور عنہ میں فرق

واضح ہو کہ "عندہ اور عنہ" فقہاء کرام کی عبارت میں بکثرت موجود ہیں خصوصا ہدایہ، قدوری، عالمگیری میں زیادہ ملیں گے۔ پھر دونوں میں فرق اس قدر ہے کہ عنہ اس پر دال ہے کہ یہ امام اعظمؒ کا مذہب نہیں بلکہ امام اعظمؒ سے مروی ہے اور عندہ امام اعظم کا مذہب ہونے پر دال ہے اور عندہ یا مذہبہ کہنے کی صورت میں امام اعظمؒ کا مذہب مراد ہوتا ہے اور عندھما سے صاحبین کا مذہب مراد ہوتا ہے البتہ اگر امام ابو یوسفؒ کا مذہب الگ بیان کیا جاوے تو عندھما سے طرفین مراد ہیں اور اگر امام محمدؒ کا مذہب الگ بیان کیا

جاوے تو عند ھما سے شیخین مراد ہیں۔

(کذا فی شرح القدوری و مآرب الطلبہ ص ۱۷۲)

عقد نکاح اور عقد بیع میں فرق

دونوں میں کئی اعتبار سے فرق ہے(۱) عقد بیع میں ذات شیٔ کا مالک بنتا ہے اور عقد نکاح میں منافع شیٔ یعنی ملک بضع سے نفع حاصل کرنے کا مالک بنتا ہے۔(۲) نکاح میں شخص واحد طرفین سے وکیل بن سکتا ہے لیکن بیع میں نہیں بن سکتا۔(۳) عقد نکاح میں خطبہ قبل النکاح مسنون ہے مگر عقد بیع میں خطبہ نہیں ہے۔(۴) عقد نکاح میں شہادت شرط ہے لیکن بیع میں نہیں۔(۵) نکاح میں بعد النکاح ولیمہ مسنون ہے بخلاف عقد بیع کے۔(۶) نکاح شخص مخصوص یعنی ولی کا عقد کرا دینا اور زمان مخصوص یعنی جمعہ کے دن اور مقام مخصوص یعنی مسجد میں مسنون ہے بخلاف عقد بیع کے بلکہ عقد بیع میں تو بروز جمعہ اذان جمعہ سے لے کر نماز جمعہ سے فراغت تک ناجائز ہے اور مسجد میں تو بیع جائز ہی نہیں۔(۷) نکاح اصلاً عبادات کے قبیل سے ہے اگر چہ من وجہ معاملات اس کے ساتھ لاحق ہیں یہی وجہ ہے کہ مسجد میں بیع جائز نہیں۔(۸) نکاح صیغہ امر سے منعقد ہوتا ہے بخلاف عقد بیع کے۔(مزید تفصیل کیلئے دیکھئے مآرب الطلبہ ص ۱۵۱)

عَلَم، لقب اور کنیت میں فرق

(۱) علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی چیز کے نام سے اس کی ذات مسمّٰی معلوم ہو تو اسے علم کہتے ہیں اگر علم سے کسی چیز کی ذات مسمّٰی کا مدح یا ذم معلوم ہو تو اسے لقب کہتے ہیں اگر علم سے ذات مسمّٰی کسی کا باپ یا ماں، لڑکا، لڑکی، ہونا معلوم ہو تو اسے کنیت کہتے ہیں۔(۲) عَلَم اور لقب اللہ تعالیٰ کی شان میں بھی استعمال ہوتے ہیں اور کنیت اللہ کی شان میں نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا لڑکا ہے اور ” لم یلد و لم یولد “ کا عین مصداق ہے۔(مآرب الطلبہ ص:۹۳)

عاصی اور معاصی میں فرق

دونوں کے درمیان یوں فرق بیان کیا جاتا ہے کہ عاصی اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی گناہ کرنے والا اور معاصی مصدر ہے یعنی نفس اور عین گناہ کو معاصی کہا جاتا ہے۔ خلاصہ فرق ہے کہ لفظ عاصی کے اندر دو جہتیں موجود ہیں ایک وصف کی دوسری ذات کی یعنی گناہ کرنے والا دوسرا لفظ معاصی میں صرف ایک جہت یعنی وصف کی جہت موجود ہے اور ذات کی جہت موجود نہیں۔ (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ عاصی سے نفرت کرنا حرام ہے اور معاصی سے نفرت کرنا واجب ہے مثلاً کوئی شخص شراب پیتا ہے تو اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا حرام ہے اور اس کے اس بُرے کام سے نفرت کرنا واجب ہے اسکو ایک حِسّی مثال سے حضرت جی مولانا الیاس صاحبؒ نے یوں واضح فرمایا کہ اگر شیر خوار بچہ پیشاب و پاخانہ سے بالکل مخلوط ہو گیا ہو تو ماں کے دل میں پیشاب پاخانہ کی نفرت ہونے کے باوجود بچہ کی محبت و شفقت میں ذرہ برابر بھی ہرگز فرق نہیں آتا بلکہ گندگی کو صاف کر کے بچہ کو اپنے سینہ سے لگا لیتی ہے اور گود میں اٹھا لیتی ہے اسی طرح عاصی مسلمان کی عظمت و قدر دل میں رکھنی چاہئے اور اس کے بُرے کام معاصی سے نفرت رکھ کر اس کو گناہ سے پاک کرنے کی خوب نرمی اور بھلائی کے ساتھ کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ (مآرب الطلبہ ص:۱۰۱/۱۰۲)

عمل اور فعل میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ (۱) عمل میں طوالت و تمادی کا لحاظ ہوتا ہے بخلاف فعل کے کہ اس میں طوالت کا لحاظ نہیں ہوتا۔ (۲) عمل کا اطلاق افعالِ اختیاریہ پر ہوتا ہے اور فعل کا اطلاق عام ہے۔ (۳) نیز ذوی العقول کے افعال کو اعمال کہا جاتا ہے اور افعال ذوی العقول و غیر ذوی العقول میں عام ہیں۔ (۴) نیز دیگر فرق یوں بیان کیا

جاتا ہے کہ عمل کہتے ہیں فعل اختیاری کو پھر عمل وفعل میں فرق یہ بھی ہے کہ عمل اس فعل کو کہا جاتا ہے جس میں دوام واستمرار ہو اور فعل میں دوام واستمرار نہیں ہوتا بلکہ ایک بار کرنے سے بھی فعل کہا جاتا ہے۔(دیکھئے درس مشکوٰۃ ص ۳۰، تنظیم الاشتات ص ۲۱، ج/۱. الاتقان فی علوم القرآن ص ۲۴۷ ج/۱. تحفة المرأة فی دروس المشکوٰۃ ص ۸۵. فرائد منثورہ ص ۳۹)

عصا اور منسأۃ میں فرق

یہ دونوں عربی لفظ ہے اور عربی میں مستعمل ہے اور دونوں کے معنی لاٹھی کے ہیں پھر دونوں میں فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ (۱) بقول بعض حضرات لفظ عصا عربی زبان کا ہے اور منسأۃ دراصل حبشی زبان کا لفظ ہے پھر عربی میں استعمال ہونے لگا مگر دونوں کا مصداق ایک ہی ہے۔(۲) بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ لفظ عربی ہے منسأۃ اسم آلہ کا صیغہ ہے نساۃ سے مشتق ہے جس کے معنی ہٹانے اور موخر کرنے کے ہیں۔اور منسأۃ کے معنی ہے ہٹانے کا آلہ۔چونکہ عصا کے ذریعہ بھی انسان مضر چیزوں کو ہٹاتے ہیں اسی لحاظ سے عصاء کو بھی منسأۃ کے معنی میں لینا صحیح ہے۔خلاصہ یہ نکلا کہ عصاء مطلق لاٹھی کو کہتے ہیں خواہ مضر چیزوں کو ہٹانے کی غرض سے تیار کی گئی ہو یا نہ۔منسأۃ خاص اس لاٹھی کو کہا جاتا ہے جو تکلیف دہ چیزوں کو دفع کرنے کی غرض سے تیار کی گئی ہو۔(دیکھئے مآرب الطلبہ ص:۲۳۶)

عہد اور وعدہ میں فرق

عہد کہتے ہیں اس قول کو جو فریقین کے درمیان باہمی بات چیت سے طے ہوتا ہے جس پر جانبین کو قائم رکھنا ضروری ہوتا ہے بخلاف وعدے کے کہ وہ صرف جانب واحد سے ہوتا ہے یعنی عہد خاص ہے اور وعدہ عام ہے۔

(دیکھئے،مآرب الطلبہ لتحقیق الفاظ المترادفہ و المعانی المتقاربة ص: ۲۵۵.

الفروق فی اللغۃ ص ۴۸)

عاذ اور لوذ میں فرق

عاذ اور لوذ دونوں کے معنی ہیں پناہ پکڑنا مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ لوذ کہتے ہیں مصیبت میں مبتلا ہو کر دوسرے سے پناہ چاہنے کو اور عاذ عام ہے۔ (تفہیمات شرح مقامات اردو از شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب ص ۱۱۲/ ج ۲)

علم غیب اور کشف میں فرق

غیب کے دو معنی ہیں (۱) حقیقی (۲) اضافی، حقیقی وہ ہے جس کے علم کا کوئی ذریعہ نہ ہو یہ خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ اور بندے کیلئے اس کا حصول محال شرعی وعقلی ہے، اور اضافی وہ ہے جو کسی ذریعہ سے بعض کو معلوم کرا دیا جائے اور بعض کو پوشیدہ رکھا جائے یہ بھی بندہ کیلئے باعلام الٰہی حاصل ہو سکتا ہے پس غیب کے معنی اول اور کشف میں تباین ہے اور معنی ثانی کے اعتبار سے دونوں میں کوئی تباین نہیں ہے۔ (دیکھئے فقہ حنفی کے اصول وضوابط ص: ۲۱۷، مرتب جدید مولانا مفتی محمد زید باندوی مدظلہ العالی)

عُودٌ اور غُصنٌ میں فرق

عــــودٌ کہتے ہیں لکڑی یا درخت کی اس شاخ کو خواہ کٹی ہوئی ہو یا درخت کے ساتھ لگی ہوئی ہو اور غـــــصـــن اس شاخ کو کہتے ہیں جو درخت پر لگی ہوئی ہو۔ (از کاپی مقامات ص ۱۸۲ رقسط ۴، یہ کاپی شرح مقامات کی نیت سے ترتیب دی گئی جو راقم کے پاس موجود ہے۔)

عالم اور مولوی میں فرق

مولوی اس کو کہتے ہیں جو مولیٰ والا ہو یعنی علم دین بھی رکھتا ہو اور متقی بھی ہو

خوف خدا وغیرہ اخلاق حمیدہ بھی رکھتا ہو صرف عربی جاننے سے آدمی مولوی نہیں ہو جاتا ۔عالِم کہتے ہیں متقی، متبع سنت کو، کیونکہ مولوی نسبت ہے مولیٰ کی طرف یعنی مولیٰ والا سو جب تک وہ اللہ والا ہو اسی وقت تک مولوی بھی ہے لائق اتباع بھی ہے اور جب اس نے یہ رنگ بدلا اسی وقت سے وہ مولوی نہیں رہا۔(فقہ حنفی اصول وضوابط ص ۲۱۲)

عذلؔ اور ملامتؔ کے درمیان فرق

دونوں کے معنی ہے بُرا بھلا کہنا لیکن اگر برا بھلا کہنے میں زجر و توبیخ غالب ہو تو اسے لوم یا ملامت کہتے ہیں اور اگر زجر و توبیخ کے اندر نرمی کی گئی تو اسے عذل کہتے ہیں۔(دیوان الحسی مترجم اردو ص:۵ مؤلف مولانا محمد علی چاٹگامی، ناشر کتب خانہ میر محمد کراچی)

عقلؔ اور لُبؔ میں فرق

انَّ قولنا اللُّبُّ یفید انّه من خالص صفات الموصوف به.. و العقلُ یفید انه یحصر معلومات الموصوف به فهو مفارق له من هذا الوجه ولباب الشیء و لُبّه خالصه ولم یجز ان یوصف اللّٰه تعالیٰ بمعان بعضها اخلص من بعض لم یجز ان یوصف باللُّب.(الفروق فی اللغة ص: ۷۶)

”ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اللب ذات کے تمام صفاتوں میں سے سب سے خالص صفت کو کہا جاتا ہے، جبکہ العقل ذات کے تمام معلومات کا احاطہ کرتا ہے۔ پس اس حیثیت سے دونوں میں فرق ہو گیا، لباب الشیٔ، اور لب الشیٔ: چیز کا خالص۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں ایسے الفاظ کا استعمال جائز نہیں جو ایک دوسرے سے خالص ہو، اس لئے اللب سے بھی اللہ عزوجل کو متصف نہیں کیا جا سکتا۔“

علم اور فہم میں فرق

قیل الفهم تصورُ المعنی من لفظ المخاطب. وقیل ادراک خفی دقیق فهو اخصُّ من العلم؛ لانّ العلم نفس الادراک سواءٌ کان خفیاً او جلیاً. (فروق اللغات ص: ۱۷۷، والفروق فی اللغة ص: ۷۹)

''ان دونوں لفظوں میں فرق کے بارے میں بعض علماء فرماتے ہیں: الفهم مخاطب کے الفاظ کے معانی کو ذہن نشین کرنا ہے۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں: الفهم ادراک خفی کا نام ہے، قولِ ثانی کے مطابق ان دونوں کے درمیان عموم وخصوص کی نسبت پیدا ہو جاتی ہے، کیونکہ العلم نفسِ ادراک کا نام ہے، چاہے جلی ہو یا خفی۔''

عزم، نیت اور قصد کے درمیان فرق

انّ العزمَ والقصدَ والنیّة اسمٌ للارادة الحادثة لکنّ العزمَ المتقدم علی الفعلِ، والقصدُ المقترنُ به والنیّةُ المقترن به مع دخوله تحت العلمِ بالمنوی. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۵)

''ان تینوں کا ویسے تو نفس ارادہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، مگر تینوں میں یک گونہ فرق ہے، وہ یہ کہ العزم فعل سے پہلے، اور القصد فعل کے ساتھ ہوتا ہے۔ جبکہ النیة میں فعل سے اتصال کے ساتھ ساتھ مطلوبہ چیز بھی ملی ہوئی ہے۔''

العین اور الینبوع میں فرق

انّ العینَ مصبُّ ماء القناة ومفجر ماء الرکیة وینبوع الماء... کما قال الشاعرُ۔

وربّ نهر له عیون: = : تحارُ فی موضعه العیونُ..

والينبوع عين الماء او الجدول الكثير الماء سواء كان في الطروق او في الزروع قال تعالىٰ في سورة الشعراء: ﴿فاخرجناهم من جنّات وعيونٍ و كُنُوزٍ ومقامٍ كريمٍ﴾ وقال تعالىٰ في سورة بني اسرائيل: ﴿حتّىٰ تفجر لنا من الارض ينبوعاً﴾. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۵۳)

ان دونوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ العین، نالی کے پانی کے گرنے کی جگہ ،کنوئیں کے پانی کے پھوٹنے کی جگہ، اور چشمہ کو کہا جاتا ہے شاعر کہتا ہے:۔

ورب نهر له عيون تحار في موضعه العيون

ترجمہ: ''اور بعض نہر ایسے ہیں جنکے چشمے ہیں، ایسی جگہ جہاں آنکھیں حیران رہ جاتی ہیں۔''

جبکہ الينبوع کا اطلاق چشمہ، بہت پانی والے نالہ پر ہوتا ہے، چاہے نالہ راستہ پر ہو یا کھیتوں میں۔ سورۂ شعراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ﴿فاخرجناهم من جنت وعيون وكنوز ومقام كريم﴾ ''پھر نکال باہر کیا ہم نے انکو باغوں اور چشموں سے، اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے۔''، اور اسی طرح سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے: ﴿حتي تفجر لنا من الارض ينبوعا﴾ ''جب تک تو نہ بہا نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ۔''

العقل اور اللُّب میں فرق

انّ قولنا اللُّبُ يفيد انّه من خالصِ صفاتِ الموصوفِ به... والعقلُ يُفيد انّه يَحصرُ معلومات الموصوف به فهو مفارق له من هذا الوجه ولباب الشي و لُبّه خالصه ولم يجز ان يُوصف اللّٰه تعالىٰ بمعانٍ بعضها اخلص من بعضٍ لم يجز ان يوصف باللُّبِّ. (الفروق في اللغة ص: ۷۶)

"ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اللب: ذات کی تمام صفات میں سے سب سے خالص صفت کو کہا جاتا ہے، جبکہ العقل ذات کے تمام معلومات کا احاطہ کرتا ہے۔ پس اس حیثیت سے دونوں میں فرق ہو گیا، لباب الشئ، اور لب الشئ: چیز کا خالص۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں ایسے الفاظ کا استعمال جائز نہیں جو ایک دوسرے سے خالص ہو، اس لئے اللب سے بھی اللہ عزوجل کو متصف نہیں کیا جا سکتا۔"

الفرق بين العقلِ والنُّهى

انّ النُّهىٰ هو النّهايةفي المعارف الّتي لايحتاجُ اليهافي معارفِةالاطفال ومن يجرى مجراهم وهي جمعٌ واحدها النهية . . و يجوزان يقال انهاتفيدانّ الموصوف بهايصلح ان ينتهي الىٰ رايهٖ وسُمّي الغديرُنهياًلانّ السيلَ ينتهي اليه والتنهيةالمكان الذى ينتهي اليه السيلُ والجمعُ التناهي وجمع النهي انه و انّهاء.(الفروق في اللغة ص:٧٧)

"ان دونوں کے درمیان فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ النُّھی سمجھ بوجھ کی وہ آخری حد ہے، جس کی بچوں، اور وہ جوان کے حکم میں ہوں کو ضرورت نہیں پڑتی۔ یہ صیغۂ جمع ہے، اس کا مفرد النھیۃ ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ النُّھی وہ ہے جو موصوف کو اس درجہ تک پہنچا دیتا ہے کہ اس کے مشوروں پر توقف کیا جائے۔ تالاب کو بھی النُّھی اسلئے کہا جاتا ہے کہ سیلاب وہاں آ کر رک جاتا ہے۔ اور اسی طرح التنھیۃ سیلاب کیلئے روک یعنی بند کو کہا جاتا ہے۔ النھی کی جمع (یعنی النھیۃ کی جمع الجمع) انہ۔ وانھاء آتی ہے۔"

الفرق بين العفوِ والمغفرةِ

الفرق بينهمابان العفوترك العقاب على الذنب والمغفرةتغطية الذنب بايجاب المثوبة،ولذلك كثرت المغفرت من

صفات اللّٰہ تعالیٰ دون صفات العباد، فلایقال استغفر السلطان کمایقال استغفر اللہ، وقیل العفو اسقاط العذاب، والمغفرة انی ستر علیه بعدذالک جرمه صونا له عن عذاب الخزی و الفضیحة فان الخلاص من عذاب النار انمایطلب اذاحصل عقیبه الخلاص من عذاب الفضیحة. فالعفو اسقاط العذاب الجسمانی. والمغفرة اسقاط العذاب الروحانی والتجاوزیعمها. وقال الغزالیؒ فی العفو مبالغة لیست فی الغفور فان الغفران ینبئ عن الستر والعفو ینبئ عن المحو وهوابلغ من الستر. لان الستر للشئ قدیحصل مع ابقاء اصله بخلاف المحو. فانه ازالته جملة ورأسا. (فروق اللغات ۱۷۳/۱۷۴)

"ان دونوں کے درمیان فرق یہ کیا گیا ہے، کہ العفو جرم کی سزا کو چھوڑ دینا ہے، اور المغفرة جرم کو ڈھانپ کر ثواب کا مستحق قرار دینا ہے۔ بایں وجہ اللہ عز وجل کیلئے المغفرة کی صفت عام ہو گئی، کہا جاتا ہے: "استغفر الله" (اللہ نے مغفرت کردی)، جبکہ "استغفر السلطان"، (بادشاہ نے مغفرت کردی) نہیں کہا جاتا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ العفو سزا کو ختم کر دیتا ہے، اور المغفرة سزا کو ختم کرنے کے بعد جرم کو بھی چھپا دیتا ہے، تا کہ شرمندگی کی سزا سے محفوظ ہو جائے، کیونکہ جہنم کے عذاب وسزا سے چھٹکارا اسی وقت طلب کیا جاتا ہے، جب اس کے بعد شرمندگی کے عذاب سے بھی چھٹکارا حاصل ہو، پس العفو جسمانی عذاب ختم کرنے کو اور المغفرة عذاب روحانی ختم کرنے کو کہا جاتا ہے، جبکہ التجاوز دونوں کو عام ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: العفو میں جو مبالغہ ہے الغفور میں نہیں، کیونکہ الغفران چھپانے کا معنی دیتا ہے، اور العفو میں مٹانے کا معنی پایا جاتا ہے۔ اور اس میں پہلے لفظ سے زیادہ مبالغہ ہے، کیونکہ کسی چیز کو چھپانے سے وہ مکمل ختم نہیں ہوتی، جبکہ مٹانے سے بالکلیہ زائل ہو جاتی ہے۔"

الفرق بين العشقِ والمحبّة

إن العشق شدة الشهوة لنيل المراد من المعشوق اذا كان انساناً والعزم على موافقته عند التمكن منه، ولو كان العشق مفارقاً للشهوة لجاز ان يكون العاشق خالياً من ان يشتهي النيل ممن يعشقه الا انّه شهوة مخصوصة لاتفارق موضعها وهي شهوة الرجل للنيل ممن يعشقهُ ولا تُسمّىٰ شهوته لشرب الخمر و اكل الطيب عشقاً .

وْالعشقُ ايضاً هو الشهوة الّتي اذا افرطت وامتنع نيل مايتعلق بها قتلت صاحبها ولا يقتل من الشهوات غيرها ألا ترىٰ انّ احداً لم يمت من شهوة الخمر والطعام والطيب ولا من محبة داره اوماله ومات خلق كثيرٌ من شهوة الخلوة مع المعشوق و النيل منه. (الفروق في اللغة ص:۱۱۶)

"ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ العشق کہا جاتا ہے، معشوق سے مطلوب حاصل کرنے کی خواہش کا ہونا، اور بوقت قدرت اس سے تلذذ حاصل کرے، یہ معنی تب ہے جبکہ معشوق انسان ہو، اگر العشق مذکورہ خواہش سے خالی ہو تو یہ تب ممکن ہے جبکہ عاشق ہی معشوق سے کچھ حاصل کرنے کے لائق نہ ہو۔ بہرحال العشق ایک مخصوص خواہش کا نام ہے، یعنی عاشق کا معشوق سے اپنی مراد و مطلوب حاصل کرنے کی خواہش ہونا، چنانچہ شراب پینے کی خواہش، اور اچھا کھانے کی چاہت کو العشق سے تعبیر نہیں کیا جاتا۔

اسی طرح العشق اس خواہش کو بھی کہا جاتا ہے جو حد سے بڑھ جائے اور اپنی مراد نہ پاسکے تو آدمی کو مار ڈالتی ہے، جبکہ دوسری خواہشات اس طرح نہیں ہوتیں، یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ کوئی شراب، اور اچھا کھانا کھانے کی خواہش میں، یا اپنے گھر و مال کی محبت میں موت سے ہمکنار ہوگیا ہو، لیکن ایسے بہتیرے تذکرے ملتے ہیں جن میں عشاق

اپنے معشوقوں سے خلوت وتلذذ کی خواہش میں ہی اپنے جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔"

﴿نوٹ﴾

ذیل کے الفاظ کے درمیان فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں، صرف آسانی کیلئے لکھا جاتا ہے۔ جو حسب ذیل ہیں۔(۱) عقل اور حجاء میں فرق حجاء اور عقل میں ہے۔(۲) علم، شعور، اور معرفت، اور ادراک کا فرق، ادراک، معرفت، علم اور شعور کے اندر ہے۔(۳) عبث اور صبح کا فرق، صبح اور عبث کے درمیان دیکھئے۔(۴) عقاب اور اثم کا فرق، اثم اور عقاب میں ہے۔(۵) علماء اور صوفیاء کا فرق، صوفیاء اور علماء کے اندر ہے۔(۶) عارف اور سالک کا فرق، سالک اور عارف کے اندر دیکھئے۔(۷) عشر اور خراج کا فرق، خراج اور عشر کے درمیان ہے۔(۸) عزیمت اور رخصت کا فرق، رخصت اور عزیمت کے درمیان ہے۔(۹) عموم سلب اور سلب عموم کا فرق، سلب عموم اور عموم سلب کے درمیان ہے۔(۱۰) عدل اور احسان کا فرق، احسان اور عدل میں ہے۔(۱۱) عجب، کبر اور زینت کا فرق، زینت، کبر اور عجب میں ہے۔(۱۲) علم مصدر، نفس مصدر اور اسم مصدر کا فرق، اسم مصدر، علم مصدر، اور نفس مصدر میں گذرا ہے۔(۱۳) علم، لواء اور رایہ کا فرق، رایہ، لواء اور علم کے اندر میں ہے۔(۱۴) عطیہ اور صدقہ کا فرق، صدقہ اور عطیہ میں گذرا ہے۔(۱۵) عبادت، قربت اور طاعت کا فرق، طاعت، قربت، اور عبادت میں گذر گیا ہے۔(۱۶) عذاب اور ایلام کا فرق، ایلام اور عذاب میں دیکھئے۔(۱۷) عترت اور آل کا فرق۔ آل اور عترت میں ہے۔(۱۸) العین اور البصر کا فرق البصر اور العین کے اندر ہے۔(۱۹) عقل اور ذہن کا فرق، ذہن اور عقل کے درمیان ہے۔(۲۰) علامت اور آیت کا فرق، آیت اور علامت کے درمیان دیکھئے۔(۲۱) عقل، نفس اور روح کا فرق، روح، نفس اور عقل کے اندر دیکھئے۔(۲۲) عام اور سنۃ کا فرق سنۃ اور عام کے اندر دیکھئے۔ (۲۳) علم الیقین، عین الیقین، اور حق الیقین کا فرق، حق الیقین، عین الیقین اور علم الیقین کے اندر دیکھئے۔(۲۴) عصمت انبیاء اور حفاظت اولیاء کا فرق، حفاظت اولیاء اور عصمت

انبیاء کے اندر دیکھئے۔(۲۵)عادات اور رسم کا فرق رسم اور عادات میں دیکھئے۔(۲۶) علامت،علت اور سبب کا فرق،سبب،علت،اور علامت کے اندر دیکھئے۔(۲۷)علت، حکمت کا فرق حکمت اور علت کے تحت دیکھئے۔(۲۸)علم اور حفظ کا فرق۔حفظ اور علم کے اندر ہے۔(۲۹)عزت اور شرف کا فرق،شرف اور عزت میں گذر گیا ہے۔(۳۰)عادات اور آداب کا فرق،آداب اور عادات میں ہے۔

غزل اور قصیدہ میں فرق

غزل کے معنی لغت میں عورتوں اور کنیزوں کے ساتھ بات کرنا اور مغازلت کے معنی ہے عشق بازی کرنا۔نیز منقول ہے کہ غزل ایک مرد کا نام ہے جو سماع ونغمہ کو بہت پسند کرتا تھا اور اس نے عشق بازی میں اپنی تمام عمر ختم کردی،غزل اسی کی طرف منسوب ہے،پھر غزل شعراء کے ان اشعار وابیات کو کہتے ہیں جن میں محبوبہ کے خد وخال اور زلف کی تعریف ہو اور اس کے ساتھ اگر بیتِ اوّل کے دونوں مصرع دیگر اشعار کے مصرعۂ ثانیہ کے ساتھ ہم قافیہ(ہم وزن) ہوں تو اسے غزل کہتے ہیں اور اس کے اشعار کی تعداد کم سے کم پانچ اور زیادہ پندرہ تک ہے اگر یہی اشعار مدح یا ذم یا وعظ اور حکایت یا امثال پر مشتمل ہوں تو انہیں قصیدہ کہتے ہیں۔اور قصیدہ کے اشعار کی تعداد پندرہ سے ستر اشعار تک محدود ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ اقل غزل تین بیت ہیں اور اکثر پچیس تک ہے اور قصیدہ کی کم سے کم تعداد پچیس اور زیادہ سے زیادہ ایک سو ستر تک ہے۔(المنطوق لمعرفة الفروق ص ۱۰۹/۱۱۰)

غنیمت اور فَیٔ کے اندر فرق

دونوں کا اطلاق کافروں سے حاصل شدہ مال پر ہوتا ہے، البتہ دونوں میں فرق یہ ہے کہ جو مال کافروں پر غلبہ اور قہر کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ آئے وہ مال غنیمت ہے اور جو مال کافروں سے جنگ کے بغیر ہاتھ آئے وہ مال فَیٔ ہے (جیسے جزیہ اور خراج وغیرہ ہے)۔ دیکھئے معارف القرآن علامہ محمد ادریس صاحب کاندھلوی ص: ۴۳۹ ج ۳۔ و معارف القرآن از مفتی محمد شفیع ص ۳۶۷ رج ۸۔ و تفسیر عثمانی ص: ۷۲۲ ج ۲۔ و تنظیم الاشتات شرح مشکوٰۃ اردو از مولانا ابوالحسین چاٹگامی صاحب ص: ۱۱۱ ج ۳ وغیرہ)

غرض، غایت اور فائدہ میں فرق

واضح ہو کہ جب آدمی کوئی کام کرتا ہے تو اس پر کوئی نہ کوئی اثر مرتب ہوتا ہے اگر اس اثر کو ثمرہ و نتیجہ سے تعبیر کیا جائے تو اس کا نام فائدہ ہے۔ اگر اس اثر کو فعل کی نہایت سے تعبیر کرتے ہیں تو اس کا نام غایت ہے اور جب تک وہ فائدہ حاصل نہ ہو تب تک غرض ہے اور جب وہ فائدہ حاصل ہو جائے تو یہ غایت ہے، یا یوں کہئے کہ اگر اس اثر کی نسبت فاعل کی طرف ہو تو غرض ہے، اگر فعل کی طرف ہے تو غایت ہے۔ (دیکھئے مقدمات ص ۱۶۴۔ و مآرب الطلبہ ص: ۱۵)

غائب اور غیب میں فرق

دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ غائب دونوں جانب سے ہونا شرط ہے یعنی دونوں میں سے کسی ایک کا دوسرے کو نہ دیکھنا اور غیب میں دونوں جانب سے ہونا شرط نہیں اور غائب کا اطلاق باری تعالیٰ پر صحیح نہیں بخلاف غیب کے کہ اس کا اطلاق باری تعالیٰ اور غیر اللہ دونوں پر صحیح ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۷۳)

غیبت اور نمیمہ میں فرق

إنّ الغيبة ذكره في غيبه بما يكره ، والنميمة نقل حال الشخص لغيره على جهة الافساد من غير رضاه سواء كان بعلم او بغير علم. (مآرب الطلبة ص: ٢٦٥)

''غیبت'' کسی کا تذکرہ اس کی غیر موجودگی میں کرنا جو اس کو ناپسند ہو اور نمیمہ کسی آدمی کی حالت دوسرے کو نقل کرنا، فساد پھیلانے کیلئے، اسکی رضامندی کے بغیر چاہے علم کے ساتھ ہو یا بغیر علم کے۔''

غبی اور غوی میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ ان دونوں کے معنی کم سمجھدار کے ہیں یعنی جس کی سمجھ میں کچھ خلل اور کم فہمی ہو اس کو اصطلاح قرآن میں غوی کہا گیا ہے جیسے: ﴿فعصیٰ آدمُ رَبَّہ فغویٰ﴾ اور غبی اس شخص کو کہتے ہیں جس کے اندر سمجھداری ہی نہ ہو۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۳۷)

غارم اور مدیون میں فرق

دونوں کے معنی قرض دار کے ہیں پھر دونوں میں فرق یوں ہے کہ غارم ایسے قرضدار کو کہا جاتا ہے کہ جس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ قرض ادا کر کے کچھ باقی رہے، یہی وجہ ہے کہ مصارف زکوٰۃ کے بارے میں قرآن میں لفظ غارم آیا ہے نہ کہ مدیون جیسے قولہ تعالیٰ: ﴿والغارمین علیھا﴾ الآیۃ. اور مدیون مطلق قرض دار کو کہا جاتا ہے، چاہے اس کے پاس قرض ادا کرنے کے بعد مال باقی رہے یا نہ رہے، یہی وجہ ہے کہ کتب فقہ میں یہ عبارت موجود ہے: ''مَنْ كانَ عليهادَيْنٌ يُحيطُ بمالِه فلا زكوة

علیہ" اس سے معلوم ہوا دین غارم کے معنی سے عام ہے اسلئے عبارت مذکورہ میں (بمالہ دَین) کی صفت بڑھا کر دین کے مطلق معنی کو مخصوص کر دینے کی ضرورت پڑی۔ خلاصہ یہ ہے کہ لفظ مدیون عام ہے اور لفظ غارم خاص ہے۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص ۱۵۶)

غلط اور غلت میں فرق

دونوں کے معنی خطاء کرنے کے ہیں پھر دونوں میں باہمی فرق اس قدر ہے کہ اول (غلط) کا تعلق کلام سے ہے اور ثانی (غلت) کا تعلق حسابات سے ہے۔ کما یقال قد غلط فی کلامہ وقد غلت فی حسابہ. کذا قالہ العلامۃ السیوطیؒ. (مآرب الطلبہ ص:۲۶۳)

غَسل، غِسل اور غُسل میں فرق

إنّ الغَسلَ (بفتح الغین) مصدر غسلتہ و الغِسلُ (بکسر الغین) الخطمیُّ و کلُّ ما غسل بہ الراس و الغُسلُ (بضم الغین) الماء الذی یُغسلُ بہ کالفرق بین الوَضوْ و الوُضوْ (المنطوق لمعرفۃ الفروق ص ۱۸۰)

ترجمہ: "غَسل مصدر ہے بمعنی دھونا اور غِسل بمعنی خطمی اور ہر وہ چیز جس سے سر دھویا جائے۔ اور غُسل وہ پانی جس سے جسم دھویا جائے، جیسا کہ وَضو اور وُضو کے درمیان فرق ہے۔"

غَبن اور غَبَن کے درمیان فرق

إنّ الغبن (بسکون الباءِ) فی الشراء و البیع و الغبَنُ (بفتح الباء) فی الرأی.

"جان لینا چاہئے کہ دونوں کے معنی نقصان اور دھوکہ کھانے کے ہیں، لیکن دونوں کے اندر فرق یہ ہے کہ غَبن مصدر ہے جس کے معنی کسی آدمی کا خرید وفروخت کے

اندر دھوکہ کھاتا ہے اور غَبَن (بفتح الباء) کا مطلب ہے کہ کسی انسان کی عقل ورائے کے اندر ضعف ونقص ہونا"۔ (المنطوق لمعرفۃ الفروق ص:۲۱)

غَاراور کَہف کے اندر فرق

ان دونوں کے معنی غار و پہاڑ میں سوراخ کے ہیں مگر دونوں میں باہمی فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ غار جو چھوٹا ہوتا ہے اور کہف جو کشادہ اور چوڑا ہوتا ہے اور اس کے معنی جائے پناہ کے بھی آتے ہیں۔ (افاضات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیوبندی ص ۳۰۲،ج ۲۔ اشرف الادب ص:۱۲۸۔ تحفۃ الادب ص/۱۳۵۔ ومآرب الطلبہ ص ۲۳۲)

غَیظ اور غَضَب میں فرق

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ غیظ وغضب کا فرق یہ ہے کہ غضب کے ساتھ یقینی انتقام کا ارادہ ہوتا ہے اور غیظ کیساتھ ایسا نہیں ہوتا، اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ غیظ وغضب دونوں لازم وملزوم ہیں مگر غضب کی نسبت حق تعالیٰ کے ساتھ درست ہے اور غیظ کی نسبت نہیں۔ (دیکھئے روح کی بیماریاں ص:۱۰۲۔ دکشکول معرفت ص:۲۵۲۔ ومآرب الطلبہ ص:۲۶۸)

غَیث اور مَطَر میں فرق

دونوں لفظ کے معنی بارش کے برسنے یا صرف بارش کے ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ مطلق بارش برسنے کو مطر کہا جاتا ہے اور ناامید وشدید ضرورت کے بعد بارش برسنے کو غیث کہا جائیگا اور کبھی مطلق مینہ برسنے کو بھی غیث کہتے ہیں۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص:۲۰۲، مؤلفہ مولانا شبیر احمد ارکانی صاحب، ناشر مکتبہ فیضیہ ہاٹہزاری چاٹگام)

غدر اور مکر میں فرق

الفرق بینھما انّ الغدرَ نقض العھد الذی یجب الوفاء بہ و المکرُ قد یکون ابتداء من غیر عقدٍ. (فروق اللغات، مؤلفہ مولانا نور الدین نعمت اللہ الجزائری ص: ۱۸۳، مکتبہ نشر الثقافۃ الاسلامیہ ایران)

''غدر ایسے عہد کو توڑنا ہے جس کا پورا کرنا ضروری ہو اور مکر: وہ ہے جو بغیر عقد کے ابتداء سے ہوتا ہے۔''

الفرق بین الغمّ والھمّ

قیل الغمُّ مالا یقدر الانسان علی إزالتہ کموت المحبوب والھمُّ ما یقدر علیٰ إزالتہ کالا فلاسِ مثلاً. (فروق اللغات ص ۱۸۳، مصنفہ مولانا نور الدین نعمت اللہ الجزائری)

ترجمہ: ''غم وہ ہے کہ انسان اس کے ختم کرنے پر قادر نہ ہو جیسے محبوب کی موت اور ھمّ وہ ہے جس کے ازالہ پر قادر ہو جیسے افلاس وغیرہ۔''

غَوَایَت اور غَبَاوت میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے غوایت کہتے ہیں کہ آدمی میں سمجھ تو ہو مگر ٹیڑھی ہو اور غباوت کہتے ہیں آدمی کے اندر سرے سے سمجھ ہی نہ ہو۔ (افاضات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیوبندی ص ۱۸، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

﴿نوٹ﴾

مندرجہ ذیل الفاظ وہ ہیں جن کے فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں، فائدہ کیلئے صرف نام لکھا جاتا ہے:۔(۱) غزل، شعر اور بیت کا فرق بیت، شعر اور غزل میں ہے۔(۲) غدیر اور بیر کا فرق بیر اور غدیر میں ہے۔(۳) غنم اور ضأن اور تیس کا فرق تیس، غنم اور ضأن میں ہے۔(۴) غنم، شاۃ اور معز کا فرق، شاۃ، غنم وغیرہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔(۵) غرض، فائدہ کا فرق گذر گیا ہے۔(۶) غم اور حزن کا فرق، حزن اور غم میں ہے۔(۷) غشی اور اِغماء کا فرق، اِغماء اور غشی میں ہے۔(۸) غبطہ اور حسد کا فرق، حسد اور غبطہ میں ہے۔(۹) غیبت اور بہتان کا فرق، بہتان اور غیبت میں ہے۔(۱۰) غی اور ضلال کا فرق، ضلال اور غی میں ہے۔(۱۱) غناء اور تغرید کا فرق، تغرید اور غناء میں ہے۔(۱۲) غیر اور بید کا فرق، بید اور غیر میں ہے۔(۱۳) غریب اور نادر اور شاذ کا فرق، شاذ، نادر اور غریب میں ہے۔(۱۴) غیوب، اُفول کا فرق، افول اور غیوب میں ہے۔(۱۵) غطاء اور ستر کا فرق، ستر اور غطاء میں ہے۔(۱۶) غایت اور آمد کا فرق، آمد اور غایت میں ہے۔(۱۷) غفران اور عفو کا فرق، عفو اور غفران میں ہے۔(۱۸) غزوۃ اور جہاد کا فرق، جہاد اور غزوہ میں ہے۔(۱۹) غذا اور رزق کا فرق، رزق اور غذا میں ہے۔(۲۰) غوایت اور ضلالت کا فرق، ضلالت اور غوایت میں ہے۔(۲۱) غصن اور عود کا فرق، عود اور غصن میں ہے۔(۲۲) الغم اور الحسرۃ اور الاسف کا فرق، الاسف، الحسرۃ اور الغم میں گذر گیا ہے۔

فقیر اور مسکین کا فرق

دونوں میں فرق یہ ہے (۱) فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ مال ہو یعنی قدر نصاب سے کم مال موجود ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی مال نہ ہو۔ (۲) مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ اس کی حاجات اصلیہ ضروریہ سے زائد بقدر نصاب ہو جائے اس سے کم مال ہو تو وہ بھی مسکین کی تعریف میں داخل ہے اور فقیر وہ ہے جسکے پاس مال بالکل نہ ہو (دیکھئے ہدایہ ج ۱ ر ص ۲۰۔ و عنایۃ السعایہ، ج ۵ ص: ۱۶۳۔ اشرف الہدایہ ج ۳ ص ۱۲۶۔ تنظیم الاشتات ج ۲ ص: ۲۹ و ج ۳ ص: ۱۷۱، مآرب الطلبہ ص ۲۸۲)

فتحہ (زبر) اور نصب میں فرق

(۱) نصب شیٔ منصوب پر عامل ناصب کی علامت ہے خواہ وہ منصوبات سے ہو۔ بخلاف فتحہ کے کہ وہ اعراب بالحرکت کی علامت ہے جس کو زبر بھی کہتے ہیں، باقی وہی فرق ہے جو رفع اور ضمہ کے درمیان ہے۔ (دیکھئے ہدیۂ شبیر شرح نحو میر اردو ص: ۲۰۷، مؤلف مولانا شبیر احمد صاحب نوکھالوی، ناشر: میر محمد کتب خانہ آرام باغ، کراچی)

فطنۃ اور قریحۃ میں فرق

دونوں کے معنی سمجھنے کے ہیں لیکن فطنۃ تیز فہمی کیلئے استعمال ہوتا ہے اور قریحہ اچھا سمجھنے کو کہا جاتا ہے خواہ طبیعت تیز ہو یا نہ ہو۔ (تفہیمات شرح مقامات اردو از شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب ص: ۶۷ ج ۱، ناشر: میر محمد کتب خانہ آرام باغ، کراچی)

فرح اور مرح میں فرق

ان دونوں لفظ کے معنی خوش ہونے کے ہیں، مگر فرح مطلق خوشی کیلئے استعمال

ہوتا ہے اور مرح کہتے ہیں کسی بات پر اترانا، جیسے کلام پاک میں ہے ﴿ولا تمش فی الارضِ مرحاً﴾ الآیۃ، یعنی زمین پر اترا کر مت چلو (تفہیمات شرح مقامات اردو از شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحبؒ ج ۲ ص ۱۰۸)

فلاح اور فوز میں فرق

دونوں کے معنی تقریباً ایک ہی ہیں یعنی کامیاب وکامران ہونا پھر دونوں میں یہ فرق بیان کیا جاتا ہے کہ فوز مطلق کامیابی اور حصول مراد کو کہا جاتا ہے اور فلاح ہر مراد حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ ہر تکلیف کے دور ہونے کو کہا جاتا ہے۔

خلاصہ: یہ ہے کہ فوز عام ہے اور فلاح خاص ہے جس کو مناطقہ کی اصطلاح میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص ۲۰۶)

فُرجۃ اور فرَج میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں الفاظ کے معنی کشادگی کے ہیں، پھر دونوں میں باہمی فرق اس قدر ہے کہ فرج مطلق کشادگی کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اور فرجۃ سختی اور غم کے کشادہ ہونے یعنی نجات اور رہائی کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اور یہ دو شئی کے درمیان کشادگی کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۷۰)

الفرق بین الفحویٰ و المعنیٰ

إنّ المعنیٰ مطلقاً ہو ما یقصد بالشیء او ما یُفہم من اللفظِ و الفحویٰ مطلق المفہوم و قیل الفحویٰ الکلام ما یفہم منہ خارجاً عن اصلِ معناہ وقد یخصُّ بمایعلم من الکلام بطریق القطع. (المنطوق لمعرفۃ الفروق ص: ۵۳)

"معنی مطلقاً وہ ہے جو شئی سے مقصود ہو یا لفظ سے سمجھا جائے اور فحویٰ مطلق

مفہوم ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ فحویٰ وہ کلام ہے کہ اس سے وہ چیز سمجھی جائے جو اسکے اصل معنی سے خارج ہے اور کبھی خاص ہوتا ہے اس چیز کے ساتھ جو قطعی طور پر کلام سے معلوم ہو۔"

الفرق بين الفَذّ والواحد

إنّ الفذّ يُفيد القليلَ دون التوحيد يقال لاتأتينا فلان إلاّ في الفذّاي القليل ولهذا لا يقال لله تعالىٰ فذّ كما يقال له فردٌ . (الفروق في اللغة ص: ۱۳۳)

"فذ" تقلیل کا فائدہ دیتا ہے نہ کہ وحدت کا، کہا جاتا ہے "لاتاتینا فلانٌ الافی الفذای القلیل" اسی لئے اللہ تعالیٰ کیلئے فذ نہیں کہا جاتا جیسا کہ فرد کہا جاتا ہے۔"

فؔواد اور قلبؔ میں فرق

دونوں کے معنی دل کے ہیں لیکن فواد کی صفت رقۃ آتی ہے جو غِلظۃ کی ضد ہے اور قلب کی صفت لین ہے جو خشونت کی ضد ہے نیز قلب کے اندر کا حصہ یا پردۂ قلب کو فِیاذ کہا جاتا ہے۔(دیکھئے تفہیمات شرح اردو مقامات از شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب ؒ ص ۴۳، فروق اللغات ص:۱۹۱)

فوحۃؔ اور نفحۃؔ میں فرق

ان دونوں لفظوں کے اندر یہ فرق ہے کہ "فوحۃ" کہتے ہیں تیز خوشبو والی چیز کے مہکنے کو اور "نفحۃ" کہتے ہیں لطیف و ہلکی خوشبو کے مہکنے کو۔(دیکھئے تفہیمات شرح اردو مقامات از شیخ الادب ص:۱۳۸ ج ۲، ناشر میر محمد کتب خانہ آرام باغ، کراچی)

فرقان اور قرآن میں فرق

إنّ القرآنَ يفيد جميع السوَرو ضمّ بعضها إلیٰ بعضٍ والفرقانُ يفيد انّه يفرق بين الحقِ والباطلِ والمؤمن والكافر. (الفروق في اللغة ص: ۴۹)

ترجمہ: ”قرآن فائدہ دیتا ہے تمام سورتوں کے جمع کا اور بعض کے ساتھ ملنے کا جبکہ فرقان فائدہ دیتا ہے کہ وہ حق اور باطل، مومن اور کافر کے درمیان فرق کرتا ہے۔“

الفتیا اور المسئلۃ میں فرق

إنّ المسئله عامة في كلّ شيءٍ. والفتيا سُوال عن حادثة واصله من الفتاة و الشباب و الفتیٰ الشباب و الفتياة الشبابة و نقولُ :للأمة إن كانت عجوزا فتلةً لانها كالصغيرةِ في انّها لاتو قرُ تو قيرالكبيرةِ و الفتوة حال الغرة والحداثة و قيل للسائلة عن حادثة فتيا لانّها في حالة الشبابة في انّها مسألة عن شيٍ حدث. (الفروق في اللغة ص: ۵۶)

ترجمہ: ”مسئلہ عام ہے ہر شی ء میں اور فتیا سوال کرتا ہے کسی واقعہ کے بارے میں اور اس کی اصل الفتاۃ اور الشباب اور فتی وشباب ہے اور الفتیاۃ کے معنی الشبابة ہے اور باندی کو بھی اگر وہ بوڑھی ہو تو بھی فتاۃ کہیں گے کیونکہ وہ چھوٹی کی مانند ہے اس معنی میں کہ اس کی بھی بڑی کی طرح عزت نہیں ہوتی اور فتوۃ ابتدائی حالت اور صغرنی کو کہتے ہیں اور سائلۃ کو کہا جائے گا کسی حادثہ کے بارے میں فتیا، کیونکہ وہ حالت شباب میں ہے اس معنی میں کہ وہ نئی چیز کے بارے میں پوچھتا ہے۔“

فعل، عمل اور صنع میں فرق

''فعل'' سب سے عام ہے یعنی ہر چیز کے کام کو فعل کہتے ہیں، چاہے وہ اختیاری ہو یا غیر اختیاری ،ذی روح ہو یا غیر ذی روح ہو۔ اور عمل اس سے خاص ہے کیونکہ یہ خاص جاندار کیلئے بولا جاتا ہے اور صنع سب سے خاص ہے جو خاص انسان ہی کیلئے بولا جاتا ہے جیسے صنعت وحرفت وغیرہ۔ (افاضات ص: ۵۹ تفہیمات ص: ۱۰۸. فروق اللغات و الفروق فی اللغۃ وغیرہ)

فُسُوق اور عِصیان میں فرق

قرآن کریم میں یہ دونوں الفاظ ایک ہی آیت کے اندر آئے ہیں جیسے: ﴿وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ﴾۔ ''الایۃ'' بیان القرآن کے اندر حضرت تھانویؒ نے اِن دونوں کی تفسیر کے اندر یوں فرق بیان کیا ہے کہ فسوق کا اطلاق گناہِ کبیرہ کیلئے اور عصیان کا اطلاق گناہِ صغیرہ کیلئے ہوتا ہے۔ (دیکھئے ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ص: ۲۷ شعبان ۱۴۱۸ھ)

فاعل نسبتی اور فاعل مبالغہ میں فرق

ان دونوں کے درمیان دو اعتبار سے فرق ہے (۱) یہ ہے کہ جو فاعل نسبتی ہے اس کا فعل اور مصدر نہیں ہوتا جیسے نابل کے معنی ہے تیر چلانے والا اس کا نہ مصدر ہے نہ فعل۔ (۲) فاعل نسبتی کی مؤنث تائے تانیث کے بغیر آتی ہے جیسے حائض کے معنی ہے حیض والی عورت۔ دیکھئے۔ (تحفۂ سعیدیہ شرح اردو علم الصیغہ ص: ۵۰)

فاسق اور فاجر کے درمیان فرق

فاسق یہ مصدر فسق سے بنا ہے اس کا معنی خروج اور باہر نکل جانے کے ہیں اور اصطلاح شرع میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکل جانے کو فسق کہتے ہیں اور اطاعت الٰہی سے نکل جانا کفر اور انکار کے ذریعہ بھی ہوتا ہے اور عملی نافرمانی کے ذریعہ بھی، اسلئے لفظ فاسق کافروں ہی کیلئے استعمال ہوا اور مؤمن گنہگار کو بھی فاسق کہا جاتا ہے اور فقہاء کی اصطلاح میں جو شخص کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے اور پھر اس سے توبہ بھی نہ کرے یا صغیرہ گناہ پر اصرار کرے اور اس کی عادت بنالے وہ فاسق کہلاتا ہے اور جو شخص یہ فسق کے کام اور گناہ علانیہ جرأت کے ساتھ کرتا پھرے اسکو فاجر کہا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ فاسق عام ہے اور فاجر خاص ہے اور یہ بھی یاد رکھے کہ فاجر فجر سے مشتق ہے، جس کے معنی ظاہر ہو جانے کے ہیں، فجر کو فجر اسلئے کہتے ہیں کہ اُس وقت اندھیرا دور ہو کر روشنی ظاہر ہو جاتی ہے اور فاجر کو بھی فاجر اسلئے کہتے ہیں کہ وہ بُرائی اور گناہ کا کام اعلانیہ اور ظاہر باہر کرتا ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۱۱۲)

فرق اور فرقان میں فرق

یہ دونوں مصدر ہے ایک ہی معنی میں آتے ہیں، محاورات میں فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ فرق اس چیز کیلئے بولا جاتا ہے جو چیزوں میں مطلقاً فصل وجدائی کردے، عام ازیں کہ وضاحت کے ساتھ ہو یا نہ ہو اور فرقان اس چیز کیلئے بولا جاتا ہے جو دو چیزوں میں واضح طور پر فرق اور فصل کردے اسی لئے فیصلہ کو بھی فرقان کہتے ہیں کیونکہ وہ حق اور ناحق واضح کردیتا ہے۔ (دیکھئے، مآرب الطلبہ ص: ۲۵۶)

فاکہی اور مخلّطی کے درمیان فرق

واضح ہو کہ دونوں میوہ فروش کیلئے استعمال کیا جاتا ہے لیکن تازہ میوہ جات کے تاجر کو "فاکہی" کہا جاتا ہے اور خشک میوہ جات کے کاروبار کرنے والوں کو "مخلطی" کہتے ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے: (مسلمانوں کے ہر طبقہ وہر پیشہ میں علم وعلماء، ص ۱۹۷، از مولانا قاضی اطہر مبارک پوریؒ)

فسق اور فجور کے مابین فرق

واضح ہو کہ فسق اور فجور دونوں لفظ گناہ کے معنی کیلئے مستعمل ہے لیکن فسق عام طور پر گناہ کبیرہ کیلئے استعمال ہوتا ہے اور فجر عام ہے کبیرہ اور صغیرہ دونوں میں اس استعمال ہے۔ (کما یفهم من ریاض الصالحین شرح ریاض الصالحین جلد پنجم حدیث ۱۳۸۱، مصنف مولانا محمد حسین صدیقی المؤقر استاذ الحدیث جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی ناشر۔ زمزم پبلشرز، اردو بازار کراچی)

الفرق بين الفصلِ والفرقِ

إنّ الفصلَ يكون في جملةٍ واحدةٍ ولهذا يقال فصل الثوب وهذا الفصلُ في الكتاب، لأن الكتاب جملة واحدة ثمّ كثر حتّى سمّي مايتضمن جملة من الكلام فصلاً ولهذا ايضاً يقال فصل الأمر لأنّه واحد ولا يقال فرق الامر، لأن الفرق خلاف الجمع فيقال فرق بين الامرين كما يقال جمع بين الامرين، و قال المتكلمون: الحد ما أبان الشئ وفصله من أقرب الاشياء شبهابه، لأنّه اذا ورب شبهه منه صار اكالشئ الواحد ويقال ايضاً فصلت العفو وهذا مفصل الرسغ وغيره

لأن العضو من جملة الجسد ولا يقال في ذالك فرقت لأنه ليس بائناً منه وقال بعضهم ما كان من الفتق ظاهراً ولهذا يقال لما تضمن جنساً من الكلام فصل واحد لظهوره وتجليه ولما كان الفصل لا يكون الا ظاهراً قالوا فصل الثوب ولم يقولوا فرق الثوب، ثم قد تتداخل الكلمتان لتقارب معناهما. (الفروق في اللغة ص: ۱۴۲)

”ان دونوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ الفصل کا استعمال کسی مجموعہ میں ہوتا ہے، بایں وجہ کہا جاتا ہے: فصل الثوب (کپڑا سینے کیلئے قطع کرنا)، اور اسی طرح کتاب کے کسی مستقل حصہ کو بھی فصل سے تعبیر کیا جاتا ہے، کیونکہ مکمل کتاب ایک مجموعہ ہوتی ہے، پھر کثرت استعمال کی وجہ سے کسی بھی کلام کے مجموعہ کو بھی الفصل سے تعبیر کیا جانے لگا۔ اور اسی طرح کہا جاتا ہے: فصل الأمر (جدا کرنا)، جبکہ فرق الأمر نہیں کہا جاتا، بلکہ فرق بین الأمرین کہا جاتا ہے، جیسا کہ جمع بین الأمرین کہا جاتا ہے کیونکہ الفرق، الجمع کی ضد ہے۔

علماء متکلمین فرماتے ہیں: حد وہ ہے جو چیز کو دوسرے قریبی مشابہ چیزوں سے جدا و تمیز کردے، کیونکہ جب کسی چیز کے مشابہ قریب ہو جائے تو دونوں یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ اور کہا جاتا ہیں: فصلت العضو (میں نے عضو کو الگ کیا)، اور اسی طرح جوڑوں کو بھی مفصل سے تعبیر کیا جاتا ہے، جیسے: مفصل الرسغ (پہنچے کا جوڑ) وغیرہ، کیونکہ ہر ایک عضو منجملۂ جسم ہے۔ پس یہاں فرقت کا استعمال نہیں ہو سکتا، کیونکہ عضو جسم سے الگ شے نہیں ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں: یہ دونوں الفاظ ویسے تو جدائی و تمیز کے معنی دینے میں متحد ہیں، مگر الفصل کے معنی میں قدرے وضاحت ہے، بایں وجہ کلام کے کسی نوع کو بھی ”الفصل“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے فصل الثوب کہا جاتا ہے، نہ کہ فرق الثوب۔ پھر بوجہ قرب معنی دونوں الفاظ کا ایک دوسرے پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔

﴿نوٹ﴾

ذیل میں وہ الفاظ لکھے جاتے ہیں جن کے فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں اور جو حسب ذیل ہیں:۔(۱) فعل اور عمل کا فرق، عمل اور فعل میں ہے۔(۲) فلاح اور صلاح کا فرق، صلاح اور فلاح میں دیکھئے۔(۳) فاعل اور اسم فاعل کا فرق، اسم فاعل اور فاعل میں ہے۔(۴) فیئ اور ظل کا فرق، ظل اور فیئ میں ہے۔(۵) فیئ غنیمت کا فرق، غنیمت اور فیئ میں دیکھئے۔(۶) فائدہ اور غرض کا فرق، غرض اور فائدہ میں ہے ۔(۶) فکاہت اور ظرافت کا فرق، ظرافت اور فکاہت میں دیکھئے۔(۷) فصاحت اور بلاغت کا فرق، بلاغت اور فصاحت میں ہے۔(۸) فضل اور عدل کا فرق، عدل اور فضل میں ہے۔(۹) فقد اور عدم کا فرق، عدم اور فقد میں دیکھئے۔(۱۰) فاکہۃ اور ثمر کا فرق، ثمر اور فاکہۃ میں دیکھئے۔(۱۱) فتیٰ اور شاب کا فرق، شاب اور فتیٰ میں دیکھئے۔(۱۲) فرقۃ اور طائفہ کا فرق، طائفہ اور فرقہ میں ہے۔(۱۳) فلک اور سماء کا فرق، سماء اور فلک میں ہے۔(۱۴) فال اور استخارہ کا فرق، استخارہ اور فال میں ہے۔(۱۵) فقیر اور بائس کا فرق، بائس اور فقیر میں ہے۔(۱۶) فضل اور احسان کا فرق، احسان اور فضل میں ہے۔(۱۷) فوز اور ظفر کا فرق، ظفر اور فوز میں ہے۔(۱۸) فصل، باب اور کتاب کا فرق، باب، فصل اور کتاب میں ہے۔(۱۹) فہم اور علم کا فرق، علم اور فہم میں ہے۔(۲۰) فہم اور درایت کا فرق، درایت اور فہم میں ہے۔(۲۱) فزع اور خوف کا فرق، خوف اور فزع میں ہے۔(۲۲) فئۃ اور جماعت کا فرق، جماعت اور فئۃ میں ہے۔(۲۳) فقہ اور علم کا فرق، علم اور فقہ میں ہے۔(۲۴) فخ شبکۃ اور شرک کا فرق، شبکۃ، شرک اور فخ میں ہے۔(۲۵) فعل، عمل اور صنع کا فرق، عمل، فعل اور صنع میں ہے۔(۲۶) فاسد اور باطل کا فرق۔ باطل اور فاسد میں ہے۔

قیاسِ فقہی اور قیاسِ ابلیس میں فرق

چونکہ قیاس ابلیس ﴿خلقتني من النار و خلقته من طين﴾ نصِ صریح کے عارض تھا اسلئے یہ قیاس مردود ہو گیا بلکہ وہ خود اس کی مردودیت کا سبب بن گیا لیکن اس قیاس پر قیاس فقہی کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ (کیونکہ قیاس فقہی) جو نص سے حاصل ہوتا ہے اور ابلیس کے اس اعتراض کا منشاء چونکہ کبر تھا اسلئے کفر کا باعث ہوا۔ ورنہ اگر کسی حکم کی حکمت و مصلحت کی تحقیق محض طالب علمانہ (طور پر) مقصود ہوتی تو کافر نہ ہوتا۔ (کمالین ص:۲۷۲ ج۲)

الفرق بين القضاء والقدر

انّ القدرَ هو وجود الافعال علىٰ مقدار الحاجة اليها و الكفاية لما فعلت من اجله و يجوز ان يكون القدر هو الوجه الذى اردت ايضاع المراد عليه و المقدر الوجه له علىٰ ذالك الوجه .و قيل اصل القدر هو وجود الفعل علىٰ مقدار ما اراده الفاعل، وحقيقته ذالك فى افعال الله تعالىٰ وجودها علىٰ مقدار المصلحة و القضاء هو فصل الامر على التمام.(الفروق فى اللغة ص:۱۸۵)

’’قدر‘‘ بقدر ضرورت و کفایت افعال کا پایا جانا کیونکہ وہ قدر کی وجہ سے کئے گئے اور جائز ہے کہ قدر وہ وجہ ہو جس کا تو نے ارادہ کیا ہو اس پر مراد کے وضع کرنے کا اور مقرر کردہ وجہ اس وجہ پر ہو اور کہا گیا کہ قدر اصل میں کہتے ہیں فعل کا پایا جانا اس مقدار پر جس کا فاعل نے ارادہ کیا ہو اور اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے افعال میں ہے اس کا وجود بقدر مصلحت ہے اور قضاء وہ ہے کہ معاملہ مکمل طور پر کرنا۔‘‘

الفرق بین القوۃ والقدرۃ

قیل القدرۃُ کون الحیّ بحیث ان شاء فعل و ان شاء ترک ..و القوّۃُ هی المعنی الذی یتمکّن بها الحی من مزاولۃ الافعال الشاقۃ ..

(فروق اللغات ص:۱۹٦)

ترجمہ:''کہا گیا کہ قدرت زندہ کا ایسا قدرت والا ہونا اگر چاہے کرے اور چاہے تو چھوڑ دے اور قوت وہ معنی جس کے ذریعے زندہ سخت کاموں کو ختم کرنے پر قدرت پاسکے۔''

قرابت، قُرب اور قُربیٰ میں فرق

تینوں کے معنی قریب کے ہیں پھر تینوں میں باہمی فرق یوں ہے کہ'' قُرب'' نزدیکی مکان کیلئے استعمال ہوتا ہے اور'' قُربیٰ'' نزدیکی رشتہ دار کیلئے مستعمل ہے اور'' قُربت'' نزدیکی مرتبہ و درجہ کو کہا جاتا ہے۔(دیکھئے ملفوظات فقیہ الامت ص:۴۰ قسط۱)

الفرق بین القوْل والکلام

﴿قال الطبریؒ الفرق بینهما القول یدُلُّ علی الحکایۃ و لیس کذالک الکلام﴾۔

ترجمہ:''امام طبریؒ فرماتے ہیں کہ قول اور کلام میں فرق یہ ہے کہ قول کا اطلاق حکایات اور کنایات پر ہوتا ہے اور کلام کا اس کے علاوہ اور چیزوں پر ہوتا ہے۔(الفروق فی اللغۃ ص:)

الفرق بین القاضی والمفتی

الفرق بینهما ان المفتی یقرر القوانین الشرعیة و القاضی یشخص تلک القوانین فی المواد الجزئیة مثل ان یُقالُ للمشار الیه علیک البینة وعلی خصمک الیمین .(فروق اللغات ص۱۹۷)

ترجمہ: ''مفتی قوانین شرعیہ کو مقرر کرتا ہے اور قاضی جزئی مادوں میں ان قوانین کی تشخیص کرتا ہے، مثلاً جس کی طرف اشارہ ہو اس سے کہا جائے تمہارے اوپر بینہ ہے اور تمہارے خصم پر یمین ہے۔''

الفرق بین القدح والکاس

انّ الکاس لاتکون الاّمملوءة و القدح تکون مملوءة و غیر مملوءة و کذالک الفرق بین الخوان و المائدة وذالک انّها لاتُسمّیٰ مائدة الاّ اذا کان علیها طعام و الاّ فهو خِوانٌ .(الفروق فی اللغة ص:۳۱۰)

ترجمہ: ''کاس'' بھرا ہوا پیالہ ہوتا ہے اور قدح بھرا ہوا بھی اور کبھی بھرا ہوا نہیں ہوتا ہے اور اسی طرح مائدہ وہ ہے جس پر کھانا ہو جبکہ کھانا نہ ہو تو خوان ہے۔''

الفرق بین القصد والهمّ

انّه قد یهمُّ الانسان بالامر قبل القصد الیه و ذالک انّه یبلغ آخر عزمه علیه ثُمّ یقصده.(الفروق فی اللغة ص: ۱۲۱ مؤلفه علامه الهلال العسکری صاحب،ناشر مکتبه اسلامیه کوئته،پاکستان)

''انسان ارادہ سے پہلے کسی امر کا ھم (ارادہ) کرتا ہے اور وہ اس طرح کہ وہ انتہائی عزم تک پہنچتا ہے پھر (قصد) ارادہ کرتا ہے۔''

الفرق بين القليل واليسير

انّ القلّة تقتضى نقصان العدد يقال قوم قليل و قليلون و فى القرآن : ﴿لشرذمة قليلون﴾ يُريد ان عددهم ينقص عن عدد غيرهم و هى نقيض الكثرة وليست الكثرة الاّ زيادة العدد ، وهى فى غيره استعارة و تشبيه ، و اليسيرُ من الاشياء ما تيسر تحصله او طلبه ولا يقتضى ما يقتضيه القليل من نقصان العدد الا ترىٰ انّه يقالُ عدد قليل و لايُقال عدد يسير و لكن يقال مال يسيرٌ لانّ جمع مثله يتيسر فان استعمل اليسيرُ فى موضع القليل فقد يجرى اسم الشئ علىٰ غيره اذا قرب منه. (الفروق فى اللغة ص:۲۴۷)

"قلت نقصان عدد کا تقاضا کرتا ہے۔کہا جاتا ہے "قوم قليل وقليلون" قرآن مجید میں ہے "لشرذمة قليلون" ارادہ کیا گیا ہے کہ انکی تعداد دوسروں سے کم ہے اور یہ کثرت کی نقیض ہے اور کثرت زیادت عدد میں ہی ہوتی ہے اور اس کے علاوہ میں استعارہ اور تشبیہ ہے۔ اور یسیر وہ ہے کہ اس کا حصول یا طلب آسان ہو اور یہ تقاضا نہیں کرتا جس کا عدد قلیل تقاضا کرتا ہے نقصان عدد میں سے، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ عدد قلیل کہا جاتا ہے لیکن عدد یسیر نہیں کہا جاتا اور مال یسیر کہا جاتا ہے اسلئے اس کے مثل کا جمع آسان ہے پس اگر یسیر موضع قلیل میں مستعمل ہو تو اسم الشئی اس کے علاوہ پر جاری ہوتا ہے جب اس سے قریب ہو۔"

قطبُ الاقطاب اور قطبُ الابدال میں فرق

صوفیاء کرام کی اصطلاح میں خلیفۂ باطن کو قطب کہتے ہیں اور اولیاء اللہ کے متعدد اقسام ہیں جس میں یہ دو قسم قطب الاقطاب و قطب الابدال ہیں اور قطب

الابدال وہ ہے جو عالم شہادت کی مخلوقات کی نسبت سے اصل ہو اور اس کے مرنے کے بعد اکمل الابدال ہوتا ہے جس کا مقام قطب کے قریب اور خلیفہ ہوتا ہے۔ اور قطب الاقطاب وہ ہے جو تمام مخلوقات میں یعنی عالم غیب اور عالم شہادت کی نسبت سے اصل ہوتا ہے اور کوئی ابدال اس کا خلیفہ نہ بن سکتا ہو اور نہ کوئی مخلوق اس کا خلیفہ بن سکتا ہو اور نہ اس کے مقام تک پہنچ سکتا ہو۔ (وھو الروح المصطفوی ﷺ) مزید کیلئے دیکھئے۔

(المنطوق لمعرفۃ الفروق ص/۹۱)

قاصد اور وفد کے درمیان فرق

ان دونوں لفظ کے معنی سفیر اور ایلچی کے ہیں پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ قاصد کا مفہوم عام ہے چاہے ایک آدمی ہو یا ایک سے زیادہ ہو یا وہ کسی امیر یا بادشاہ کے پاس اکرام یا عزت کے ساتھ جائے یا بغیر عزت کیساتھ ہوں۔ بخلاف وفد کے کہ وہ ایسے آنے والوں کو کہا جاتا ہے جو ایک سے زائد ہوں اس کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ کتنے بڑے بادشاہ یا امیر کے پاس اکرام واعزاز کے ساتھ جائے اسلئے قرآن میں متقی کی شان میں یہ لفظ استعمال کیا ہے ﴿یومَ نحشرُ المتقینَ الیٰ الرحمنِ وفدا﴾ خلاصہ یہ نکلا کہ قاصد عام ہے اور وفد خاص ہے۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص:۲۳۶)

قطعہ، شعر اور مثنوی میں فرق

کلام موزون معنی بالقصد یعنی بقصد شعر کسی بحر کے وزن پر متکلم کے کلام کو شعر کہتے ہیں جس میں سوفی صد شرط ہے کیونکہ بلا قصد موزون معنی کلام کو شعر نہیں ہے۔ اکثر اہل تحقیق کا خیال ہے کہ ہر شعر کیلئے دو فقروں کا ہونا ضروری ہے یا اسکے اندر دو مصرع ہونا ضروری ہوں جس کو بیت بھی کہتے ہیں۔ اور قطعہ وہ معنی کلام ہے جس کے اندر کم از کم دو بیت ہوں زیادہ کی کوئی حد نہیں بلکہ (قطعہ کی صحیح تعریف یہ ہے کہ اگر دو بیت کے آخری دو مصرع صرف مساوی ہوں تو اسے قطعہ کہتے ہیں اور اس

کے کیلئے کوئی وزن مقرر نہیں ہے)۔ مثنوی۔ اگر چند بیت دوسرے مصرع کے ساتھ منضم ہو جائے تو غور کرنا چاہئے کہ ہر بیت کے مصرعۂ اول مصرعۂ ثانی کے ساتھ ہم قافیہ ہے تو اسے مثنوی کہتے ہیں۔ (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۱۰۹)

قنوط اور یاس کے درمیان فرق

یہ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں دونوں کے معنی نا امیدی کے ہیں لیکن دونوں میں یوں فرق بیان کیا جاتا ہے کہ یاس کہتے ہیں کسی بھلائی سے امید کا ختم ہو جانا اور وہ صفت قلب میں سے ہے اور آثار ونشانات کا باہر وظاہر ہونے کا نام قنوط ہے۔ (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۱۱۰ بحوالہ' البحر المحیط)

قائم اور قیوم کے درمیان میں فرق

یہ دونوں لفظ قیام مصدر سے مشتق ہے جس کے معنی کھڑا ہونا۔ قائم اسم فاعل کا صیغہ ہے اور قیوم مبالغہ کا ہے جس کا معنی ہے خود قائم ہونے کے ساتھ ساتھ دوسرے کو بھی قائم رکھنا اور سنبھالنا اب طریقہ استعمال میں فرق یوں ہے کہ قیوم کا اطلاق غیر اللہ پر نہیں ہوتا یہ صرف اللہ کی خاص صفت ہے اور قائم کا اطلاق عام ہے باری تعالیٰ پر بھی ہو سکتا ہے اور غیر اللہ پر بھی البتہ اتنا فرق ہوگا کہ جب اللہ تعالیٰ پر قائم کا اطلاق ہوگا تو یہ صیغہ کے معنی حدوث نہیں ہونگے بلکہ ثبوتی ہونگے جیسے: الله قادر الله غافر الذنوب صیغۂ فاعل یہاں ثبوتی معنی میں مستعمل ہے اور جب مخلوق پر قائم کا اطلاق کیے جائے تو حدوثی معنی میں ہوگا کیونکہ اسم فاعل اصل وضع کے اعتبار سے معنیٔ حدوثی پر دلالت کرتا ہے۔ (تاریب الطلبہ ص:۱۱۳)

قصاب اور لحام کے مابین فرق

واضح ہو کہ یہ دونوں لفظ گوشت فروش کیلئے استعمال کیے جاتے ہے لیکن جو

لوگ حلال جانور ذبح کر کے گوشت فروخت کرتے ہیں ان کو قصاب اور جو لوگ صرف گوشت کرتے ہیں ان عرب کی اصطلاح میں لحام کہتے ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے مولانا قاضی اطہر مبارک پوریؒ کی کتاب۔ (مسلمانوں کے ہر طبقہ و ہر پیشہ میں علم و علماء، ص ۱۸۲، ناشر: مکتبہ خدیجۃ الکبریٰ محمد علی سوسائٹی کراچی)

الفرق بين القاسط والمقسط

انّ القاسط من القسوط الجائر قال تعالىٰ: ﴿وامّا القاسطون فكانوا لجهنم حطبا﴾ والمقسط من الاقساط العادل كما قال الله تعالىٰ: ﴿انّ الله يُحِبُّ المُقسِطِينَ﴾ والقِسطُ بالكسر العدل. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۳)

"قاسط یہ قسوط جائر سے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے" امّا القاسطون فكانوا لجهنم حطبا" اور مقسط یہ اقساط سے ہے بمعنی عادل جیسے فرمان الٰہی ہے۔ " انّ الله يحب المقسطين" اور القسط (کسرہ قاف کے ساتھ) بمعنی عادل ہے۔"

قَی اور قلس کے مابین فرق

دونوں لفظ قی کے معنی میں مستعمل ہیں لیکن قلس وہ قی ہے جو منہ بھر کے ہو اور جو منہ بھر کر نہ ہو یعنی کم ہو اس کو قی کہتے ہیں اور شیخ الاسلام خواہر زادہؒ فرماتے ہیں کہ قلس اس قی کو کہتے ہیں جو تنگی کے ساتھ معدہ سے خارج ہو اور جو قی بلا تنگی کے ساتھ مخصوص ہے جو سکون نفس کی حالت میں ہو اور مغرب اللغۃ میں ہے کہ جو قی بلا عود منہ سے خارج ہو کم ہو یا زیادہ وہ قلس ہے ورنہ مطلقاً قی ہے۔ (دیکھئے غایۃ السعایۃ ج ا ص ۲۵۰)

قیام اکرام اور قیام تعظیم میں فرق

اس کو علماء کے اقوال سے اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی

شخص آئے اور آپ اس کیلئے کھڑے ہو جائیں، آگے بڑھ کر مصافحہ وسلام بھی کریں اور اپنی جگہ پر بٹھائیں یا پھر کسی کو رخصت کرتے وقت اس کیلئے کھڑے ہونا وغیرہ یہ سب کچھ اکرام واحترام میں داخل ہے۔اس کے برعکس اگر کوئی غیر آپ کی طرف نہ آ رہا ہو کسی دوسری طرف جا رہا ہو یا ویسے ہی راستے سے گذر رہا ہو اس کو دیکھ کر تعظیم کیلئے کھڑے ہو جانا یہ برتاؤ اکرام سے باہر اور داخل تعظیم ہے اسی طرح اور بھی قرائن ہو سکتے ہیں۔
(عقیدہ اور عقیدت ص:۸۶)

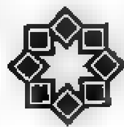
قادر اور مقتدر میں فرق

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی نے فرماتے ہیں کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ قادر صاحب قدرت کو کہتے ہیں اور مقتدر صاحب قدرت عظیمہ کو کہا جاتا ہے۔ (دیکھئے کشکول معرفت ص:۵۶، ناشر کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی)

﴿نوٹ﴾

اب ذیل میں وہ الفاظ لکھے جا رہے ہیں جن کے فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں اور حسب ذیل ہیں۔(۱) قلب اور فواد کا فرق، فواد اور قلب میں ہے۔(۲) قدرت اور غلبہ کا فرق غلبہ اور قدرت میں ہے۔(۳) قعود اور جلوس کا فرق، جلوس اور قعود میں ہے۔(۴) قہقہہ اور ضحک کا فرق، ضحک اور قہقہہ میں دیکھئے۔(۵) قر اور برد کا فرق، برد اور قر میں ہیں۔(۶) قصد اور ارادہ کا فرق، ارادہ اور قصد میں ہے۔(۷) قتل اور ذبح کا فرق، ذبح اور قتل میں ہے۔(۸) قدرت اور استطاعت کا فرق، استطاعت اور قدرت میں ہے۔(۹) قدیم اور عتیق کا فرق، عتیق اور قدیم میں ہے۔(۱۰) قدیم، باقی اور متقدم کا فرق، باقی، قدیم اور متقدم میں ہے۔(۱۱) قبول

اوراجابت کا فرق، اجابت اور قبول میں ہے۔(۱۲) قدر اور تقدیر کا فرق، تقدیر اورقدر میں ہے۔(۱۳) قسط اور عدل کا فرق، عدل اور قسط میں ہے۔(۱۴) قہار اور جبار کا فرق، جبار اور قہار میں ہے۔(۱۵) قضاء اور دیانت کا فرق، دیانت اور قضاء میں ہے۔(۱۶) قرض اور دین کا فرق، دین اور قرض میں ہے۔(۱۷) قود اور سوق کا فرق، سوق اور قود میں ہے۔(۱۸) قوۃ اور صلابۃ کا فرق، صلابۃ اور قوۃ میں ہے۔(۱۹) قرآن اور فرقان کا فرق، فرقان اور قرآن میں ہے۔(۲۰) قرآن اور کتاب کا فرق، کتاب اور قرآن میں ہے۔(۲۱) قریحہ اور طبیعہ کا فرق، طبیعہ اور قریحہ میں ہے۔(۲۲) قدیم، ازلی اور ابدی کا فرق، ابدی، ازلی اور قدیم میں ہے۔(۲۳) قاعدہ اور ضابطہ کا فرق، ضابطہ اور قاعدہ میں ہے۔(۲۴) قصیدہ اور غزل کا فرق، غزل اور قصیدہ میں دیکھئے۔(۲۵) قرابت، طاعت اور عبادت کا فرق، طاعت، عبادت اور قرابت میں دیکھئے۔(۲۶) قصد اور عزم کا فرق، عزم اور قصد کے اندر ہے۔(۲۷) قسم اور حلف کا فرق، حلف اور قسم میں ہے۔(۲۸) قط اور ابد کا فرق، ابد اور قط کے اندر ہے۔(۲۹) قرأۃ اور تلاوۃ کا فرق، تلاوۃ اور قرأۃ میں ہے۔(۳۰) قضاء اور دیانت کا فرق، دیانت اور قضاء میں ہے۔(۳۱) القبول اور الدبور کا فرق الدبور اور القبول میں ہے۔(۳۲) قضاء اور تقدیر کا فرق، تقدیر اور قضاء میں ہے۔(۳۳) قیاس اور اجتہاد کا فرق، اجتہاد اور قیاس میں ہے۔



کشف اور کرامت میں فرق

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ کشف کا حاصل یہ ہے کہ واقعات جو عالم مثال میں ہو رہے ہیں اور عام نظروں سے غائب ہیں وہ کسی کی نظر کے سامنے آ جائیں اور وہ ان کو دیکھ لے اور عموماً جب مادّیات اور تعلقات سے قلب فارغ ہو تو اور ایسا ہو جانا کچھ بعید نہیں ہوتا اس کیلئے مقبول عنداللہ ہونا تو کیا مسلمان ہونا بھی شرط نہیں کافر و فاسق کو بھی حاصل ہو سکتا ہے بلکہ پاگل دیوانے کو بھی، بخلاف کرامت کے کیونکہ کرامت کے معنی خداوندی اعزاز کے ہیں جو مذکورہ لوگوں کو حاصل نہیں ہوتا البتہ یہی کشف کسی شخص کو من جانب اللہ بطور کرامت کے بھی کر دیا جاتا ہے وہ کشف کرامت بھی ہوتا ہے جیسے عموماً اولیاء اللہ کشف اور جو کشف بطور کرامت کے ہوتا ہے اس کی خاص علامت یہ ہے کہ اس کے ساتھ نفس میں تواضع پستی اور شکستگی اور اپنا عجز محسوس ہوتا ہے جس کشف کے ساتھ یہ علامت نہ ہو بلکہ عجب و فخر اپنے نفس میں محسوس ہو وہ کرامت نہیں بلکہ استدراج ہے جس سے پناہ مانگنی چاہئے۔ (مآرب الطلبہ ص:۲۹۹)

کلام فصیح اور کلام بلیغ میں فرق

ان دونوں کے درمیان عام خاص مطلق کی نسبت ہے، بلیغ خاص ہے اور فصیح عام ہے لہٰذا کلُّ بلیغٍ فصیحٌ کہا جا سکتا ہے اور اس کا عکس یعنی کلُّ فصیحٍ بلیغ نہیں کہا جا سکتا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کوئی کلام فصیح ہو اور مقتضائے حال کے مطابق نہ ہو نیز یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنے مقصود کو فصاحت کے ساتھ ادا کرنے کا ملکہ رکھتا ہو اور مقتضائے حال کے مطابق تالیف کا ملکہ نہ رکھتا ہو۔ (مآرب الطلبہ ص:۱۹۸)

کافر اور کفر کے درمیان فرق

کافر اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنی ہے نافرمانی کرنے والا۔ اور لفظ کفر مصدر ہے یعنی نفس وعین نافرمانی کو کہتے ہیں۔ حاصل یہ نکلا کہ لفظ کافر کے اندر دو جہتیں موجود ہیں، یہ صیغہ اسم فاعل ہے اور اسم فاعل کے اندر دو جہتیں موجود ہیں ایک ذات دوسری وصف کی یعنی لفظ کافر میں ایک وصف دوسری وہ ذات ہے جو صفت کفر کے ساتھ متصف ہے یعنی کفر کرنے والا جس کو اصطلاح میں ذات مع الوصف کہا جاتا ہے اور لفظ کفر کے اندر صرف ایک جہت یعنی محض وصف کفر موجود ہے (۲) کافر کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا نہ چاہئے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے اور کفر سے نفرت واجب ہے۔ چنانچہ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو تمام مسلمانوں سے فی الحال اور تمام کافروں سے فی المآل بدتر سمجھتا ہوں۔ (مآرب الطلبہ ص:۱۰۰)

کل اور کلی کے درمیان فرق

دونوں لفظ کے درمیان فرق چند وجوہ سے ہے (۱) کل کہتے ہیں جس کے ماتحت جزء ہو جیسے زید کل ہے اس کے ناک، کان، ہاتھ وغیرہ اجزاء ہیں اور کلی کہتے ہیں جس کے ماتحت جزئی ہو مثلاً انسان ایک کلی ہے اس کے ماتحت زید عمرو، بکر وغیرہ اسکی جزئیات ہیں۔ (۲) کلی کا وجود خارج میں نہیں پایا جاتا بلکہ وہ اپنی جزئی کے ضمن میں پائی جاتی ہے جیسے زید، عمرو، بکر کی مجموعی حیثیت سے خارج میں ایک کلی پائی نہیں جاتی، بخلاف کل کے کہ اس کا وجود خارج میں مستقل پایا جاتا ہے جیسے زید عمرو بکر وغیرہ مستقل کل ہیں۔ (۳) کلی کا اطلاق شئ معدوم پر ہوتا ہے مثلاً لاشئ لا ممکن لاموجود وغیرہ کو بھی کلی کہا جاتا ہے بخلاف کل کے کہ اس کا اطلاق شئ معدوم پر نہیں ہوتا۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص:۱۸۹)

کاف اور مثل میں فرق

واضح ہو کہ لفظ کاف سے ذات کے اندر تشبیہ دی جاتی ہے اور مثل سے صفات کے اندر تشبیہ دی جاتی ہے اس فرق کی بناء پر امام اعظمؒ کا قول "اِیْمَانِیْ کَاِیْمَانِ جِبْرَائِیْلَ" پر اعتراض کرنا بالکل بے جا ہے کیونکہ امام اعظمؒ "اِیْمَانِیْ کَاِیْمَانِ جِبْرَائِیْل" کہہ کر ذات ایمان میں اپنے ایمان کو جبرائیل کے ایمان سے تشبیہ دے رہے ہیں اور صفات میں برابری کی نفی ہے اور امام صاحبؒ کا مقصود صرف یہ کہنا ہے کہ جن چیزوں پر انکا ایمان ہے انہی پر ہمارا بھی ایمان ہے۔ (دیکھئے آرب الطلب ص ۷۶)

کلمہ اور کلام میں فرق

دونوں میں فرق یہ ہے کہ کبھی کلمہ سے کلام مقصود ہوتا ہے جیسے " لا إلٰه إلاّ الله محمد رسول الله "صلى الله عليه وسلم" ہے یا کلمہ وہ ہے جو حروف سے مرکب ہو۔ یا کلمہ وہ ہے جو اکیلا لفظ ہو اکیلے معنی پر دلالت کرے اسے کلمہ کہتے ہیں۔ اور دو کلمے یا اس سے زیادہ سے مرکب ہو تو اسے کلام یا جملہ بھی کہتے ہیں یا وہ لفظ مفید جس پر مخاطب کا خاموش رہنا صحیح ہو اور فائدہ تامہ بھی حاصل ہو اسے کلام کہتے ہیں۔ دیکھئے۔ (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۱۰۱، و دیگر کتب نحو)

الفرق بين الكثير والوافر

إنّ الكثير زيادة العدد و الوفور اجتماع آخر الشيء حتّى يكثر حجمه الا ترى انه يقال كردوس وافر والكردوس عظم عليه لحم ولا يقال كردوس كثير و تقول حظ وافر ولا تقول كثير و انّما تقول حظوظ كثيرة و رجال كثيرة و لا يقال رجل كثير فهذا يدل على ان

الکثرۃ الاعلی استعارۃ و توسع۔ (الفروق فی اللغۃ ص: ۲۴۷)

"کثیر زیادہ عدد کو کہتے ہیں اور وفور شیٔ کے آخر کے اجتماع کو یہاں تک کہ اس کا حجم زیادہ ہو، کہا جاتا ہے کردوس وافر" وہ ہڈی جس پر گوشت ہے اور "کردوس کثیر" نہیں کہا جاتا اور حظ وافر کہتے ہیں لیکن حظ کثیر نہیں کہتے ہیں اور حظوظ کثیرہ اور رجال کثیرہ کہتے ہیں اور رجل کثیر نہیں کہتے۔ پس یہ دلالت کرتا ہے کہ کثرت استعارہ اور توسع پر مبنی ہوتا ہے۔"

کافر اور مشرک کے درمیان فرق

واضح ہو کہ کافر مطلق خدا کو نہ ماننے والے کو کہا جاتا ہے اور مشرک وہ کافر ہے جو کسی نہ کسی انداز سے خدا کو مانتا ہو لیکن خدا کی ذات یا صفات میں شریک مانے تفصیل کیلئے دیکھئے۔ (مآرب الطلبہ فی الفرق بین الفاظ المترادفۃ و المعانی المتقاربۃ ص: ۲۸۷)

کفر اور کفران کے درمیان فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے معنی لغت کے اعتبار سے ایک ہیں، باقی دونوں میں باہمی فرق یہ ہے کہ کفر تو اسلام کے مقابلہ میں ہوتا ہے اور کفران یہ منعم کی نعمت کے چھپانے میں ہوتا ہے۔ (افاضات شرح مقامات اردو از افتخار علی دیوبندی ص: ۵۳۸ ج ۲، فضل الباری شرح بخاری ص: ۴۱۸ ج ۱)

کشف اور فراست میں فرق

ایک فاضل کے جواب میں حضرت تھانویؒ نے ارشاد فرمایا کہ کشف سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ استدلالی نہیں ہوتا بلکہ صریحی ہوتا ہے جس سے قناعت ہو جاتی ہے بخلاف فراست کے کہ اسکے اندر ایک درجہ استدلالی کا بھی ہوتا ہے گو غالب اس میں علم ضروری ہوتا ہے۔ (از فقہ حنفی کے اصول و ضوابط ص: ۲۱۴، مرتب مولانا محمد زید صاحب مدظلہ العالی)

الفرق بين الكِبْرِ والكِبْرِياءِ

إنّ الكبر هو اظهار عظم الشان و هو في صفاتِ اللهِ تعالىٰ مدح لانّه شانه عظيم وفي صفاتنا ذمٌ لانّ شاننا صغيرٌ و هو اهل للعظيمة ولسنا لها باهلٍ و الشانُ ههنا معنى صفاته التي هي في اعلىٰ مراتب التعظيم و يستحيل مساولة الاصغر له فيها على وجهٍ من الوجوه والكبرياء هي العزّ والملك وليست من الكبر في شئ والشاهد في قوله تعالىٰ: ﴿وتكون لكما الكبرياء في الارض﴾ يعني المَلِكُ و السُّلطانُ و العِزَّةُ.

(الفروق في اللغة ص: ۲۴۱)

’’کبر وہ عظمت شان کا اظہار کرنا اور وہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں مدح ہے اسلئے کہ ان کی عظیم شان ہے اور ہماری صفات میں ذم ہے۔ کیونکہ ہماری شان صغیر ہے اور وہ عظمت کا اہل ہے جبکہ ہم اہل نہیں۔ اور یہاں شان ان صفات کا معنی جو اعلیٰ مراتب تعظیم میں ہے۔ اور مساوات محال ہے مگر یہ کہ اسکے لئے اس میں صغر ہے کسی بھی وجہ پر اور کبریاء وہ عزت اور مملکت ہے اور کبر میں سے کچھ بھی نہیں، دلیل باری تعالیٰ کا قول ﴿وتكون لكما الكبرياء في الارض﴾ يعني الملك والسلطان و العزة.‘‘

کلام اور قول کے درمیان فرق

کلام لفظ مفید مرکب کو کہتے ہیں جس پر مخاطب کا خاموش رہنا صحیح و درست ہو اور سامع کو فائدہ یا کوئی طلب حاصل ہو۔ اور قول اعم ہے کلام پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اسی طرح اسکا اطلاق کلم اور کلمہ پر بھی ہوتا ہے اور بعض نحویوں کا خیال ہے کہ قول کا اصل استعمال مفرد ہی میں ہوتا ہے۔ (دیکھئے المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۱۰۱)

کوکب اور نجم کے درمیان فرق

ان دونوں کے معنی ستارے کے ہیں، کہ نجم جمع ہے نجوم کی اور کوکب کی جمع کواکب آتی ہے دونوں قرآن کے اندر آئے ہیں جیسے: ﴿والنجم إذا هوىٰ، إنّي رايتُ احدَ عشرَ كوكباً﴾ اور یہ فرق امام فراء، وحسن بصریؒ نے بیان فرمایا ہے کہ دونوں میں نسبتِ تساوی ہے۔ بعض مفسرینؒ نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ لفظ کوکب مطلقاً ہر ستارے کو کہا جاتا ہے اور لفظ نجم خاص طور سے ثریا کیلئے بولا جاتا ہے جو چند ستاروں کا مجموعہ ہے اس اعتبار سے کوکب اعم مطلق ہے اور نجم اخصّ مطلق ہے۔ (مآرب الطلبہ ص:۲۱۵)

کشفِ اولیآء اور کشفِ انبیآء میں فرق

عالم الغيب فلايظهر على غيبه احدًا الخ کے تحت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ حوادث دہر پر کوئی مطلع نہیں ہوسکتا، رہا کسی جزئیات کا علم تو جزئیات کے عالم کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے، اور جزئی کے علم کا انکشاف یہ انبیاء اور اولیاء دونوں کو ہوتا ہے مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ نبی کو جو کشف ہوتا ہے یا وحی آتی ہے اس کے ساتھ پہرے دار ہوتے ہیں، اسلیے اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہوتا، بخلاف ولی کے کشف کے، کہ اس میں غلطی کا احتمال بھی ہے اور شبہ کی گنجائش بھی، اسلیے دونوں یکساں نہیں ہوسکتے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھیے۔ (کشف الباری شرح بخاری ص:۶۳۲،۵ ج۲، از شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ العالی بانی جامعہ فاروقیہ، کراچی)

الفرق بين الكيدِ والمكر

إنّ المكر مثل الكيد في انه لايكون الّا مع تدبر وفكر الّا أنّ الكيد اقوىٰ من المكر، والشاهد انّه يتعدى بنفسه، والمكر يتعدى بحرف فيقال كاده يكيدهٗ ومكر به ولايقال مكره والذى يتعدى بنفسه اقوىٰ، والمكر ايضاً تقدير ضرر الغير من ان يفعل به الاترىٰ انّه لو قال له اقدر ان افعل بك كذا لم يكن ذالك مكراً وانّما يكون مكراً اذا لم يعلمه به. والكيد اسم لايقاع المكروه بالغير قهراً سواءً علم اولا والشاهد قولك فلان يكايدني فسمّى فعله كيداً وان علم به واصل الكيد المشقة، ومنه ان يقال الكيد مايتقرب وقوع المقصود به من المكروه على ماذكرناه. والمكر مايجتمع به المكروه من قولك جارية ممكورة الخلق اى ملتفة مجتمعة اللحم غير رهلة. (الفروق فى اللغة ص: ۲۵۴)

"یہ دونوں الفاظ اس بات میں مشترک ہیں کہ دونوں سوچ بچار کے بعد ہی کیے جاتے ہیں، مگر اس کے باوجود الکید، المکر سے اُقویٰ ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ الکید متعدی بنفسہٖ ہے، اور المکر متعدی بحرف ہے۔ جیسے: کادہ، یکیدہ، اور مکر بہ. اور یہ بات ظاہر ہے کہ متعدی بنفسہٖ، متعدی بحرف سے اقویٰ ہوتا ہے۔ اسی طرح المکر دوسرے کی تکلیف کا اندازہ کرنا تا کہ اس سے مکروفریب کیا جائے، کو بھی کہا جاتا ہے، پس اگر کوئی کہے: "میں تیرے ساتھ ایسا ویسا کرسکتا ہوں۔" تو یہ المکر کے زمرے میں نہیں آئے گا، بلکہ المکر کے زمرے میں اس وقت آئے گا جب دوسرے شخص کو اس بات کی خبر نہ ہو، جبکہ الکید کہا جاتا ہے: دوسرے کو جبراً کسی

ناپسندیدہ چیز میں پھنسا دینا، چاہے اس کو علم ہو یا نہ ہو۔ مثلاً کہا جاتا ہے: فلان یکایدنی (فلاں شخص میرے ساتھ مکروفریب کرتا ہے)، پس یہاں فلاں شخص کے فعل کو الکید سے تعبیر کی گئی، حالانکہ متکلم کو معلوم بھی ہے۔

یہ بات جاننی چاہئے کہ الکید دراصل بمعنی ''مشقت'' ہے، اسی سے کہا جاتا ہے: فلان یکید لنفسہ یعنی فلاں شخص مشقت برداشت کرتا ہے۔ پھر اسی سے ہی الکید مذکورہ معنی میں مستعمل ہے، یعنی ناپسندیدہ اور مصیبت والی چیز کسی پر مسلط کرنا۔ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ الکید ناپسندیدہ چیز کو قریب کرنے والے فعل کو کہا جاتا ہے، جبکہ المکر ناپسندیدہ چیز کو یکجا کرنے کو کہا جاتا ہے۔ جیسے: جاریۃ ممکورۃ الخلق یعنی اس کے گوشت یکجا ہیں، ان میں ڈھیلا پن نہیں ہے۔''

﴿نوٹ﴾

اس سے قبل حرف کاف کے جتنے الفاظ گذر چکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔(۱) کذب، افتراء اور بہتان میں فرق (۲) کرامت، معجزہ اور ارہاص کے درمیان فرق (۳) کیل اور اکتیال میں فرق (۴) کسب اور اکتساب میں فرق (۵) کتمان اور اخفاء کے مابین فرق (۶) کرامت اور استدراج میں فرق (۷) کشف، الہام اور وحی کے درمیان فرق (۸) الکذب اور الزور میں فرق (۹) کبش، معز، غنم نعجۃ، عنزۃ، شاۃ، ضأن اور تیس کے درمیان فرق (۱۰) کنایہ اور تعریض میں فرق (۱۱) کنایہ اور توریہ کا فرق (۱۲) کمال اور تمام میں فرق (۱۳) کسرہ اور جر میں فرق (۱۴) کریم، جواد اور سخی کے درمیان فرق (۱۵) کثیر اور جم میں فرق (۱۶) کبیرہ اور جریرہ کے مابین فرق (۱۷) کلام اور جملہ کے درمیان فرق (۱۸) الکسوف اور الخسوف کے درمیان فرق (۱۹) کسب اور خلق کے مابین فرق (۲۰) کتاب اور رسالہ کے درمیان فرق (۲۱) کنز، رکاز اور معدن میں فرق (۲۲) کبر اور عجب کے درمیان فرق (۲۳) کافر، زندیق اور مرتد کے مابین

فرق (۲۴) کشف اور علم غیب کے مابین فرق (۲۵) کاہن اور عراف کے مابین فرق (۲۶) کنیت، لقب اور علَم میں فرق (۲۷) کہف اور غار کے درمیان فرق (۲۸) کلام اور قول کے درمیان فرق وغیرہ۔

لَہو اور لَعِب کے درمیان فرق

دونوں کے معنی کھیل کود کے ہیں پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ لعب وہ کھیل ہے جس میں فائدہ مطلق پیش نظر نہ ہو جیسے بہت سے چھوٹے بچوں کی حرکتیں اور لھو کے لغوی معنی غفلت میں پڑنے کے ہیں یعنی جو چیزیں انسان کو ضروری کاموں سے غفلت میں ڈالے اسکو لھو کہا جاتا ہے اور بعض اوقات ان کاموں کو لہو کہا جاتا ہے جن کا کوئی دینی اور دنیاوی معتد بہ فائدہ نہ ہو۔ محض وقت گذاری کا مشغلہ یا دل بہلانے کا سامان ہو خلاصہ یہ ہے کہ لہو وہ کھیل ہے جسکا اصلی مقصد تو تفریح اور دل بہلانا اور وقت گذاری ہو اور ضمناً کوئی ورزش یا کوئی دوسرا فائدہ بھی اس میں حاصل ہو جیسے بچوں کے کھیل گیلا شناوری یا نشانہ بازی وغیرہ۔ (تلخیص بیان القرآن ص ۱۶۰، مآرب الطلبہ ص: ۲۸۰)

لُقطہ اور لَقیطہ کے درمیان فرق

لغت کے اعتبار سے لقطہ اور لقیطہ میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ ہر وہ چیز جو اٹھائی جائے اس کو کہا جاتا ہے لیکن فقہاء کرامؒ کے یہاں فرق ہے کہ اگر غیر جاندار چیز کو اٹھایا جائے تو وہ لقیطہ ہے اور اگر جاندار کو اٹھایا جائے تو وہ لقطہ ہے۔ (اضافات شرح مقامات اردو از افتخار علی دیوبندی ص ۵۴ ج ۱۔ تفہیمات اردو شرح مقامات از شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب: ص ۱۰۳ ج ۱)

لُغت اور محاورہ کے درمیان فرق

لغت اور محاورہ میں فرق یہ ہے کہ محاورہ لغوی معنی پر ایک زیادتی ہوتی ہے کہ وہی مراد ہوتی ہے مثلاً یہاں دل سے مراد لغوی نہیں بلکہ وہ دل مراد ہے کہ جس میں صفات دل ہوں اور گردہ سے مراد لغوی گردہ نہیں بلکہ وہ گردہ مراد ہے جس میں صفات گردہ ہوں اور دل کی صفت ہے ہمت اور گردہ کی صفت ہے قوت تو اس لفظ کے یہ معنی ہوئے کہ یہ کام وہ کر سکتا ہے جس میں ہمت وقوت ہو دیکھئے اب یہ لفظ کیسا بلیغ ہو گیا ہے اور اس موقع پر کیسا خیال چسپاں ہو گیا جس میں ل یہ بولا جاتا ہے۔ (دیکھئے ذکر وفکر حضرت تھانوی ص:۲۹۳)

لَم اور لَمّا کے درمیان میں فرق

دونوں کے درمیان پانچ فرق ہیں (۱) لَم سے پہلے حرف شرط آ سکتا ہے جیسے اِنْ لم یضرب بخلاف لمّا کے کہ اس میں حرف شرط نہیں لا سکتے۔ (۲) لمّا توقع کے معنی کیلئے آتا ہے اور لم میں توقع نہیں ہوتی۔ (۳) لمّا میں استمرار نفی کا معنی پایا جاتا ہے اور لم میں استمرار نفی نہیں پایا جاتا۔ (۴) منفی لمّا قریب الی الحال ہوتا ہے نہ کہ لم۔ (۵) منفی لمّا جائز الحذف ہے اور لم میں ایسا نہیں ہوتا۔ (دیکھئے مصباح العوامل اردو شرح، شرح مائۃ عامل ص:۵۲۔ تفہیمات شرح مقامات اردو، از شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب ص۹۱۔ مآرب الطلبہ ص:۵۴)

الفرق بين اللمسّ والمسّ

قيل الفرق بينهما انّ اللمس لصوق باحساسٍ والمسُّ لصوق فقط وقد يكون اللمسُ بمعنى المسّ. (فروق اللغات ص: ۳۰۲)

''لمس'' احساس کے ساتھ چھونے کو کہتے ہیں اور مس صرف چمٹ جانا اور کبھی کبھی لمس، مس کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔''

لامِ جحد، لامِ کی اور لائے نفی جنس کا فرق

لام کی اور لام جحد میں لفظی اور معنوی دونوں اعتبار سے فرق ہے (۱) لفظی فرق یہ ہے کہ لام جحد ہمیشہ کان منفی کے بعد آتا ہے اور لام کی میں یہ شرط نہیں ہے۔ (۲) معنوی فرق یہ ہے کہ لام کی تعلیل اور سببیت کے معنی دیتا ہے اور لام جحد صرف تاکید نفی کیلئے آتا ہے۔ (مصباح المنیر) (۳) دوسرا معنوی فرق یہ ہے کہ لام کی اگر لفظ سے گر جائے تو معنی مقصود میں خلل آجاتا ہے بخلاف لام جحد کے کہ وہ محض تاکید نفی کیلئے آتا ہے (بدر منیر) اور لائے نفی جنس جو صرف جنس کی نفی کیلئے آتا ہے اس کا اسم عموماً نکرہ ہوتا ہے اور اکثر مضاف و منصوب ہوتا ہے اگر لائے نفی جنس کا اسم مضاف نہ ہو بلکہ غیر مضاف ہو تو نکرہ ہی ہوگا اور فتحہ پر مبنی ہوگا جیسے لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ. اگر لائے نفی جنس کا اسم نکرہ نہ ہو بلکہ معرفہ ہو تو ''لا'' کو مکرر مع اسم معرفہ کے لایا جائیگا اسم میں ''لا'' عمل نہ کریگا یعنی ملغیٰ ہوگا جب کے لائے نفی جنس بطریق عطف مکرر واقع ہو تو ان کا اسم نکرہ مفرد بلا فصل واقع ہوگا جیسے: لاحولَ ولا قُوَّةَ الخ. (بدر منیر ص۲۷۔ مصباح المنیر ص:۹۵، مقدمات علوم درسیہ ص:۳۳۴)

لیت (تمنی) اور لعل (ترجی) میں فرق

ان دونوں حروف کے درمیان دو طرح کا فرق ہے (۱) لیت کا تعلق صرف محبوب شئ سے ہے اور لعل کا تعلق عام ہے۔ (۲) لیت کا تعلق ممکن اور غیر ممکن ہر قسم کی چیزوں سے ہوتا ہے اور لعل کا تعلق صرف ممکنات ہی سے ہے۔ (مصباح المنیر شرح اردو نحو میر ص:۱۷)

لگان اور مال گذاری کا فرق

اگر چہ حاصل کے اعتبار سے دونوں ایک ہی چیز ہیں مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ کاشتکار اگر خود مالک زمین ہے تو اس سے وصول شدہ ٹیکس (مال گذاری) کہلاتا ہے اور اگر حکومت اور کاشتکار کے درمیان زمیندار ہے تو حکومت جو ٹیکس زمیندار سے لیتی ہے وہ مال گذاری کہلاتا ہے اور زمیندار کاشتکار سے جو اجرت لیتا ہے وہ لگان ہے۔

(اسلام کا اقتصادی نظام از مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی ص:۲۱۹)

لائے نفی اور مائے نفی کا فرق

واضح ہو کہ عام قاعدہ تو یہ ہے کہ نفی کیلئے مضارع میں حرف لا اور ماضی میں حرف ما لائے جاتے ہیں مگر کبھی مضارع کی نفی کیلئے ما بھی لایا جاتا ہے جیسے کہ "قولہ تعالیٰ: ﴿وما یُضلُّ به إلاّ الفاسقین﴾، ﴿وما تدری نفسٌ بایّ ارض تموت﴾ (الایة) لیکن ماضی میں تین شرطوں کے ساتھ لائے نفی بھی داخل ہوسکتا ہے (۱) لا کے ساتھ صیغۂ ماضی کا تکرار ہو جیسے ﴿فلا صدّق ولا صلّی﴾ (۲) جواب قسم میں واقع ہو جیسے: تاللہِ لافعلتُ کذا (۳) محل دعاء میں واقع ہو جیسے:

الا لا بارک اللہ فی سُہیلٍ   إذا ما اللہ بارک فی الرجال

(ترجمہ) آگاہ ہو کہ برکت نہ دے اللہ تعالیٰ سہیل کے حق میں جبکہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کے حق میں برکت فیضان عطاء کرے۔ (مآرب الطلبہ ص ۵۲)

لو اور لولا کے درمیان فرق

یاد رہے کہ (۱) لولا کا مدخول ہمیشہ اسم ہوگا اور لو کا مدخول ہمیشہ فعل ہوگا۔ (۲) لولا میں شرط وجود جزا کیلئے سبب ہوتا ہے اور لو میں شرط کی نفی ہوتا ہے جزا کی نفی کیلئے یا جزا کی نفی سبب ہوتی ہے شرط کی نفی کیلئے۔ (۳) لولا کے جواب میں لام ہونا ضروری ہے اور

لو کے جواب میں لام اور فا دونوں آسکتے ہیں۔(۴) لو کے مدخول سے زمانہ ماضی سمجھا جاتا ہے۔لولا کا مدخول زمانہ ماضی سے عاری ہے بلکہ دوام کا مفہوم ہے۔(مآرب الطلبہ ص:۸۳)

لابدلہ اور لابدمنہ کا فرق

ان دونوں کے معنی ہیں "اس کیلئے ضروری ہے، اس کے بغیر چارہ کار نہیں"
اس کی ترکیب میں دو قول ہیں (۱) لا، لائے نفی جنس، بدّ، شبہ مضاف، لہ یا منہ، بدّ سے متعلق ہے بدّ شبہ مضاف اپنے متعلق سے ملکر اسم لا اس کی خبر محذوف ہے جو فعل عام (حصول، ثبوت، وجود، اور کون) سے ہوگی تقدیر عبارت یوں ہوگی "لابُدّلـہ ثابت" لیکن اس صورت میں اعتراض یہ ہوگا کہ جب اسم شبہ مضاف ہوتا ہے تو منون ہوتا ہے جیسے یاطالعاً جبلاً یہاں "بُدّ" منون کیوں نہیں؟ اسکا جواب یہ ہے کہ یہاں شبہ مضاف کو مضاف پر محمول کر کے مضاف کا اعراب دیا گیا ہے۔(۲) بُدّ لا کا اسم ہے "لہ" یا "منہ" ظرف مستقر ہوکر اس کی خبر ہے (۳) لابُدّ من کذا، اس کی ترکیب میں دو احتمال ہیں (۱) لابُدّ، الگ جملہ ہے (کما مرّ تفصیلہ) (۲) یہ کہ من کذا، الگ جملہ ہے "من کذا" اصل میں بعد المنفی من کذا" تھا بعد المنفی مبتداء ہے من کذا، ظرف مستقر ہوکر خبر ہے اس صورت میں "من کذا" جملہ مستانفہ ہوگا دوم "من کذا" لا کی خبر ثانی ہے اور اسکی خبر اول فعل عام محذوف ہے۔(دیکھئے مقدمات ص ۸۱۔ اور صاحب مجموعۃ النوادر نے بھی اس کے دو فرق بیان کئے ہیں۔ دیکھئے مجموعۃ النوادر، از مولانا مفتی علی احمد صاحب قاسمی مدرس و مفتی حال مدرسہ مرادیہ مظفرنگر یوپی۔(انڈیا)

لُمزۃ اور ھُمزۃ کا فرق

ھمزہ کے معنی ہے پس پشت عیب نکالنے والا اور لمزہ کے معنی ہے آمنے سامنے عیب نکالنے والا۔ پھر ان دونوں کی تفسیر میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں (۱) جو ابھی

گذرا ہے(۲) ہمزہ کی تفسیر ہے طعن دینے والا۔اور لمزہ کی تفسیر ہے غیبت کرنے والا (۳) ہمزہ کے معنی اشارہ سے عیب بیان کرنا خواہ ہاتھ سے ہو یا آنکھ سے یا سر وغیرہ سے اور لمزہ کے معنی ہے زبان سے عیب ظاہر کرنے والا۔(مآرب الطلبہ ص:۲۴۱،وفروق اللغات ص:۶/۲۰۵)

الفرق بين اللَّب واللُّب

إنّ اللبّ بالفتح اللازمُ المقيمُ. واللُّبُّ بالضم العقل خالص كل شيء. (المنطوق لمعرفة الفروق ص:۳۲)

"اللب" (بفتح اللام) بمعنی لازم ومقیم اور "اللبّ" (بضم اللام) بمعنی عقل کو کہتے ہیں اور ہر شی کے خالص اور زہر کو۔"

الفرق بين اللَّجة واللُّجة

إنّ اللجةَ بضم اللام معظم الماءِ والمرأة والفضّةُ و اللَّجةُ" بفتح اللام،، الاصوات. (المنطوق لمعرفة الفروق ص:۳۱)

" اَلـلُّـجَّةُ" (بضم اللام) بمعنی پانی کا بڑے حصے کو کہا جاتا ہے اور عورت اور چاندی کو بھی جبکہ "اللَّجَّةُ" آوازوں کو کہتے ہیں۔"

﴿نوٹ﴾

اس سے قبل حرف لام کے جتنے الفاظ گذر چکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔(۱) لزوم اور التزام کے درمیان فرق (۲) لغت اور ادب کے درمیان فرق (۳) لو اور اِن کے درمیان فرق (۴) لقب، کنیت اور علَم کے مابین فرق (۵) لبن اور حلیب کے درمیان فرق (۶) لولو اور در کے درمیان فرق (۷) لواء، رایَہ اور علَم کے مابین

فرق (۸) لباس اور ریش کے مابین فرق (۹) لحد اور شق میں فرق (۱۰) لذت اور شہوت میں فرق (۱۱) لدیٰ اور عندی میں فرق (۱۲) لص اور سارق کے مابین فرق (۱۳) لبّ اور عقل میں فرق (۱۴) لقاء اور تلقی میں فرق (۱۵) لوذ اور عاذ میں فرق وغیرہ۔

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب میں فرق

دونوں کے درمیان فرق ان مقاصد سے ظاہر ہے کہ مقدمۃ العلم تو تینوں علوم (تعریف، موضوع اور غرض) کے مجموعے کا نام ہے اور مقدمۃ الکتاب نام ہے ان الفاظ کے مجموعے کا۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ مقدمۃ العلم کا تعلق معانی سے ہے اور مقدمۃ الکتاب کا تعلق الفاظ سے ہے لہذا دونوں میں حقیقی فرق تباین کا پایا جاتا ہے۔ (از اشرف الحلی ص:۳۳)

مثال اور مثل کے درمیان فرق

(۱) مثل کہتے ہیں جو تمام حقیقت میں شریک ہو جیسے **لیس کمثلہ شئ** ۔ اور مثال اس کو کہتے ہیں جو بعض اغراض میں شریک ہو جیسے انسان نے دیوار پر نقش کیے تو یہ نقوش اصل کی مثال ہیں اسکا مثل نہیں ہے (افاضات شرح مقامات اردو ص ۴۷) (۲) مثال تو وہ ہے جو بعض صفات مثل لہ کے مشابہ ہو اور مثل وہ ہے جس کا "من کل الوجہ" میں مثل لہ کے مشابہ ہونا ضروری ہے۔ (افاضات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیوبندی ص:۹۹)

مالِک اور مَلِک کے درمیان فرق

المالک ھو القادر علی النصرۃ دون ان یمنعہ احد۔ اور علامہ محقق طوسیؒ کی رائے یہ ہے کہ مالک ابلغ ہے ملِک سے کیونکہ مالک اپنی مملوک میں

تصرف کرسکتا ہے جو چاہے کرے بخلاف مَلِک (بادشاہ) کے کیونکہ وہ کسی کو قتل نہیں کرسکتا اور بعض یہ فرماتے کہ ملک ابلغ ہے اسلئے کہ اس میں احتواء علی الکنز (صاحب خزانہ ہونا) ہوتا ہے بخلاف مالک کے۔ (تمہمات ص ۹۵،۱۰۵،۱۰۶۔ فروق اللغات ص ۱۲)

مناسبت، مشابہت، مماثلت، مجانست اور مشاکلت کا فرق

ان تمام الفاظ میں مختصر فرق یہ ہے کہ اشتراک فی الجنس کو مجانست اور اشتراک فی النوع کو مماثلت اور اشتراک فی الکیف کو مشابہت۔ اور اشتراک فی القدر والکم" کو مشاکلت کہا جاتا ہے اور مناسبت عام ہے ہر ایک پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اور کبھی ایک کو دوسرے کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ (فوائد منثورہ ص:۳۷)

مَقام اور مُقام کے درمیان فرق

مقام اور مُقام کے درمیان تین وجوہ سے فرق ہے (۱) اگر یہ لفظ ترکیب میں ظرف واقع ہو تو مقام (بفتح المیم) ہوگا۔ چاہے ثلاثی مجرد سے ہو یا ثلاثی مزید فیہ سے (۲) اگر ثلاثی مجرد سے ہو تو بفتح میم (مَقام) ہوگا ورنہ بضم میم ہوگا (۳) لفظ مقام کے بعد جو اسم استعمال ہوتا ہے اگر نفس الامر میں مرتبہ و مقام اسکا ہے تو بفتح المیم ہوگا ورنہ بضم المیم ہوگا مثلاً قسم میں باء اصل ہے اور واو اسکا بدل ہے اور تاء، واؤ کا بدل ہے اب اگر یوں کہا جائے۔ التاءُ اقیمت مقام الواو تو مُقام بضم المیم ہوگا کیونکہ اصل مقام واؤ کا نہیں ہے بلکہ باء کا ہے اگر یوں کہا جائے۔ الواوُ اقیم مقام الباء۔ تو مقام بفتح المیم پڑھا جائیگا کیونکہ قسم میں باء اصل ہے اور مقام بھی ا

سکتا ہے۔ (دیکھئے مقدمات ص:۸۲، واضافات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیوبندیؒ ص:۱۵۶)

مُدلّس اور مرسلِ خفی میں فرق

حدیث مدلس اور مرسل خفی کے درمیان فرق یہ ہے کہ حدیث مدلس میں ایسے شیخ کی طرف روایت منسوب کی جاتی ہے جس سے ملاقات تو ہوتی ہے مگر اس سے مطلق سماع نہیں ہوتا یا روایت کردہ حدیث کا سماع نہیں ہوتا۔ اور مرسل خفی میں روایت ایسے شیخ کی طرف منسوب کی جاتی ہے جس سے صرف معاصرت ہوتی ہے اس سے ملاقات نہیں ہوتی۔ (تحفۃ الدرر شرح نخبۃ الفکر۔ از استاذنا و مولانا مفتی سید احمد پالنفوری مدظلہ العالی ص: ۲۹)

مجنون اور مجذوب کے درمیان فرق

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ مجذوب اور عام پاگل (مجنون) کے درمیان فرق پہچاننا آسان کام نہیں بس اس کو اہل نسبت اولیاء اللہ ہی پہچان سکتے ہیں جس کو ایسے حضرات مجذوب قرار دیں وہ مجذوب ہے ورنہ وہ مجنون اور پاگل ہے اگرچہ اس کو کچھ کشف صحیح بھی ہو جاتا ہو کیونکہ مجنون کو بھی کشف صحیح ہو سکتا ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے مجالس حکیم الامت محمد شفیعؒ ص:۱۷۸، بتغیر یسیر)

مدارات اور مداہنت میں فرق

لغۃً مدارات کے معنی مداہنت کے قریب قریب ہیں لیکن عرفاً فرق یہ ہے کہ مداہنت کہا جاتا کسی منکر اور ناجائز امر کو دیکھ کر اس کو ختم کرنے پر قدرت رکھنے کے باوجود کسی غرض دنیوی یا احکام دین کی بے پروائی کی بناء پر اسے نہ روکنا اور مدارات کہا جاتا ہے دین کی حفاظت اور مصالح وقت کی رعایت کرتے ہوئے منکرات کو رفع کرنے سے سکوت اختیار کرنا۔ اور مدارات محمود ہے مداہنت مذموم اور ناجائز ہے۔ (دیکھئے ایضاح

المشکوٰۃ ص: ۵۱۰ ج ۲، باتیں انکی یاد رہیں گی ص ۱۳۰ ر۔ ۱۳۰۔ آر باطلہ ص: ۱۳۰)

مسیحِ دجّال، مسیحِ علیہ السلام میں فرق

حضرت عیسیٰؑ اور دجّال کی صفت "مسیح" استعمال کرنے میں دو طرح کا فرق ہے (۱) اطلاقی یعنی لفظ مسیح کا اطلاق عیسیٰ علیہ السلام پر تو مطلق بھی آتا ہے مگر دجال پر اسی لفظ دجال کے ساتھ مقید ہو کر آتا ہے (۲) دوسرا فرق لفظی ہے یعنی حضرت عیسیٰؑ کی صفت میں تو باتفاق رواۃ۔ مسیح (بفتح المیم وتخفیف السین واہمال الحاء) ہی ہے لیکن دجال کی صفت میں بقول بعض مِسِّیخ (یعنی بکسر میم، تشدید سین، وخاء منقوطہ سے) بھی آتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ دجال کی صفت میں مِسیح یعنی کسرہ میم کے ساتھ ہے۔ (دیکھئے عمدۃ المفہم شرح مسلم ص: ۹۶ر۹۵)

مَلِکؔ اور مَلِیکؔ میں فرق

دونوں کے درمیان باہمی فرق یہ ہے کہ ملیک یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے جیسے قولہ تعالیٰ ﴿عند ملیک مقتدر﴾ اور ابو العلاء معریؒ نے بیان کیا ہے کہ ملیک کے اندر مبالغہ زیادہ ہے بمعنی شہنشاہ بخلاف مَلِک کے کہ اس میں مبالغہ زیادہ نہیں ہے۔ (اضافات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیوبندی ص: ۵۸ ج ۱؍ الفروق فی اللغۃ ص: ۱۷۷)

مزاحؔ اور مذاقؔ کے درمیان فرق

مزاحؔ اور مذاقؔ کے درمیان فرق یہ ہے کہ مزاح وہ ہے کہ اس سے سننے والے کو انسیت ومحبت پیدا ہوتی ہے اور اس کا دل بڑھتا ہے اور مذاق وہ ہے کہ اس سے سننے والے کی دل شکنی ہوتی ہے اور مزاح کے معنی دل لگی وخوش طبعی کے ہیں یا ایسا فقرہ جس سے اسکی طبیعت میں انشراح وانبساط پیدا ہو اگر کوئی ایسا لفظ کہے کہ جس سے

سننے والے کی دل شکستگی ہو تو وہ مذاق ہے جس کی حدیث شریف میں مذمت آئی ہے اور مزاح سنت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ثابت ہے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات۔ ناشر: مکتبہ لدھیانوی کراچی)

منزل اور منہل میں فرق

منزل وہ جگہ ہے جہاں انسان اُترے وہاں پانی بھی ہو اور منہل وہ جگہ ہے جہاں انسان اترے لیکن وہاں پانی نہ ہو لیکن تحقیق یہ ہے کہ دونوں لفظ اس جگہ کیلئے بولے جاتے ہیں جہاں پانی ہو۔ (افاضات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیوبندیؒ ص ۱۲۸ ج ۱، ناشر مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

مستحب اور مندوب میں فرق

ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ مستحب وہ ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑ دیا ہو اور مندوب وہ ہے جس کو ترغیب کیلئے صرف ایک یا دو مرتبہ کر لیا ہو۔ (غایۃ السعایہ فی حل معانی الہدایہ ص: ۲۲۹ ج ۱ مؤلفہ مولانا محمد حنیف گنگوہی مدظلہ العالی، ناشر: جامعہ اشرفیہ، لاہور)

مذی، ودی اور وذی کے درمیان فرق

مذی اس لیس دار (لزج) پانی کو کہتے ہیں جو بیوی یا کسی سے ملاعبت، اور بوسہ وغیرہ کے بعد شہوت کے انتشار کے بعد نکلتا ہو اور وذی اس پانی کو کہا جاتا ہے جو انزال منی کے بعد نکلتا ہو اور ودی اس سفید غلیظ پانی کو کہا جاتا ہے جو پیشاب کے بعد پیشاب کی راہ سے نکلتا ہے، اس کی مزید وضاحت کیلئے فتاوی رحیمیہ جلد ہفتم کا مطالعہ مفید رہے گا۔ (فروق اللغات ص: ۲۱۱ بتغیر یسیر)

معنیٰ، مفہوم اور مدلول کا فرق

ان تینوں کے معنیٰ تو بحیثیت مصداق متحد ہیں البتہ اعتباری فرق ہے وہ یہ ہے کہ صورت ذہنیہ کو اس حیثیت سے کہ اس کا لفظ سے قصد کیا جاتا ہے ''معنیٰ'' کہتے ہیں۔ اور اس حیثیت سے کہ وہ لفظ سے عقل میں حاصل ہوتی ہے ''مفہوم'' کہتے ہیں۔ اور اس حیثیت سے کہ اس پر لفظ دلالت کرتا ہے مدلول کہا جاتا ہے۔ کذا قالہ العلامۃ التفتازانیؒ. (مآرب الطلبہ ص:۱۸۵)

مسح علی الجبیرہ، مسح علی الخفین میں فرق

مسح علی الجبیرۃ اور مسح علی الخُف کے درمیان مختلف وجوہ سے فرق ہے (۱) مسح علی الجبیرۃ باوضو اور بلا وضو و بلا غسل ہر طرح جائز ہے بخلاف مسح علی الخف کے کہ وہ بلا طہارت جائز نہیں۔ (۲) مسح جبیرہ کیلئے کوئی وقت متعین نہیں مسح علی الخف کیلئے مدت متعین ہے۔ (۳) جبیرہ اچھا ہو کر کھلنے یا گرنے سے صرف اسی جگہ کا دھونا ضروری ہے بخلاف مسح علی الخف کے کہ اگر اس کا ایک موزہ نکال دیا تو دوسرے پاؤں کا دھونا بھی ضروری ہوگا۔ (۴) جبیرہ اچھا ہوئے بغیر کھل گئی یا کھینچی گئی اور گر گئی تب بھی مسح جبیرہ باطل نہ ہوگا (کیونکہ عذر باقی ہے) بخلاف مسح خف کے کہ اگر موزہ نکال دیا تو مسح خف باطل ہو جائیگا۔ (۵) مسح جبیرہ مُحْدِث اور جنبی دونوں کیلئے جائز ہے اور مسح خف صرف مُحْدِث کیلئے جائز ہے۔ (۶) مسح جبیرہ میں استیعاب یا اکثر شرط ہے مسح علی الخف میں یہ شرط نہیں۔ (۷) مسح جبیرہ میں بالاتفاق نیت شرط نہیں ہے مسح علی الخف میں ایک روایت کے مطابق نیت شرط ہے۔ (عنایۃ السعایہ ص:۱۱۴ ج۲)

الفرق بين المدنّی والمدينّی و المدائنّی

انّ المدنی نسبة الی مدينة النبیّ صلی الله عليه وسلم. والمدينی نسبة الی مدينة المنصور. والمدائنی: نسبة الی مدينة كِسریٰ.
(المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۴)

" مدنی" یہ مدينة الرسول صلی الله عليه وسلم کی طرف منسوب ہے اور "مدينی" یہ مدينة المنصور کی طرف منسوب ہے اور" مدائنی" یہ مدينة كسریٰ کی طرف منسوب ہے۔"

مُحقّق اور مُدقّق کے درمیان فرق

یہ دونوں صیغہ فاعل ہیں باب تفعیل سے اب دونوں کے اندر فرق یہ ہے کہ محقق کہتے ہیں جو اشیاء کو دلائل سے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مقدمات دلائل کو بھی بیان کرنے والا ہو بایں وجہ دونوں کے درمیان عام وخاص مطلق کی نسبت ہے محقق اعم مطلق اور مدقق اخص مطلق ہے۔ (مآرب الطلبہ ص:۲۳۹)

الفرق بين المنافقّ والملحدّ

انّ المنافق غير معترف بنبوّة نبيّنا صلی الله عليه وسلم والملحدُ وهو من مال عن الشرع القويم الیٰ جهة من جهات الكفر من الحد فی الدّين حادو عدل لايشترطُ فيه الاعتراف بنبوّة نبيّنا صلی الله عليه وسلم ولا بوجود الصانع تعالیٰ وهذان اشتراكان فی ابطا ن الكفر. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳٦)

" منافق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا معترف نہیں ہے اور ملحد وہ ہے جو کہ مائل ہو مضبوط شریعت سے کفر کی جہتوں میں سے کسی جہت کی طرف، حد

سے دین میں اس میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتراف شرط نہیں اور نہ ہی بنانے والے خدا تعالیٰ کا وجود کا اعتراف شرط ہے اور یہ دونوں ابطان کفر میں شریک ہیں۔"

مقیل اور مستقر کے درمیان فرق

جاننا چاہیے کہ یہ دونوں اسم ظرف کے صیغے ہیں مستقر باب استفعال سے اور مقیل باب ضرب سے اور دونوں کے معنی جگہ کے ہیں پھر دونوں میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مستقر یہ قر سے مشتق ہے جو مستقل طور پر قیام کرنے کی جگہ کو کہتے ہیں اور مقیل یہ قیلولہ سے مشتق ہے جس کے معنی ہے دوپہر کو آرام کرنے کی جگہ کو کہا جاتا ہے لہذا اس سے معلوم ہوا کہ مستقر عام ہے اور مقیل خاص ہے یہ دونوں لفظ قرآن شریف میں بھی آیا ہے۔ مستقرا واحسنُ مقیلا . (فرقان)۔(دیکھئے مآرب الطلبہ ص:۲۳۷)

الفرق بين المَجلس و المُقامةُ

والمَقامَة والندىٰ

انّ الندىٰ هو المجلس للاهل ومن ثمّ قيل انطقهم فى الندىٰ و لا يُقالُ فى المجلس اذاخلا من اهله ندىٰ وقد تنادىٰ القوم اذا تجالسوا فى الندىٰ و المقامة ُ(بالضم)المجلس الذى يؤكل فيه و يشرب، و المَقامةُ (بفتح الميم)المجلس الذى يتحدثُ فيه والمقامة بالفتح ايضاً الجماعة.(الفروق فى اللغةص: ۳۰۳)

"ندیٰ" وہ مجلس ہے جو اہل کیلئے ہو اور اسی سے کہا جاتا ہے اس کو گویائی دی

ندی میں اور لیکن فی المجلس نہیں کہا جاتا جب اس کے اہل سے خالی ہو اور قوم نے منادی کی جب کہ وہ مجلس میں بیٹھے اور "المقامۃ" وہ مجلس جس میں کھایا پیا جائے اور "مقامۃ" وہ مجلس جس میں بات چیت کی جائے اور جماعت کو بھی کہتے ہیں۔"

ممنوع اور محجور کے درمیان فرق

ان دونوں کے ان در فرق یہ ہے کہ محجور عنہ (جس کو روکا گیا) کا فعل غیر معتبر ہوتا ہے نہ حرام ہوتا ہے اور نہ مکروہ۔ اور ممنوع (جس کو منع کیا گیا) کا فعل معتبر ہوتا ہے خواہ حرام ہو یا مکروہ مثلاً بیع فاسد ممنوع ہے لیکن اگر کسی نے بیع فاسد کرلی ور مشتری نے مبیع پر قبضہ کرلیا تو مشتری کی ملک ثابت ہو جائیگی ور اگر محجور عنہ مثلاً نابالغ بچہ یا مجنون نے عقد بیع کا معاملہ کیا اور مشتری نے مبیع پر قبضہ بھی کرلیا تو مشتری کیلئے ملک ثابت نہ ہوگی۔ (ہکذا فی اشرف الہدایہ ص:۳۱۵ ج۴)

مِثلہ اور نحوہٗ کے درمیان میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ مثلہ میں الفاظ و معنی دونوں کے ایک ہی ہوتے ہیں اور نحوہٗ میں صرف معنی کی موافقت ہوتی ہے الفاظ بدلے ہوئے ہوتے ہیں۔ (فضل الباری ص ۲۰۱ ج ۱، مؤلفہ علامہ شبیر احمد عثانی صاحبؒ بحیر تیسیر مآرب الطلبہ ص: ۲۶۵، کشف الباری شرح بخاری ص: ۵۲۵ ج ۲)

مثال اور نظیر کے درمیان فرق

مثال یہ تین معنوں میں استعمال کرتے ہیں (۱) نظیر (۲) کہاوت (۳) حال اور مشابہ شئی کو کہتے ہیں۔ نظیر اور مثال اس بات پر ہر ایک شریک ہیں کہ ان سے کسی چیز کی تشبیہ مقصود ہوتی ہے دونوں کے اندر صرف اتنا فرق ہے کہ نظیر ممثل لہ کی جزئی نہیں ہوتی اور مثال ممثل لہ کی جزئی ہوتی ہے مثلاً یوں نہ کہے کہ مفعول منصوب

ہوتا ہے جیسے: ضرب زید عمراً. میں عمراً منصوب ہے اور طاب زید علماً میں علماً منصوب ہے یہاں عمراً مثال ہے کیونکہ وہ مفعول کلیہ کی ایک جزئی ہے اور علماً مفعول کی ایک مثال نہیں بلکہ نظیر ہے کیونکہ وہ مفعول میں سے نہیں۔ (مآرب الطلبہ ص: ۱۰۹، از تفسیر بیضاوی، ومقدمات علوم درسیات از مولانا محمد صدیق ارکانی صاحب)

الفرق بين المنفرد والواحد

ان المنفرد يفيد التخلي و الانقطاع من القرناء ولهذا لايقال لله سبحانه و تعالىٰ منفرد كما يقال انه منفرد و معنى المنفرد في صفات الله تعالىٰ المتخصص بتدبير الخلق و غير ذالك مما يجوز ان يتخصص به من صفاته و افعاله. (الفروق في اللغة ص: ۱۳۳)

" منفرد فائدہ دیتا ہے ساتھیوں سے تخلی اور انقطاع کا اسی لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ منفرد اور منفرد کے معنی اللہ تعالیٰ کی صفات میں مخلوق کی تدبیر میں خاص ہونا اور اسکے سوا ان میں سے جو کہ جائز ہے کہ وہ اس کیساتھ خاص ہو اس کی صفات وافعال میں سے"

الفرق بين المنيّ والنطفة

ان قولك النطفة يفيد انها ماء قليل والماء القليل تُسمّيه العرب النطفة يقولون هذه نطفة عذبةاى ماء عذب ثم كثر استعمال النطفة في المني حتى صار لايعرب باطلاقه غيره و قولنا المني يفيد ان الولد يقدر منه وهو من قولك منى الله له كذا اى قدره و منه المنا الذى يوزن به مقدّر تقديراً معلوماً. (الفروق في اللغة ص: ۳۰۸)

" تمہارا قول "النطفة" فائدہ دیتا ہے کہ یہ ماء قلیل ہے اور ماء قلیل کا عرب لوگ نطفہ نام رکھتے ہیں "هذه نطفة عذبة اى ماء عذب". پھر نطفہ کا

استعمال منی میں کثرت سے ہوا۔ یہاں تک کہ اس کے علاوہ پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا اور ہمارا قول المنی فائدہ دیتا ہے کہ ولادت اس سے مقدر ہوتا ہے اور وہ ہمارے قول "منى الله له كذا اى قدره" اور اس سے المنا بھی ہے جس سے مقدر ہوتا ہے تقدیر معلوم۔

الفرق بين المعونة والنصرة

النصر يختص بالمعونة على الاعداء.والمعونة عامة في كلّ شي فكل نصرٍ معونةٌ ولاينعكسُ. (الفروق في اللغة ص:١٨٣ فروق اللغات ص:٢١١/٢١٠)

ترجمہ: "النصر" ایسی مدد کے ساتھ خاص ہے جو دشمن پر ہو اور "معونت" عام ہے ہر چیز میں پس ہر نصرت معونت ہے لیکن اور ہر معونت نصرت نہیں یعنی اس کا عکس نہیں۔"

مذی، منی اور ودی کے درمیان فرق

انسان کے پیشاب کی نالی سے پیشاب کے علاوہ جو چیزیں نکلتی ہیں وہ عام طور پر تین ہیں (۱) منی (۲) مذی (۳) ودی۔ اول موجب غسل ہے اور ثانی وثالث موجب وضوء ہے پس منی وہ کودنے والا پانی ہے جس میں شہوت ہو اور اس سے بچہ پیدا ہو سکتا ہے۔ مذی وہ پانی ہے جو ملاعبت کے وقت نکلتا ہے اور ودی وہ پانی ہے جو پیشاب کے ساتھ اور پیشاب کے بعد نکلتی ہے۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ مذی سفید پتلا چکنا پانی ہوتا ہے جو مرد سے اپنی بیوی سے ملاعبت کے وقت شہوت کے ساتھ نکلتا ہے مگر اس کے بعد طبیعت میں فتور پیدا نہیں ہوتا ہے اور صاحب ہدایہؒ نے فرمایا کہ مذی وہ پانی ہے جو رقیق ہو اور سفیدی کی طرف مائل ہو ملاعبت کے وقت نکلتا ہو۔ اس کے متعلق مزید تفصیل بحث کیلئے فتاوی رحیمیہ کے ساتویں جلد کے صفحہ ۱۴۲/۱۴۳ زیادہ مفید رہے گا۔ (مآرب الطلبہ ص:۱۱۹، وفتاوی رحیمیہ ص:۱۴۳، ۱۴۲ جلد ۷)

موت اور نوم کے درمیان فرق

انّ الموت انقباض الروح ای انقطاع تعلقه عن ظاهر البدن و باطنه .والنومُ انقطاعه عن ظاهر البدن فقط. (المنطوق لمعرفة الفروق ص:۲۴)

ترجمہ: ''موت روح کا بند ہونا، یعنی اس کا تعلق ختم ہونا ظاہر بدن اور باطن بدن سے اور نوم فقط ظاہر بدن سے تعلق ختم ہونا۔''

المیّت اور المیْت کے درمیان فرق

ان دونوں الفاظ کے درمیان فرق اس قدر ہے کہ میّت (تشدید یاء سے) کا اطلاق ہر اس شخص پر ہوتا ہے جو مر چکا ہے یا ہر اس شخص پر بھی ہوتا ہے جو آئندہ مرے گا اور میْت (بغیر تشدید یا سے) کا اطلاق صرف اس شخص پر ہوتا ہے جو مر چکا ہے۔(فروق اللغات ص ۲۱۲، المنطوق لمعرفة الفروق ص۵۰، مآرب الطلبه ص: ۲۶۳)

مجلس اور محفل کے درمیان فرق

ان المحفل هو المجلس الممتلیٔ من الناس من قولهم ضرع حافل اذا كان ممتلئاً. (الفروق فی اللغة ص:۳۰۳)

ترجمہ: ''محفل'' وہ مجلس ہے جو لوگوں سے بھری ہو ان کے قول ضرع حافل اس وقت کہا جاتا ہے، جبکہ وہ بھری ہوئی ہو۔''

مقاتلہ اور محاربہ کے درمیان فرق

یہ دونوں باب مفاعلہ کا مصدر ہے اگر چہ باب مفاعلہ کی ایک خاصیت شرکت کیلئے آتی ہے مگر یہاں لفظ محاربہ اس خاصیت سے خالی ہے بلکہ اصل مشتق حرب کے معنی میں ہے جس کے اصلی معنی سلب کرنے اور چھین لینے کے ہیں اور محاورات میں یہ لفظ سلم بالمقابل استعمال ہوتا ہے جس کے معنی امن اور سلامتی کے ہیں تو معلوم ہوا کہ حرب کے معنی ومفہوم بدامنی پھیلانا ہیں اسکے مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں مثلاً رہزنی، ڈاکہ، بغاوت، اور حملہ کرنے سے قتل وخون ریزی تک اس لفظ کے مفہوم میں شامل ہیں اور لفظ مقاتلہ قتل سے مشتق ہے جس کے معنی باہمی قتل وقتال کرنا یہ لفظ فقط خون ریزی، لڑائی کیلئے بولا جاتا ہے گو کوئی قتل ہو یا نہ ہو گوضمناً مال بھی لوٹا جائے۔

خلاصہ: یہ نکلا کہ لفظ محاربہ عام ہے اور لفظ مقاتلہ خاص ہے۔(مآرب الطلبہ ص: ۳۵۵)

مصدر اور مفعول مطلق کے درمیان فرق

مصدر وہ ہے جو معنیٔ حدوثی پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے فعل نکلا ہو یعنی مصدر ہونے کیلئے دو شرطیں ہیں (۱) معنیٔ حدوثی پر دلالت کرنا فعل کا (۲) اس سے فعل وغیرہ نکلنا جیسے ضرب۔ الضربُ مصدر سے نکلا ہے اور مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو اپنے ماقبل کا ہم معنی ہو ایسے ضربت ضربا میں ضربا مفعول مطلق ہے وہ اپنے ماقبل فعل ضرب کا ہم معنی ہے اس سے معلوم ہوا کہ مفعول مطلق کیلئے صرف مصدر یعنی معنیٔ حدوثی ہونا کافی ہے اس سے فعل نکلنا شرط نہیں جیسے وَيْحَةً وَيْلَةً یہ مفعول مطلق ہے اور اس سے فعل نکلتا نہیں اب دونوں کے درمیان عام وخاص مطلق کی نسبت نکلی ہے یعنی ہر ہر مصدر مفعول مطلق ہوسکتا ہے لیکن ہر ہر مفعول مطلق مصدر نہیں ہوگا۔

(دیکھئے مآرب الطلبہ ص: ۶۶)

مقتضائے حالؔ اور مقتضائے ظاہر کا فرق

واضح ہو کہ یہ دونوں علم معانی کی ایک اصطلاح ہے یعنی حالت اور ظاہر کے تقاضا کے مطابق متکلم اپنی مافی الضمیر ادا کرنے کو کہتے ہیں پھر دونوں میں عام خاص کی نسبت ہے یعنی مقتضائے حال وہ امر ہے جو کلام کو کسی کیفیت کے ساتھ لانے کی طرف داعی ہو خواہ اس امر داعی کا ثبوت نفس الامر کے اعتبار سے ہو یا اس چیز کے اعتبار سے ہو جو متکلم کے نزدیک ہے جیسے مخاطب غیر سائل کو بمنزلہ سائل قرار دینا اور ظاہری حال وہ امر ہے جو کلام کو کیفیت مخصوصہ کیساتھ لانے کی طرف داعی ہو بشرطیکہ یہ امر نفس الامر میں ثابت ہو پس حال کے تحت میں دو فرد ہوئے ایک ظاہر جو نفس الامر میں ثابت ہو دوسرے مخفی جو اس چیز کے اعتبار سے جو متکلم کے نزدیک ہے جب حال کے تحت میں دو فرد ہوئے تو مقتضائے حال عام ہوگا اور مقتضائے ظاہر خاص ہوگا پس جہاں مقتضی الظاہر صادق آئیگا وہاں مقتضی الحال ضرور صادق آئے گا مگر اس کا برعکس نہیں۔ (مآرب الطلبہ ص:۲۰۲)

الفرق بين المناظرة والمخاصمة والمجادلة

هي نظائر وان كان بينها فرق فان المجادلة هي مخاصمة فيما وقع فيه خلاف بين اثنين المخاصمة منازعة. المخالفة بين اثنين على الوجه الغلظة والمناظرة مايقع بين النظيرين. (تراجع إلى فروق اللغات ص:۲۱۹)

”یہ آپس کی نظیریں ہیں، اگرچہ ان کے درمیان فرق ہے پس مجادلہ وہ مخاصمہ ہے جس میں دو کے درمیان اختلاف جاری ہے، اور مخاصمہ وہ ہے جو دو کے درمیان شدت سے اختلاف ہو اور مخالفت اسی کا نام ہے جبکہ مناظرہ دو ہم مثل کے درمیان واقع ہوتا ہے۔“

متعہ اور نکاحِ موقت کا فرق

ابن ہمامؒ لکھتے ہیں کہ نکاح موقت بھی متعہ کے افراد میں سے ہے کیونکہ دونوں کی حقیقت ایک ہی ہے علامہ صاحب البدائع الصنائع لکھتے ہیں کہ ایک ہی چیز کے یہ دو نام ہیں یا دو قسمیں ہیں نیز دوسرے بعض علماء کے نزدیک متعہ اور نکاح موقت کے اندر تین طرح سے فرق ہے (۱) متعہ میں لفظ تمتع یا استمتاع بولا جاتا ہے نکاح موقت میں لفظ نکاح مستعمل ہوتا ہے۔ (۲) متعہ میں دو گواہ مقرر نہیں کیے جاتے جبکہ نکاحِ موقت میں دو گواہ ہوتے ہیں۔ (۳) متعہ میں احکام نکاح مثلاً عورت کیلئے نفقہ وسکنی، وراثت طلاق وغیرہ نہیں ہوتے جبکہ نکاح موقت میں یہ تمام احکامات جاری ہوتے ہیں۔ (ایضاح المشکواۃ ص: ۵۶ ج ۱)

معصوم اور محفوظ میں فرق

واضح ہو کہ معصوم اسم مفعول ہے جس کا معنی ہے۔ بچایا ہوا محفوظ رکھا ہوا اور شرعی اصطلاح میں عصمت کا معنی گناہوں سے بچانے کے ہیں اور معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچاتا ہے اور اس سے کوئی گناہ صادر نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعض وہ بندے بھی ہیں جو ساری عمر گناہوں سے محفوظ رہتے ہیں اور وہ پیغمبر بھی نہیں ہیں، ایسے حضرات کو اصطلاحاً محفوظ کہا جاتا ہے۔ تو معصوم اور محفوظ میں فرق یہ ہے کہ معصوم سے تو گناہ کا صدور ہو ہی نہیں سکتا اور محفوظ (غیر نبی سے) گناہ سرزد تو ہو سکتا ہے لیکن فضل خداوندی کے تحت اس سے گناہ واقع نہیں ہوتا خلاصہ یہ نکلا کہ معصوم (عصمت) یہ انبیاء کرام کی خاص صفت ہے جو دوسروں میں نہیں پائی جاتی بخلاف محفوظ کے۔ (دیکھیے علمی محاسبہ از مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، خلیفہ حضرت مدنیؒ، ناشر تحریک خدام اہل السنۃ والجماعت چکوال، پاکستان)

موافق اور وفق کے درمیان فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ وفق یہ مصدر ہے بمعنی دو چیزوں میں مطابقت کو کہتے ہیں اور وفق یہ مقدار کیلئے مستعمل ہوتا ہے اور موافق یہ غیر مقداری چیزوں کیلئے مستعمل ہوتا ہے۔ (دیکھئے افاضات شرح مقامات اردو ز مولانا افتخار علی دیو بندیؒ ص ۵۵۸ ج ۲)

موحد اور مشرک میں فرق

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ایک واسطہ بیت اللہ ہے وسائط نفع وضرر کے اعتبار سے کسی درجہ میں مقصود نہیں ہیں اور یہی فرق ہے موحد اور مشرک میں کہ مشرک ان وسائط کو نفعاً وضراً مقصود سمجھتا ہے اور موحد غیر مقصود، گو مشرکین بھی دعویٰ کرتے تھے کہ ہم بتوں کو محض یکسوئی کیلئے سامنے رکھتے ہیں مگر ان کا برتاؤ اس کا مکذب ہے وہ بتوں کیلئے نذر و نیاز کرتے تھے، ان کو متصرف اور مؤثر سمجھتے تھے یہاں ان سب کی مخالفت ہے۔ (فقہ حنفی کے اصول وضوابط ص ۲۱۶)

الفرق بینَ المُلکِ والملکوتِ

المُلکُ (بضم المیم) مایدرک بالحس ویقال له عالم الشهادة و الملکوت: مالم یدرک به وهو عالم الغیب وعالم الامر و الکون عالم الشهادة بالنسبة المبانی تدلُّ علی زیادة المعانی. (فروق اللغات ص: ۲۰۸)

"ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ الملک (میم کے ضمہ کے ساتھ) محسوسات کو کہا جاتا ہے، جنہیں عالم الشہادۃ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، جبکہ الملکوت غیر محسوس اشیاء کا نام ہے، جنہیں عالم الغیب سے تعبیر کی جاتی ہے۔"

الفرق بين المعروف والمشهور

ان المشهور هو المعروف عند الجماعة الكبيرة. والمعروف معروف. وان عرفه واحد يقال هذا معروف عند زيد ولا يقال مشهور عند زيد لكن مشهور عند القوم. (الفروق في اللغة ص: ۸۸)

''جاننا چاہیے کہ مشہور ہی کا دوسرا نام معروف ہے ایک بہت بڑی جماعت اسی کے قائل ہیں اور معروف، معروف ہی ہے یعنی معلوم ہوتا ہے اگر چہ ایک ہی آدمی کو کیوں معلوم نہ ہو اور کہا جاتا ہے ''زید کے نزدیک یہ معروف ہے'' اور یہ نہیں کہا جاتا ہے کہ یہ مشہور ہے زید کے نزدیک مگر مشہور ہے قوم کے نزدیک۔''

الفرق بين المحال والممتنع

على ما قال بعض العلماء ان المحال ما لا يجوز كونه ولا تصوره مثل قولك الجسم اسود ابيض في حال واحدة. والممتنع ما لا يجوز كونه ويجوز تصوره في الوهم وذالك مثل قولك للرجل عش ابداً فيكون هذا من الممتنع لان الرجل لا يعيش ابداً مع جواز تصور ذالك في الوهم. (الفروق في اللغة ص: ۳۵)

''ان دونوں کے درمیان فرق کے بارے میں علماء کا کہنا ہے کہ:
المحال وہ ہے جو ہو سکتا ہو اور نہ اس کا تصور کیا جا سکتا ہو، جیسے: جسم کا ایک ہی وقت میں سیاہ وسفید ہونا۔ جبکہ الممتنع اسے کہا جاتا ہے جو ہو تو نہ سکتا ہو لیکن اس کا تصور کیا جا سکتا ہو، جیسے کسی شخص کا ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنا، جو کہ ہو تو نہیں سکتا مگر اس کا تصور کیا جا سکتا ہے۔''

الفرق بين المختلق والمتضاد

إن المختلفين اللذين لايسد احدهما مسد الآخر في الصفة التي يقتضيها جنسه مع الوجود كالسواد والحموضة. والمتضادان هما اللذان ينتفي احد هما عند وجود صاحبه اذا كان وجوده على الوجه الذي يوجد عليه ذالك كالسواد والبياض فكل متضاد مختلف وليس كل مختلف متضادا كما ان كل متضاد ممتنع اجتماعه وليس كل ممتنع اجتماعه متضاداً وكل مختلف متغاير وليس كل متغاير مختلفاً والتضادّ والاختلاف قد يكونان في مجاز اللغة سواء أيقال زيدٌ ضد عمروٍ اذا كان مخالفاً له.

(الفروق في اللغة: ۱۵۱/۱۵۰)

"جاننا چاہئے کہ دو مختلف چیزیں انہیں کہا جاتا ہے، جو ایک دوسرے کے ایک وقت میں ایک ہی صفت میں قائم مقام نہ بن سکے۔ جیسے: کالا پن اور کھٹا پن۔ اور دو متضاد چیزیں وہ ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے کے پائے جانے کے وقت موجود نہ رہنے پائے، اگر پہلے کا وجود بھی دوسرے کے وجود کی طرح ہو۔ جیسے: سفید وسیاہ، پس ہر متضاد مختلف ہے، اور ہر مختلف متضاد نہیں، جس طرح ہر متضاد کا اجتماع ناممکن ہے اور ناممکن الاجتماع متضاد، اسی طرح ہر مختلف متغایر ہے جبکہ ہر متغایر مختلف نہیں۔ اور یہ دونوں بعض دفعہ مجازاً ایک ہی معنی بھی مستعمل ہوتے ہیں، جیسے: زید ضد عمرو، جب عمرو زید کا مخالف ہو۔"

مجمل اور محتمل کے درمیان فرق

علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے کہا مجمل اور محتمل کے درمیان کوئی فرق نہیں، بلکہ دونوں کو ایک ہی شئی قرار دیا ہے۔ مگر درست یہ ہے کہ مجمل وہ لفظ مبہم ہے جس کی مراد ہی سمجھ میں نہ آئے۔ اور محتمل وہ لفظ ہے جو کہ وضع اول ہی کے

ساتھ دو یا دو سے زیادہ مفہوم اور معنی میں استعمال ہوا ہو۔ خواہ وہ لفظ ہر ایک معنی پر حقیقتاً دلالت کرے یا بعض معانی پر۔ دوسرا فرق مجمل اور محتمل کے درمیان یہ ہے کہ محتمل ایسے معروف امور پر دلالت کرتا ہے جن کے درمیان وہ لفظ مشترک اور متردد ہو۔ (یعنی کبھی ایک معنی اور کبھی دوسرے معنی میں استعمال ہو)۔ اور مجمل کسی معروف امر پر دلالت نہیں کرتا۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو کہ شارح علیہ السلام نے محتمل کے برعکس مجمل کا بیان کسی کو تفویض نہیں فرمایا۔ (الاتقان ص:۵۹ ج۲)

محجوب اور محروم میں فرق

محجوب اور محروم دونوں لفظ کے معنی محروم ہونے کے ہیں۔ لیکن فرائض کی اصطلاح میں دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ محجوب نفس الامر میں میت کا وارث ہے، البتہ حاجب موجود ہونے کی وجہ سے اس کا وارث ہونا ظاہر نہیں ہوتا۔ چنانچہ حاجب معدوم ہونے کے وقت اس کا وارث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور محروم جو ہے وہ سرے سے میت کا وارث ہی نہیں ہوتا۔ چنانچہ غلام بیٹا اور قاتل بیٹا میت کا شروع ہی سے وارث نہیں ہوتا۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھئے منیۃ الراجی فی حل السراجی، ص ۳۶، مؤلف مولانا محمد ابراہیم صاحبؒ۔ ناشر قدیمی کتب خانہ کراچی، دورس سراجی، ص ۳۶)

نوٹ

حرف میم کے تحت اور بھی بہت سے الفاظ ہیں جن کے فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں، یہاں صرف ان الفاظ کا نام لکھا جاتا ہے۔ (۱) ماشاء اللہ اور انشاء اللہ کا فرق ماشاء اور انشاء اللہ میں فرق ہے۔ (۲) مشیت ارادہ کا فرق، ارادہ اور مشیت میں ہے۔ (۳) معبود اور الٰہ کا فرق، الٰہ اور معبود میں ہے۔ (۴) معرفت، شعور، علم اور ادراک کا فرق، ادراک، شعور، علم اور معرفت میں ہے۔ (۵) مزاح اور استہزاء کا فرق، استہزاء اور مزاح میں ہے۔ (۶) مبالغہ اور اسم تفضیل کا فرق، اسم تفضیل اور

مبالغہ میں ہے۔(۷) معراج اور اسراء کا فرق، اسراء اور معراج میں ہے۔(۸) ملک اور امیر کا فرق، امیر اور ملک میں ہے۔(۹) مطلق جمع اور اسم جمع کا فرق، اسم جمع اور مطلق جمع میں ہے۔(۱۰) معجزہ، کرامت اور ارھاص کا فرق، ارھاص، کرامت اور معجزہ میں ہے۔(۱۱) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرق، احمد ﷺ اور محمد ﷺ میں ہے۔(۱۲) مفعول اور اسم مفعول کا فرق، اسم مفعول اور مفعول میں ہے۔ (۱۳) مہما اور اما کا فرق، اما اور مہما میں ہے (۱۴) مدت اور اجل کا فرق، اجل اور مدت میں ہے۔(۱۵) معجزہ، کرامت، ارھاص اور استدراج کا فرق، استدراج اور ارھاص، کرامت اور معجزہ میں ہے۔(۱۶) مدیہ اور امنیہ کا فرق، امنیہ اور مدیہ میں ہے (۱۷) مبالغہ اور اسم فاعل کا فرق، اسم فاعل اور مبالغہ میں ہے۔(۱۸) منزل، دار، بیت اور حجرہ کے مابین فرق، بیت، حجرہ، دار اور منزل میں ہے۔(۱۹) مکہ اور بکہ کا فرق، بکہ اور مکہ میں ہے۔ (۲۰) المدت اور البرھۃ کا فرق، البرھۃ اور المدۃ میں ہے۔ (۲۱) مژدہ اور بشارت کا فرق، بشارت اور مژدہ میں ہے۔(۲۲) المذاکرہ اور التذکیر کا فرق، التذکیر اور المذاکرہ میں ہے۔(۲۳) مثل اور تشبیہ کا فرق، تشبیہ اور مثل میں ہے۔(۲۴) معز، غنم، شاۃ، ضأن، عترۃ، کبش، نعجہ اور تیس کا فرق، تیس، عترۃ، ضأن، شاۃ، کبش، معز، اور نعجہ میں ہے۔(۲۵) متروک الدنیا اور تارک الدنیا کا فرق، تارک الدنیا اور متروک الدنیا میں ہے۔(۲۶) مدح، حمد، ثناء اور شکر کا فرق، ثناء، حمد، مدح اور شکر میں ہے۔(۲۷) الثمن اور الثمین کا فرق، الثمین اور الثمن میں ہے (۲۸) مجموعہ اور جمع کا فرق، جمع اور مجموعہ میں ہے۔(۲۹) میت اور جیفہ کا فرق، جیفہ اور میت میں ہے۔(۳۰) ماہیت، حقیقت اور ھویت کا فرق، حقیقت، ہویت اور ماہیت میں ہے۔(۳۱) مباح اور حلال کا فرق حلال اور مباح میں ہے۔(۳۲) مکر اور حیلہ کا فرق، حیلہ اور مکر میں ہے۔(۳۳) محصول اور حاصل کا فرق، حاصل اور محصول میں ہے۔ (۳۴) مائدہ اور خوان کا فرق، خوان اور مائدہ میں ہے۔(۳۵) مؤدۃ اور خلۃ فرق، خلۃ اور مؤدۃ میں ہے۔(۳۶) متشابہ، مجمل، مشکل اور خفی کا فرق، خفی، مشکل،

متشابہ اور مجمل میں ہے۔ (۳۷) ملت، شریعت اور دین کا فرق، دین اور ملت میں ہے۔ (۳۸) مذہب اور دین کا فرق، دین اور مذہب میں ہے (۳۹) مجذوب اور دیوانے کا فرق، دیوانے اور مجذوب میں ہے۔ (۴۰) مغنی اور دار کا فرق، دار اور مغنی میں ہے۔ (۴۱) معاملات اور دیانات کا فرق، دیانات اور معاملات میں ہے۔ (۴۲) الملک اور الدولۃ کا فرق، الدولۃ اور الملک میں ہے۔ (۴۳) معصیت اور ذنب کا فرق، ذنب اور معصیت میں ہے۔ (۴۴) معدن، رکاز اور کنز کا فرق، رکاز، کنز اور معدن میں ہے۔ (۴۵) مجلہ اور رسالہ کا فرق، رسالہ اور مجلہ میں ہے۔ (۴۶) المرء اور الرجل کا فرق، الرجل اور المرأ میں ہے۔ (۴۷) ملحد اور زندیق کا فرق، زندیق اور ملحد میں ہے۔ (۴۸) مرتد اور زندیق کا فرق، زندیق اور مرتد میں ہے۔ (۴۹) مصباح اور سراج کا فرق، سراج اور مصباح میں ہے۔ (۵۰) ملک اور سلطان کا فرق، سلطان اور ملک میں ہے۔ (۵۱) مثل اور شبہ کا فرق، شبہ اور مثل میں ہے۔ (۵۲) معز، غنم اور شاۃ کا فرق، شاۃ، غنم اور معز میں ہے۔ (۵۳) المنہاج اور الشرعۃ کا فرق، الشرعۃ اور المنہاج میں ہے۔ (۵۴) مثال اور شاہد کا فرق، شاہد اور مثال میں ہے۔ (۵۵) مہر اور صداق کا فرق، صداق اور مہر میں ہے۔ (۵۶) مستقیم اور صواب کا فرق، صواب اور مستقیم میں ہے۔ (۵۷) المظلۃ اور الظلۃ کا فرق، الظلۃ اور المظلۃ میں ہے۔ (۵۸) معرفت اور علم کا فرق، علم اور معرفت میں ہے۔ (۵۹) میثاق اور عہد کا فرق، عہد اور میثاق میں ہے۔ (۶۰) معشر اور عشیرہ کا فرق، عشیر اور معشر میں ہے۔ (۶۱) ملامت اور عذل کا فرق، عذل اور ملامت میں ہے۔ (۶۲) المعافاۃ، العافیۃ اور العفو کا فرق، العافیۃ، العفو اور المعافاۃ میں ہے۔ (۶۳) معروف اور عرف کا فرق، عرف اور معروف میں ہے۔ (۶۴) مولوی اور عالم کا فرق عالم اور مولوی میں ہے۔ (۶۵) معاصی اور عاصی کا فرق، عاصی اور معاصی میں ہے۔ (۶۶) مغفرۃ اور عفو کا فرق، عفو اور مغفرت میں ہے۔ (۶۷) مکر اور غدر کا فرق، غدر اور مکر میں ہے۔ (۶۸) مدیون اور غارم کا فرق، غارم اور مدیون میں ہے۔ (۶۹) منسأۃ اور عصا کا

فرق، عصاً اور منساۃ میں ہے۔ (۷۰) محبت اور عشق کا فرق، عشق اور محبت میں ہے۔ (۷۱) مطر اور غیث کا فرق، غیث اور مطر میں ہے۔ (۷۲) مسکین اور فقیر کا فرق، فقیر اور مسکین میں ہے۔ (۷۳) فتیا اور مسئلہ کا فرق، مسئلہ اور فتیاً میں ہے۔ (۷۴) مفتی اور قاضی کا فرق، قاضی اور مفتی میں ہے۔ (۷۵) مثنوی، شعر اور قطعہ کا فرق، شعر، قطعہ اور مثنوی میں ہے۔ (۷۶) مقسط اور قاسط کا فرق، قاسط اور مقسط میں ہے۔ (۷۷) مقتدر اور قادر کا فرق، قادر اور مقتدر میں ہے۔ (۷۸) مثل اور کاف کا فرق، کاف اور مثل میں ہے۔ (۷۹) مشرک اور کافر کا فرق، کافر اور مشرک میں ہے۔ (۸۰) مکر اور کید کا فرق، کید اور مکر میں ہے۔ (۸۱) محاورہ اور لغت کا فرق، لغت اور محاورہ میں ہے۔ (۸۲) مائے نفی اور لائے نفی کا فرق، لائے نفی اور مائے نفی میں ہے۔

نصیحت اور وصیت کے درمیان فرق

دونوں الفاظ کے معنی ایک ہی ہیں یعنی ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کے کرنے کا حکم دیا جائے خواہ زندگی میں ہو۔ اور وصیت اس کام کو کہا جاتا ہے جس کے کرنے کا حکم بعد الموت ہو اس معنی کے لحاظ سے کتب فقہ میں کتاب الوصایا پائی جاتی ہے نہ کہ کتاب النصائح اس معنی کے لحاظ سے دونوں میں نسبت تباین کہی جاسکتی ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۵۲ بحوالہ معارف القرآن)

نظائر اور وجوہ کے درمیان فرق

وجوہ وہ مشترک لفظ ہے جو کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے مثلاً لفظ امت ہے اور باہم موافقت رکھنے والے مترادف اور ہم معنی الفاظ کو نظائر کہا جاتا ہے بقول بعض کہ نظائر لفظ میں اور وجوہ معانی میں پائے جاتے ہیں۔ (الاتقان فی علوم القرآن ج ۱ ص: ۳۲۹)

نَجَس اور نَجِس کے درمیان فرق

دونوں میں لغت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں اور فقہاء کرام کی اصطلاح میں فرق یہ ہے کہ نَجَس (بفتح الجیم) کا مصداق عین نجاست ہے جیسے شراب پیشاب وغیرہ اور نجِس (بکسر الجیم) کا مصداق غیر طاہر ہے خواہ عین نجاست ہو کر غیر طاہر ہو خواہ پاک چیز میں نجاست مل کر غیر طاہر ہوگئی ہو جیسے ناپاک کپڑے ، ناپاک پانی وغیرہ پس اس سے معلوم ہوا کہ دونوں میں عام وخاص مطلق کی نسبت ہے۔ (مآرب الطلبہ ص:۱۱۷)

نَصَبٌ اور وَصَبٌ کے درمیان فرق

''نصب'' اس درد اور مشقت کو کہا جاتا ہے جو کسی زخم وغیرہ سے بدن کو پہنچتا ہے اور ''وصب'' وہ پریشانی اور درد بیماری ہے جو ہمیشہ ساتھ رہتی ہو۔ (مآرب الطلبہ فی تحقیق الفرق بین الفاظ المترادفة والمعانی المتقاربة ص:۱۱۷ مؤلف مولانا شبیر احمد ارکانی صاحب)

نون اعرابی اور نون جمع کا فرق

خوب یاد رکھیں کہ فعل مضارع میں دو قسم کے نون داخل ہوتا ہے (۱) نون جمع (۲) نون اعرابی۔ اب نون جمع اور نون اعرابی کے اندر پانچ اعتبار سے فرق بیان کیا جاتا ہے (ا) نون جمع ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور نون اعرابی مفتوح ومکسور دونوں ہوگا۔ (ب) نون جمع مبنی ہے اور نون اعرابی معرب ہے۔ (ج) نون اعرابی محذوف ہوسکتا ہے بخلاف نون جمع کے۔ (د) نون اعرابی سے پہلے حرف علت کا ہونا ضروری ہے بخلاف نون جمع کے۔ (ہ) نون جمع ضمیر اور علامت ہوسکتا ہے بخلاف نون اعرابی کے۔۱۲۔

فائدہ: عربی کلام میں نون کی آٹھ قسمیں ہیں (۱) نون اعرابی (۲) نون جمع (۳) نون وقایہ جیسے جاء نی زید (۴) نون تنوین جیسے اصابن (۵) نون اصلی جیسے نصر میں (۶) نون علامت مضارع جیسے نفعل میں (۷) نون ثقیلہ جیسے لیفعلنّ (۸) نون خفیفہ جیسے لیفعلنْ۔ (مآرب الطلبہ ص: ۸۸/۸۷)

نوع حقیقی اور نوع اضافی کے درمیان فرق

ان میں کئی وجوہ سے فرق ہے (۱) ان دونوں میں سے ہر یک کا تصور دوسرے کے بغیر ممکن ہے اور یہ بالکل واضح ہے (۲) یہ کہ نوع اضافی میں فوق وتحت دونوں طرف کی نسبت پائی جاتی ہے اس کے برعکس نوع حقیقی ہے کہ اس میں صرف ایک جانب کی نسبت کا لحاظ ہے (۳) یہ ہے کہ آپ غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ نوع اضافی جنس وفصل سے مرکب ہوتی ہے اس لئے کہ اس کی تعریف میں ہے "اخصُّ تحت الاعم" کا اعتبار کیا گیا ہے نوع حقیقی میں اس کا اعتبار نہیں کیا گیا (۴) یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے جو فرق خود بتا رہی ہے اور بعض کے نزدیک عام وخاص مطلق کی نسبت ہے۔ (اشرف القطبی ص ۳۰۲)

نہی اور نفی کے درمیان فرق

ان دونوں کے درمیان چند فرق ہے (۱) نہی کے معنی ہے ایسے کام سے باز رکھنا جس کو کرنی کی قدرت حاصل ہو اور جس کام کو کرنی کی قدرت حاصل نہیں اس سے باز رکھنے کو نفی کہا جاتا ہے۔ (۲) نہی میں منہی عنہ کا وجود شرط ہے یعنی وجود نہی کیلئے چار چیزیں ہونی ضروری ہیں۔ (۱) صیغہ نہی جس سے رکا جائے۔ (۲) منہی عنہ یعنی جس کام سے رکا جائے۔ (۳) ناہی یعنی روکنے والا۔ (۴) منہی یعنی جس کو منع کیا جائے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے مآرب الطلبہ ص ۵۸)

الفرق بین النقص والنقصان

إنّ النقصَ تستعمل فی ذهاب الاعیان کالمال والمنافع وفی المعانی کالعیب والنقیصة وتقول فلان دخل علیه نقص فی عقله اوفیدینه. والنقصان لایستعمل إلاّ فی ذهاب الاعیان فلا یقول فلان فی عقله نقصان اوفی دینه بل یقول نقص وتقول فی هذا الامر نقص ای بائسٌ وعیب ولا تقول فیه نقصان إلاّ إذااستلزم ذهاب مال اوإنتفاع فالنقص اعم استعمالاً من النقصان والنقصُ بالضم غلطٌ فاحشٌ کماقال الله تعالیٰ: ﴿ونقصٍ من الاموالِ والنفوسِ و الثمراتِ﴾،الخ. (المتطوق لمعرفة الفروق ص: ۵۰)

''نقص'' عین یعنی اصل کے چلے جانے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ مال ومنافع، اور معانی میں جیسا کہ عیب اور بری خصلت آپ کہتے ہیں ''فلان دخل علیه نقص فی عقله اوفی دینه'' یعنی فلاں کے عقل یا دین میں نقص داخل ہوگیا ہے، اور نقصان صرف اعیان (اصل) کے چلے جانے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے اسلئے یوں نہیں کہا جاتا '' فلان فی عقله نقصان اوفی دینه'' یعنی فلاں کے عقل یا دین میں نقصان ہے''بل یقال نقص'' بلکہ کہا جاتا ہے نقص ہے اور آپ کہتے ہیں اس کام میں نقص ہے یعنی عیب اور خرابی ہے اور آپ اس میں نقصان ہے نہیں کہتے مگر اس وقت جب مال یا نفع کے چلے جانے کو لازم ہو، پس نقص نقصان کے مقابلے میں زیادہ استعمال ہونے والا ہے اور نقص (پیش) کے ساتھ پڑھنا فاحش غلطی ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا (فتحہ کے ساتھ): ''ونقص من الاموال والانفس و الثمرات'' (کچھ مال میں کمی کر کے اور جانوں میں اور پھلوں میں)

النّاس اور الوریٰ کے درمیان فرق

إنّ قولنا النّاسُ یقع علی الاحیاء والامواتِ والوریٰ الاحیاء منهم دون الاموات واصله من ورى الزمذيرى إذا ظهر النار. فسمّی الوری وری لظهوره علی وجه الارض و یقال الناس الماضون ولایقال الوری الماضون .(الفروق فی اللغة ص: ۲۶۹)

''بلا شبہ ہمارا قول '' الناس '' واقع ہوتا ہے زندوں اور مردوں کیلئے ، اور ''الوریٰ'' ان میں سے صرف زندوں کیلئے استعمال ہوتا ہے مردوں کیلئے نہیں، اور نہیں کہا جاتا ''الوریٰ الماضون'' یعنی گذری ہوئی مخلوق''

الفرق بین النّھار والیوم

إنّ الیوم لغة موضوع للوقت لیلاً او غیره قلیلاً او غیره و یراد به مطلق الوقت والحین کیوم الدین ومثل ذخرتک لهذا الیوم ای إلیٰ هذا الوقت و عرفاً مدّة کون الشمس فوق الارض. وشرعاً زمانٌ ممتد من طلوع الفجر الثانی إلیٰ غروب الشمس والنهار زمانٌ ممتد من طلوع الشمس إلیٰ غروبها. وشرعاً من الصبح إلیٰ المغرب ولذلک یقال صحتُ الیوم ولایقال صمت النهار وإذا فعل احد شیئاً بالنهار و اخبر به بعد غروب الشمس یقول فعلته امسِ لانّه فعله فی النهار الماضی. ولمّا العَیام فمرادف النهار یقال سرنا العیام کله ای النهار کلّه .(المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۵)

''لفظ یوم لغت میں مطلق وقت کیلئے وضع کیا گیا ہے رات ہو یا اس کے سوا ہو تھوڑا ہو یا اسکے سوا ہو اور اس سے مطلق وقت اور زمانہ مراد لیا جاتا ہے جیسا کہ ''یوم الدین'' جزاء کا دن اور جیسا کہ میں نے تجھے اس دن کیلئے جمع کر رکھا ہے یعنی

اس وقت تک کیلئے ، اور یوم عرفاً موضوع ہے اتنی مدت کیلئے جتنی مدت سورج زمین کے اوپر رہے اور شرعاً یہ موضوع ہے ایسے ممتد زمانہ کیلئے جو فجر ثانی (صبح صادق) کے طلوع ہونے سے لے کر غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔

اور نہار ایسا ممتد زمانہ جو طلوع شمس سے لے کر غروب آفتاب تک ہوتا ہے اور شرعاً صبح سے لے کر مغرب تک کیلئے ہے اسلئے کہ کہا جاتا ہے "صمت الیوم" یعنی میں نے دن بھر روزہ رکھا اور نہیں کہا جاتا "صمت النهار" پورے صبح کو روزہ رکھا، اسی وجہ سے اگر کوئی آدمی صبح (نہار) کوئی کام کرے اور مغرب کے بعد اس کی اطلاع دے تو یوں کہتا ہے کہ میں نے گذشتہ دن یہ کام کیا اسلئے کہ اس نے گذشتہ نہار (صبح) یہ کام کیا ہے اور رہا ایام تو وہ نہار کا مرادف ہے کہا جاتا ہے "سرنا الأيام كله" یعنی ہم نے دن کو سیر کی۔"

نصف النہار شرعی اور نصف النہار عرفی میں فرق

پہلے یہ سمجھ لیا جائے کہ نصف النہار شرعی کیا چیز ہے؟ نصف النہار، دن کے نصف کو کہتے ہیں، اور روزے دار کیلئے صبح صادق سے دن شروع ہو جاتا ہے۔ پس صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک پورا دن ہوا، اس کے نصف کو نصف النہار کہا جاتا ہے۔ اور سورج نکلنے سے لے کر غروب ہونے تک کو عرفاً دن کہتے ہیں۔ اس کا نصف، نصف النہار عرفی کہلاتا ہے، نصف النہار شرعی، نصف النہار عرفی سے کم وبیش چالیس منٹ پہلے ہوتا ہے۔ اور جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سمجھنا چاہئے کہ روزہ کی نیت میں نصف النہار شرعی کا اعتبار ہوتا ہے۔ اس لئے روزۂ رمضان اور نفلی روزہ کی نیت نصف النہار شرعی سے پہلے کر لینا صحیح ہے۔ (نصف النہار شرعی کو ضحوۂ کبریٰ بھی کہتے ہیں) اور نماز اوقات کیلئے نصف النہار عرفی کا اعتبار ہوتا ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے، آپ کے مسائل اور ان کا حل ص: ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵ ج ۳)

نزول اور ھبوط کے درمیان فرق

إنّ الهبوطَ نزول يعقبه اقامةٌ ومن ثمّ قيل هبطنا مكان كذا. اى نزلناه و منه قوله تعالىٰ: ﴿اِهبطوا مصر﴾ ومنه قوله تعالىٰ: ﴿فقلنا اهبطوا منها جميعا﴾ ومعناه انزلوا الارض للاقامةِ فيها ولايقال هبط الارض إلاّ إذا استقر فيها ويقال نزل و إن لم يستقر (الفروق فی اللغة ص: ۲۹۳)

''ھبوط'' وہ اترنا جس کے بعد اقامت ہو اسی وجہ سے کہا جاتا ہے ''هبطنا مكان كذا'' ہم ایسے مکان میں اترے اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ''اهبطوا مصرًا'' اور اترو مصر میں اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان (ہم نے کہا کہ اتر جاؤ اس جگہ تم سب) اس کا مطلب ہے زمین میں اقامت کیلئے اتر جاؤ اور نہیں کہا جاتا ''هبط الارض'' مگر اس وقت جب اس پر برقرار رہے اور کہا جاتا ہے نزل اگرچہ نہ ٹھہرے''

الفرق بين النفسِ الامارة واللوامة والمطمئنة

إنّ النفس الامّارة هی اللتي تميل إلى الطبيعة البدنية و تأمر باللذات و الشهوات الحسية و تجذب القلب إلى الجهة السفلية فهی ماوىٰ الشرور و منبع الاخلاق الذميمة. والنفس اللوّامة هی اللتي تنورت بنور القلب قدرما تنبهت به عن سنة الغفلة كلما صدرت عنها سيئة بحكم جبلتها الظمانية اخذت تلوم نفسها وتتوب عنها. والنفس المطمئنة هی اللتي تمّ تنورها بنور القلب حتّي انخلعت عن صفاتها الذّميمة وتخلقت بالاخلاق الحميدة قاله السيد الشريف قلت وذكرها فی القرآن العظيم فی قوله تعالىٰ: ﴿وما اُبرِّئُ نفسی إنّ النّفس لامّارةٌ بالسوء﴾، وفی قوله تعالىٰ: ﴿ولا اُقسمُ بالنفسِ اللوامة﴾،

وفی قولہ تعالیٰ: ﴿ یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ ﴾ (المنطوق لمعرفۃ الفروق ص: ۴۲)

"نفس امارہ" وہ ہے جو طبیعت بدنی کی طرف مائل ہو اور جو لذات اور خواہشات نفسانی کا حکم دیتی ہے اور دل کو نچلے سطحے کی طرف کھینچ لیتی ہے پس وہ برائیوں کا ٹھکانہ ہے اور اخلاق ذمیمہ کا منبع ہے، لوامۃ وہ ہے جو دل کے نور سے روشن منور ہو جائے اتنی مقدار تک کہ غفلت کے راستے سے ہوشیار ہو جاتی ہے، جب بھی اس سے کوئی برائی سرزد ہو جائے اس کے حریص خصلت کے حکم سے تو اس کا نفس اس کو ملامت شروع کر دیتی ہے اور اس برے کام سے توبہ کرتی ہے، نفس مطمئنۃ: وہ ہے جو دل کے نور سے اس کا نور پورا ہو جائے یہاں تک کہ بری صفات سے الگ ہو جائے اور قابل ستائش عادات سے پیراستہ ہو جائے اس کو سید شریف نے فرمایا اور میں نے کہا اور ان کو قرآن میں ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول پر" وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الخ" (اور میں اپنے نفس کو بری نہیں کرتا اسلئے کہ نفس برائیوں کا حکم دینے والی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں قسم ہے نفس لوامۃ کی اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "اے نفس مطمئنۃ لوٹ جا اپنے رب کی طرف راضی اور مرضی ہو کر یعنی اللہ تعالیٰ آپ سے راضی اور یہ اللہ سے راضی"۔

﴿ نوٹ ﴾

واضح ہو کہ نون کے الفاظ اور بھی بہت ہیں جو حسب ذیل ہیں اور سب لکھے جا چکے ہے۔ (۱) نظافت اور طہارت کا فرق، طہارت اور نظافت میں ہے۔ (۲) نجات اور فوز کا فرق، فوز اور نجات میں ہے۔ (۳) نطق اور کلام کا فرق، نطق اور کلام میں ہے۔ (۴) نون خفیفہ اور تنوین کا فرق، تنوین اور نون خفیفہ میں ہے۔ (۵) نجس اور حرام کا فرق، حرام اور نجس میں ہے۔ (۶) نذر اور یمین کا فرق، یمین اور نذر میں ہے۔ (۷) نقل اور حکایت کا فرق، حکایت اور نقل میں ہے۔ (۸) نسب، صہر اور

حسب کا فرق، حسب، صہر اور نسب میں ہے۔ (۹) نظر اور رویت کا فرق، رویت اور نظر میں ہے۔ (۱۰) نفس اور روح کا فرق، روح اور نفس میں ہے۔ (۱۱) نسل اور نسب کا فرق، نسل اور نسب میں ہے۔ (۱۲) نحر، ذبح اور زکاۃ کا فرق، ذبح اور ذکاۃ اور نحر میں ہے۔ (۱۳) النھر اور البحر کا فرق، البحر اور النھر میں ہے۔ (۱۴) نادر، غریب اور شاذ کا فرق، غریب، شاذ اور نادر میں ہے۔ (۱۵) نکرہ اور الف ذہنی کا فرق، الف ذہنی اور نکرہ میں ہے۔ (۱۶) النشر اور الحشر کا فرق، الحشر اور النشر میں ہے۔ (۱۷) النوم اور الموت کا فرق، الموت اور النوم میں ہے۔ (۱۸) نیت اور ارادہ کا فرق، ارادہ اور نیت میں ہے۔ (۱۹) نسیان اور سہو کا فرق، سہو اور نسیان میں ہے۔ (۲۰) نیت اور عزم کا فرق، عزم اور نیت میں ہے۔ (۲۱) ندا اور دعا کا فرق، دعا اور نداء میں ہے۔ (۲۲) نزلہ اور زکام کا فرق، زکام اور نزلہ میں ہے۔ (۲۳) نسیہ اور خطاء کا فرق، خطاء اور نسیہ میں ہے۔ (۲۴) نوم اور سنۃ کا فرق، سنۃ اور نوم میں ہے۔ (۲۵) نحوہ اور مثلہ میں فرق، مثلہ اور نحوہ میں ہے۔ (۲۶) نکاح موقت اور متعہ میں فرق، متعہ اور نکاح موقت میں ہے۔ (۲۷) نحبہ اور فوجہ کا فرق، فوجہ اور نحبہ میں ہے۔ (۲۸) نجبہ اور عترۃ کا فرق، عترۃ اور نجبہ میں ہے۔ (۲۹) نبی اور رسول کا فرق، رسول اور نبی میں ہے۔ (۳۰) نجم اور کواکب کا فرق، کواکب اور نجم میں ہے۔ (۳۱) الناس اور الخلق کا فرق، الخلق اور الناس میں ہے۔ (۳۲) الناس اور البشر کا فرق، البشر اور الناس میں ہے۔ (۳۳) نجوٰی اور سر میں فرق، سر اور نجوی میں ہے۔ (۳۴) نظر اور تامل کا فرق، تامل اور نظر میں ہے۔ (۳۵) نصرت اور اعانت فرق، اعانت اور نصرت میں ہے۔ (۳۶) ناس اور انام کا فرق، انام اور ناس میں ہے۔ (۳۷) نعم اور بلی کا فرق، بلی اور نعم میں ہے۔ (۳۸) نظیر اور مثل کا فرق، مثل اور نظیر میں ہے۔ (۳۹) نصیب اور حصہ کا فرق، حصہ اور نصیب میں ہے۔ (۴۰) ندی اور مجلس کا فرق، مجلس اور ندی میں ہے۔ (۴۱) نور اور ضیاء کا فرق، ضیاء اور نور میں ہے۔ (۴۲) نطفہ اور منی کا فرق، منی اور نطفہ میں ہے (۴۳) نعت اور حمد کا فرق، حمد اور

نعت میں ہے۔(۴۴) نہایت اور حد کا فرق، حد اور نہایت میں ہے۔(۴۵) ناقہ، بعیر، ابل اور جمل کا فرق، ابل بعیر، جمل اور ناقہ میں ہے۔(۴۶) نبچہ اور رشاۃ کا فرق رشاۃ اور نبچہ میں ہے۔

وسیلہ اور وصیلہ کا فرق

"وصیلہ" یہ وصل مصدر سے مشتق ہے اور وسیلہ یہ وسل مصدر سے مشتق ہے دونوں کے معنی ہے ملنے اور جوڑنے کے ہیں پھر دونوں میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وصل بالصاد مطلقاً ملنے اور جوڑنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور وسل (بالسین) یہ رغبت اور محبت کے ساتھ ملنے اور جوڑنے کیلئے مستعمل ہوتا ہے مزید تفصیل کیلئے دیکھئے۔(مآرب الطلبہ فی تحقیق الفرق بین الفاظ المترادفۃ المعانی المتقاربۃ ص: ۲۵۱)

ولایت اجبار اور ولایت الزام میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جن کو ولایت اجبار حاصل ہے اور ولایت الزام نہیں انکا کیا ہوا نکاح لازم نہیں ہوگا، بلکہ بالغ ہونے کے بعد صغیر یا صغیرہ جن کو خیار بلوغ حاصل ہوگا اور جس کو ولایت اجبار کے ساتھ ولایت الزام بھی حاصل ہے اسکا کیا ہوا نکاح لازم ہوگا بالغ ہونے کے بعد خیار بلوغ حاصل نہیں ہوگا۔(کذا فی اشرف الہدایہ،ج ۶۳/۳)

ویل اور ویح کے درمیان فرق

"ویل" اس شخص کیلئے استعمال کرتے ہیں جو مستحق مصیبت ہو کر اس میں گرفتار ہوگیا ہو اور ویح۔ اس شخص کیلئے بولتے ہیں جو مستحق مصیبت نہ ہو اور اس میں گرفتار ہوگیا ہو۔(مقامات مترجم اردو ص: ۵۳۔ افاضات ص: ۲۹۷ ج ۲۔ فروق اللغات ص: ۲۲۰)

الفرق بين الوعد والوعيد

إنّ الوعد اخبارٌ بايصالِ الخير في المستقبل. والوعيدُ ضدّ ذالك اي اخبار بايصال الشرّ في المستقبل. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۲۱)

''وعدہ'' کہتے ہیں مستقبل میں کسی کو بھلائی پہنچانے کی خبر دینا۔ اور وعید جو اس کے خلاف ہو یعنی مستقبل میں کسی کو بُری خبر یا شر کے پہنچانے کی خبر دینا۔ المنطوق لمعرفۃ الفروق۔''

واؤ عطف اور واؤ صرف کے درمیان فرق

واؤ صرف اس کا دوسرا نام واؤ الجمع ہے یہ اصل میں واؤ عاطفہ ہے مگر اس کے بعد اَنْ مقدر ہو کر دو شرطوں کے ساتھ عمل کرتا ہے بخلاف واؤ عطف کے اور وہ دو شرط یہ ہے (۱) اس واؤ کے بعد جو فعل ہوگا اس کا زمانہ اور اس کے ماقبل جو فعل واقع ہے اس کا زمانہ ایک ہونا شرط ہے (۲) یہ ہے کہ اس واؤ سے پہلے امر، نہی، نفی، استفہام، تمنی، اور عرض واقع ہو اور واؤ عطف میں یہ شرط نہیں ہے۔ (مصباح المنیر ص ۹۵ رو بدر منیر ایضاً)

ان دونوں کے درمیان بعض علماء نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ۔ واؤ صرف اس واؤ کو کہتے ہیں جس کا مدخول اس چیز کی صلاحیت نہیں رکھتا جو معطوف علیہ سے قبل گذر چکا ہو اور واؤ عطف وہ واؤ ہے جو اپنے مدخول کو معطوف علیہ کے حکم میں کر دیتا ہے جیسے جائني زيدٌ وعمرو یہاں عمرو معطوف کو بھی واؤ عطف کے ذریعہ معطوف علیہ کے حکم میں کر دیا ہے۔

فائدہ: واؤ کی چند قسمیں ہیں جو حسب ذیل ہیں (۱) واؤ بمعنی مع جو مفعول معہ سے پہلے آتا ہے جیسے جاء البردُ والجبّات اي مع الجبات (۲) واؤ عطف کے معنی

میں جیسے جاء نی زید وبکر (۳) واو قسم مثلاً ﴿والعصر إن الانسان لفی خسر﴾ (۴) واو بمعنی رُبَّ مثلاً وبلدۃٍ لیس لھا انیس الخ (۵) واو صرف جو ابھی گذرا ہے (۶) واو حالیہ مثلاً جاء نی زید وھو راکب (۷) واو استنافیہ جو شروع کلام میں واقع ہو (۸) واو زائدہ مثلاً قولہ تعالیٰ: ﴿ واسروا النجویٰ الذین ظلموا﴾ ایک توضیح کے مطابق واسروا کے اندر واو زائدہ ہے (۹) واو اشباع یعنی وہ واو جو کلمہ کے آخر میں ضمہ کی مناسبت سے بڑھا دیا جائے تاکہ آواز میں درازی پیدا ہو اسی طرح کسرہ کے بعد یائے اشباعی اور فتحہ کے بعد الف اشباع زائد کرتے ہیں تاکہ آواز میں درازی پیدا ہو (۱۰) واو مقدر جو مرکب کے ضمن میں مقدر ہو مثلاً احد عشر اصل میں احد وعشر تھا (۱۱) واو تفریقیہ جو امتیاز کیلئے دو اسم کے درمیان لایا جاتا ہے (۱۲) واو اعرابیہ جو محل اعراب میں واقع ہو مثلاً: جاء اخوک (۱۳) واو معدولہ جو لکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا (۱۴) واضح ہو کہ ایک واوٗ جب ضمیر ''تم'' کے بعد یا ضمیر ''کم'' کے بعد یا ضمیر ''ھم'' کے بعد ضمیر منصوب منفصل لاحق ہو تو ایک واوٗ بڑھا دیا جاتا ہے جیسے انُلزِمْ کُمُوھا فکَرِ ھتُمُوہ اور حدیث میں ہے ﴿صلّوا کمار أیتمُوني اُصلّي﴾۔ (آداب الطلبہ ص:۹۷،۹۸)

وحی متلو اور وحی غیر متلو میں فرق

ان دونوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ وحی متلو یعنی قرآن پاک کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ کی طرف سے سکھائے ہوئے ہیں۔ جبکہ وحی غیر متلو میں مفہوم اور معنی کا القاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا جاتا ہے اور اس مضمون و مفہوم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے الفاظ میں اپنی طرف سے ادا کرتے ہیں۔ دیکھئے۔ (اصول دین ص:۲۲)

وحی اور اِیحاء کے درمیان فرق

علامہ انور کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''وحی'' اور ''ایحاء'' یہ دونوں الگ

الگ لفظ ہیں اور دونوں میں تھوڑا سا فرق ہے کہ ''ایحاء'' کا مفہوم عام ہے، اور انبیاء علیہم السلام پر وحی نازل کرنے کے علاوہ کسی کو اشارہ کرنا اور کسی غیر نبی کے دل میں کوئی بات ڈالنا بھی اس کے مفہوم میں داخل ہے۔ لہٰذا یہ لفظ نبی اور غیر نبی دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے اس کے برخلاف ''وحی'' صرف اس الہام کو کہتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہو، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے لفظ ''ایحاء'' کا استعمال تو انبیاء اور غیر انبیاء، دونوں کیلئے کیا ہے، لیکن لفظ وحی سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی اور کیلئے استعمال نہیں فرمایا۔ (علوم القرآن ص: ۲۹/۳۰، از شیخ الاسلام مفتی محمد تقی صاحب مدظلہ العالی)

﴿نوٹ﴾

واؤ کے متعلق جو الفاظ اس سے قبل لکھے جا چکے ہیں یہاں انکو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ باقی صرف ان الفاظ کا نام لکھا جارہا ہے۔ (۱) وقت، حین اور اوان کا فرق، اوان، حین اور وقت میں ہے۔ (۲) وکر، وکنۃ اور افحوص کا فرق، افحوص، وکر اور وکنۃ میں ہے۔ (۳) الوحید، الوحد اور الفرید کا فرق، الفرید، الوحد اور الوحید میں ہے۔ (۴) ولی اور رسول کا فرق، رسول اور ولی میں ہے۔ (۵) ولوج اور دخول کا فرق، دخول اور ولوج میں ہے۔ (۶) وصف اور صفت کا فرق صفت اور وصف میں ہے۔ (۷) وفق اور موافق کا فرق، موافق اور وفق میں ہے (۸) ودیعت اور امانت کا فرق، امانت اور ودیعت میں ہے۔ (۹) وقف اور جزم کا فرق، جزم اور وقف میں ہے۔ (۱۰) وفاء اور صدق کا فرق، صدق اور وفاء میں ہے۔ (۱۱) وفاض اور جراب کا فرق، جراب اور وفاض میں ہے۔ (۱۲) وقار اور توقیر کا فرق، توقیر میں ہے۔ (۱۳) وقار اور سکینہ میں فرق، سکینہ اور وقار میں ہے۔ (۱۴) واحد اور فرد کا فرق، فرد اور واحد میں ہے۔ (۱۵) واحد اور منفرد کا فرق، منفرد اور واحد میں ہے۔ (۱۶) والد اور اب کا فرق، اب اور والد میں ہے۔ (۱۷) وجدان اور ادراک میں فرق،

ادراک اور وجدان میں ہے۔ (۱۸) وجع اور الم کا فرق، الم اور وجع میں ہے۔ (۱۹) وقف اور سکتہ کا فرق، سکتہ اور وقف میں ہے۔ (۲۰) وعدہ اور گفتگو کا فرق، گفتگو اور وعدہ میں ہے۔ (۲۱) وحی اور الہام کا فرق، الہام اور وحی میں ہے۔ (۲۲) ولد اور ابن کا فرق، ابن اور ولد میں ہے۔ (۲۳) وسخ اور درن کا فرق، درن اور وسخ میں ہے۔ (۲۴) وثن اور صنم کا فرق، صنم اور وثن میں ہے۔ (۲۵) الوھن اور الضعف میں فرق، الضعف اور الوھن میں ہے۔ (۲۶) واحد اور فذ کا فرق فذ اور واحد میں ہے۔ (۲۷) وافر اور کثیر کا فرق، کثیر اور وافر میں ہے۔ (۲۸) وذی اور ودی اور مذی کا فرق، مذی اور وذی اور ودی میں ہے۔ (۲۹) الوریٰ اور الناس کا فرق، الناس اور الوریٰ میں ہے۔ (۳۰) وسیلہ اور ذریعہ کا فرق، ذریعہ اور وسیلہ میں ہے۔ (۳۱) وقار اور تکبر کا فرق، تکبر اور وقار میں ہے۔ (۳۲) وفد اور قاصد کا فرق، قاصد اور وفد میں ہے۔ (۳۳) وقت اور زمان کا فرق، زمان اور وقت میں ہے۔ (۳۴) وعد اور عہد کا فرق، وعد او ع عہد میں ہے۔

ھل اور ہمزۂ استفہام کے درمیان فرق

ھل: خاص ہے ایجاب کے ساتھ بخلاف ہمزہ کے اور ہل اسم پر نہیں آسکتا بخلاف ہمزہ کے اور "ھل زید قائم" کہنا غلط ہوگا اور "ازید قائم" کہنا صحیح ہے۔ (تفہیمات شرح مقامات اردو از شیخ الادبؒ ص ۱۴۹/ج۱)

نوٹ: ھل ایجاب کی نفی کیلئے آتا ہے اور نعم ماسبق کی اثبات کیلئے آتا ہے۔

(افاضات شرح مقامات ص:۹۳)

الفرق بين الهديّة والهبة

الهدية. وان كانت ضربا من الهبة إلا انها مقرونة بما يشعر اعظام المهدى اليه وتوقيره بخلاف الهبة وايضا الهبة يشترط فيها الايجاب والقبول والقبض اجماعاً. (فروق اللغات ص۔ ۲۲۰، الفروق في اللغة ص۔ ۱۶۲)

''ہدیہ'' اگرچہ ہبہ کی ایک قسم ہے مگر وہ ایسی شیٔ کے ساتھ متصل ہوتا ہے جو مُہدی الیہ (جس کو ہدیہ دیا جا رہا ہے) اس کی عظمت کا احساس دلاتی ہے بخلاف ہبہ کے، نیز ہبہ میں ایجاب وقبول اور قبضہ سب شرط ہیں''

﴿نوٹ﴾

اس سے قبل حرف ہاء کے متعلق تمام مترادف الفاظ لکھے جا چکے ہیں اسلئے یہاں فرق کو چھوڑ دیا گیا ہے، صرف نام لکھا جاتا ہے۔ (۱) ھدیہ اور تبرع کا فرق، تبرع اور ہدیہ میں دیکھئے۔ (۲) ہدیہ اور صدقہ کا فرق، صدقہ اور ہدیہ میں ہے۔ (۳) ھبہ اور بیع کا فرق، بیع اور ہبہ میں ہے۔ (۴) ھم اور غم کا فرق، غم اور ہم میں دیکھئے۔ (۵) ھم اور ارادہ کا فرق، ارادہ اور ھم میں ہے۔ (۶) ھم اور قصد کا فرق، قصد اور ھم میں ہے۔ (۷) ھدیہ اور عطیہ کا فرق، عطیہ اور ہدیہ میں ہے۔ (۸) ھدی اور بدنہ کا فرق، بدنہ اور ھدی میں ہے۔ (۹) ھبوط اور نزول کا فرق، نزول اور ھبوط میں ہے۔ (۱۰) ھجو اور ذم کا فرق، ذم اور ھجو میں ہے۔ (۱۱) ہوئی اور جوئی کا فرق، جوی اور ہوی میں ہے۔ (۱۲) ہویت اور ماہیت کا فرق، ماہیت اور ہویت میں ہے۔ (۱۳) ہجری اور عیسوی کا فرق، عیسوی اور ہجری میں ہے۔ (۱۴) ھُمزہ اور لُمزہ کا فرق، لمزہ اور ھمزہ میں ہے۔ (۱۵) ھبہ اور اعارہ کا فرق، اعارہ اور ہبہ میں ہے۔ (۱۶) ھیولی، ذات اور تشخص کا فرق، ذات، تشخص اور ھیولی میں ہے۔ (۱۷) ھیئۃ اور صورۃ کا فرق، صورت اور ھیئۃ میں ہے۔

یائے نسبتی اور یائے مصدری میں فرق

ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ جو یا لفظ منسوب سے تعبیر کی جاسکتی ہو اور ملحوق یاء کی جانب مضاف ہو سکے اسکو یائے نسبتی کہتے ہیں جیسے بصری، ای منسوبٌ الی البصرۃ۔ اس میں یائے نسبتی ہے اسلئے کہ یاء لفظ منسوب سے تعبیر کی جارہی ہے اور بواسطۂ حرف جارہ بصرہ کی طرف مضاف ہے اور یائے مصدری وہ یاء ہے جس کو لفظ کون کے ساتھ بتقدیر الاسم تعبیر کرسکیں اور ملحوق یاء اس کون کی خبر واقع ہو جیسے الفاعلیۃ میں یاء کہ اس کو کون الاسم فاعلاً کے ساتھ تعبیر کیا جاسکتا ہے اور ملحوق یاء یعنی فاعلاً ترکیب میں کون کی خبر واقع ہورہا ہے۔(مقدمات ص: ۱۰۱ بحوالہ مصباح المعانی و سوال بامولی)

نوٹ

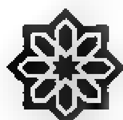
یاء کے متعلق وہ تمام الفاظ مترادفہ جن کے فرق گذر چکے ہیں ان کا یہاں صرف نام ہی لکھا جارہا ہے۔(۱) یقین اور ایمان کا فرق، ایمان اور یقین میں ہے۔ (۲) یوم اور نہار کا فرق، نہار اور یوم میں ہے (۳) یقین اور علم کا فرق، علم اور یقین میں ہے۔(۴) یأس اور قنوط کا فرق، قنوط اور یأس میں ہے۔(۵) یہودی اور کافر کے درمیان فرق، کافر اور یہودی میں ہے۔(۶) ینبوع اور عین کا فرق، عین اور ینبوع میں ہے۔(۷) یعبوب اور عُمر کا فرق، عمر اور یعبوب میں ہے۔(۸) الیمین اور النذر کا فرق، النذر اور الیمین میں ہے(۹) یسیر اور قلیل کا فرق، قلیل اور یسیر میں ہے وغیرہ۔

تم بحمد الله تعالیٰ وعونه

الراقم : مولوی محمد نور حسین عبد الشکور قاسمی عفاالله عنه ولوالديه ولاساتذته ولمن له حق عليه .

التاريخ: ۱۸/۱۰/۱۴۲۰ھجـ

الموافق: ۲۶/۱/۲۰۰۰ء (يوم الاربعاء)



مراجع ومصادر کتب

اس کتاب "یعنی الفاظ مترادفہ کی حقیقت" کی ترتیب کے دوران جن کتابوں سے مدد لی گئی ہے وہ حسب ذیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس معمولی کوشش کو اپنے فضل وکرم سے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور حقیر مرتب اور اُن بزرگانِ دین (جن کی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے) کیلئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین "واللہ ولی التوفیق وھو خیر الرفیق"

"الراقم: محمد نور حسین عبد الشکور قاسمی غفرلہ ولوالدیہ ولمن لہ حق علیہ"

قرآن، تفسیر وکتب ماخذ	مصنفین ومرتبین کرام	مطابع وناشران کتب
۱. رُموزِ قرآن معرّیٰ۔	----------------	تاج کمپنی لمیٹڈ، کراچی
۲. الاتقان فی علوم القرآن	علامہ جلال الدین سیوطیؒ	کتب خانہ میر محمد کراچی
۳. تفسیر بیان القرآن۔	مولانا اشرف علی تھانویؒ	مکتبۃ الحسن لاہور، پنجاب
۴. التقریر الحاوی۔	مولانا فخر الحسن صاحبؒ	مدنی کتب خانہ بنرز روڈ، کراچی
۵. تفسیر عثمانی۔	علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندیؒ	دار الاشاعت، کراچی
۶. تفسیر مظہری۔۔۔	علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ	ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی
۷. تفسیر حقانی۔۔	علامہ محمد عبد الحق حقانی دہلویؒ	کتب خانہ میر محمد، کراچی
۸. تفسیر کمالین۔۔۔	مولانا محمد نعیم استاذ دیوبند	مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان
۹. تلخیص بیان القرآن۔	مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ	ادارۃ القرآن لسبیلہ، کراچی
۱۰. تفسیر انوار البیان۔	مولانا عاشق الٰہی مدنیؒ	ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان
۱۱. تفسیر معارف القرآن۔	مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ	ادارۃ المعارف، کراچی
علوم قرآن وکتب ماخذ	**مصنفین ومرتبین کرام**	**مطابع وناشران کتب**
۱۲. تفسیر معارف القرآن	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	مکتبہ عثمانیہ جامعہ اشرفیہ لاہور
۱۳. علوم القرآن۔۔۔۔	شیخ الحدیث مولانا محمد تقی عثمانی	مکتبہ دار العلوم، کراچی
۱۴. علوم القرآن۔	مولانا شمس الحق افغانیؒ	امجد اکیڈمی اُردو بازار لاہور
۱۵. علوم القرآن۔۔۔	مولانا قاضی مظہر الدین بلگرامی	مجلس نشریات اسلام، کراچی
۱۶. فضائل قرآن۔۔	شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ	کتب خانہ فیضی لاہور پنجاب
۱۷. تیسیرُ القرآن۔۔	مولانا محمد عبد الوحید فتح پوری	میر محمد کتب خانہ، کراچی
۱۸. درسی تفسیر۔۔۔۔	مولانا نسیم احمد غازی مظاہری	ندوۃ العلم، کراچی
۱۹. اشرف التوضیح۔۔	مولانا نذیر احمد صاحب	مکتبہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد
۲۰. ایضاح المشکوٰۃ۔	مولانا محمد رفیق استاذ حدیث شیخوپورہ	المکتبۃ الاسلامیہ چاٹگام

۲۱. الازھار لکتاب الآثار	مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب	دار التصنیف دار العلوم اوگی
۲۲. ایضاح الطحاوی..	مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	دار التصنیف نیو ٹاؤن کراچی
۲۳. توضیح السنن ...	مولانا محمد عبد القیوم حقانی	ادارۃ العلم والتحقیق اکوڑہ خٹک
۲۴. ترجمان السنہ..	مولانا بدر عالم میرٹھی	ادارہ اسلامیات، لاہور۔
۲۵ خزائن السنن . . .	مولانا سرفراز صفدر مدظلہ	مکتبہ صفدریہ، گوجرانوالہ
۲۶. تحفۃ المرآۃ..	مولانا محمد طاہر رحیمی صاحب	ادارہ کتب محلہ مغل آباد ملتان
۲۷. تنظیم الاشتات .	مولانا ابوالحسن صاحبؒ	میر محمد آرام باغ، کراچی
۲۸. مظاہر حق جدید.	نواب قطب الدین خانؒ	دار الاشاعت، کراچی
۲۹. فضل الباری للبخاری	مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب	الرابطۃ العلمیۃ، کراچی
۳۰. درس ترمذی .	مولانا محمد تقی عثمانی صاحب	مکتبہ دار العلوم، کراچی۔
۳۱. درس مشکوٰۃ...	مولانا محمد اسحٰق صاحب	مکتبہ نعمانیہ لانڈھی، کراچی
۳۲. عمدۃ المفہم للمسلم	مولانا محمد طاہر رحیمی صاحب	مکتبہ مدنیہ اردو بازار، لاہور
۳۳. کشف الباری..	مولانا سلیم اللہ خان صاحب	مکتبہ جامعہ فاروقیہ کراچی
شروح حدیث وکتب ماخذ	مصنفین ومرتبین کرام	مطابع وناشران کتب
۳۴. روضۃ الازھار	مولانا محمد حسین صدیقی مدظلہ	زمزم پبلشرز اردو بازار کراچی
۳۵ مقدس باتیں.	مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ	دار التصنیف نیو ٹاؤن کراچی
۳۶. ارشاد الطالبین .	مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب	قدیمی کتب خانہ، کراچی
۳۷ اشرف المشکوٰۃ ۔	مولانا حلیم احمد قاسمی صاحب	مکتبہ تھانوی دیوبند (انڈیا)
۳۸. ارشاد القاری..	مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۳۹. تحفۃ الدرر...	مولانا مفتی سعید احمد پالنپوری	کتب خانہ میر محمد، کراچی
۴۰. خیر الاصول. ...	مولانا خیر محمد جالندھری	دار الاشاعت، کراچی
۴۱. امداد الفتاویٰ...	مولانا اشرف علی تھانویؒ	مکتبہ دار العلوم، کراچی
۴۲. آپ کے مسائل اور ان کا حل	مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانویؒ	مکتبہ بینات، نیو ٹاؤن کراچی
۴۳ فتاویٰ محمودیہ..	مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ	کتب خانہ مظہری گلشن کراچی
۴۴ فتاویٰ حبیبیہ....	مفتی حبیب اللہ مظاہری اراکانیؒ	دار الفکر الاسلامیہ موسیٰ کالونی
۴۵. خیر الفتاویٰ. .	مولانا مفتی محمد انور صاحب	مکتبۃ الخیر، خیر المدارس ملتان
۴۶. فتاویٰ رشیدیہ...	مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	ادارۂ اسلامیات، لاہور
۴۷ فتاویٰ نظامیہ...	مفتی نظام الدینؒ مدرس دیوبند	ساجدہ بکڈپو دیوبند (ہند)
۴۸. فتاویٰ رحیمیہ...	مولانا مفتی سید عبد الرحیم مدظلہ	دار الاشاعت، کراچی

اسمائے کتب ماخذ	مصنفین و مرتبین کرام	مطابع و ناشران کتب
۴۹. اشرف الهدایہ .	مولانا جمیل احمد استاذ دیوبند	مکتبہ تھانوی دیوبند یوپی ہند
۵۰ غایۃ السعایۃ .	مولانا محمد حنیف گنگوہی مدظلہ	مکتبہ اشرفیہ لاہور، پنجاب
۵۱. ھدایہ جلد اول .	برہان الدین المرغینانی	مکتبہ شرکت علمیہ ملتان
۵۲. اصلاح انقلاب امت	مولانا اشرف علی تھانوی	ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی
۵۳. آداب المعاشرت.	حضرت تھانوی رحمہ اللہ	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۴. ملفوظات کشمیریؒ	علامہ احمد رضا بجنوری صاحبؒ	اشرف اکیڈمی اشرفیہ لاہور
۵۵. مصباح المنیر ..	مولانا سید حسن صاحب	کتب خانہ میر محمد، کراچی
۵۶ ملفوظات فقیہ الامت	مولانا مفتی محمود گنگوہی	مکتبہ محمودیہ میرٹھ یوپی (ہند)
۵۷ الایضاحات اردو مقامات	مولانا اختار علی استاذ دیوبند	مکتبہ شرکت علمیہ ملتان
۵۸ تفہیمات (لمقامات)	مولانا اعزاز علی صاحبؒ	میر محمد کتب خانہ، کراچی
۵۹. جواہر الفقہ .	مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی	مکتبہ دارالعلوم، کراچی
۶۰. مقدمات..	مولانا حافظ محمد صدیق ارکانی	کتب خانہ قاسمی بلال کالونی کراچی
۶۱. فوائد منثورہ ..	مولانا ارشاد اللہ صاحب قاسمی	کتب خانہ میر محمد، کراچی
۶۲. مصباح العوامل.	مولانا محمد حامد میاں قاسمی	مکتبہ شرکت علمیہ ملتان
۶۳ علم و علماء .	مولانا قاضی اطہر مبارک پوری	مکتبہ خدیجۃ الکبریٰ کراچی
۶۴. حقوق و فرائض..	مولانا اشرف علی تھانوی	مکتبہ تالیفات اشرفیہ ملتان
۶۵. اشرف القطبی..	مولانا اسلام الحق مظاہری	کتب خانہ قدیمی، کراچی
۶۶. علم الصرف آخرین	مولانا مشتاق احمد چرتھاولی	کتب خانہ قدیمی، کراچی
۶۷. عوارف المعارف.	شیخ شہاب الدین سہروردیؒ	ادارۂ اسلامیات، لاہور
۶۸. اسلام اور جدید معیشت و تجارت	شیخ الحدیث محمد تقی عثمانی صاحب	ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی
۶۹. مفتاح الصرف....	مولانا محمد سیف الرحمٰن صاحب	مکتبہ حنفیہ گوجرانوالہ پنجاب
۷۰. ھدیۃ شمیر شرح نحو میر	مولانا شبیر احمد قاسمی صاحب	میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی
۷۱. فروق اللغات....	نور الدین نعمت اللہ الجزائری	کتب نشر الثقافۃ الاسلامیہ ایران
۷۲. بلوغ منو شرح نحو میر	مولانا عبدالطیب صاحب میرٹھی	میر محمد کتب خانہ کراچی
۷۳ عہد نبوی کا اسلامی تمدن	علامہ عبدالحئی کتانی صاحب	ادارۃ القرآن لسبیلہ، کراچی
۷۴. مقامات مترجم اردو	صدیق احمد الوروی صاحب	الرحیم اکیڈمی لیاقت آباد
۷۵. تحلیۃ الاسیر (تحریر)	مولانا حسین احمد صاحب مکانی	میر محمد کتب خانہ، کراچی
۷۶. کشف المحجوب.	علامہ سید علی ہجویری صاحبؒ	اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور

کتاب	مصنف	ناشر
۷۷. شریعت و طریقت..	مولانا اشرف علی تھانویؒ	تالیفات اشرفیہ، ملتان
فہرست کتب ماخذ	مصنفین و مرتبین کرام	مطابع و ناشران کتب
۷۸. کشکول معرفت..	مولانا حکیم محمد اختر صاحب	کتب خانہ مظہری گلشن اقبال
۷۹. ھدیہ صغیر (نحومیر)	مولانا محمد اصغر علی صاحب	میر محمد کتب خانہ، کراچی
۸۰. عقیدہ اور عقیدت..	سید مفتی مختار الدین صاحب	مکتبہ مدنیہ اردو بازار، لاہور
۸۱. کمالاتِ اشرفیہ ۔	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	مکتبہ تھانوی، بندر روڈ کراچی
۸۲. ذکر و فکر.....	حضرت حکیم الامت تھانویؒ	مکتبہ اشرفیہ، ملتان پنجاب
۸۳. توضیحات....	مولانا مفتی محمد ابراہیم چاٹگامی	میر محمد کتب خانہ، کراچی
۸۴. مجالس حکیم الامت	مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ	دار الاشاعت اردو بازار کراچی
۸۵. علم الصیغہ مترجم	مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ	ادارۃ المعارف دار العلوم کراچی
۸۶. الفروق فی اللغۃ..	علامہ ابو ہلال العسکری صاحب	مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، پاکستان
۸۷. مطالعہ بریلویت۔	حضرت علامہ خالد محمود صاحب	دار المعارف اردو بازار لاہور
۸۸. المنطوق لمعرفۃ الفروق	مولانا شیخ عبد الاول صاحب	رشیدیہ لائبریری، چاٹگام
۸۹. مآرب الطلبہ....	مولانا شبیر احمد صاحب ارکانی	مکتبہ فیضیہ چاٹگام (بنگلہ دیش)
۹۰. اسلام کا اقتصادی نظام۔	مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ	ادارہ اسلامیات، لاہور
۹۱. فضائل صدقات۔	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ	کتب خانہ فیضی، رائیونڈ لاہور
۹۲. مصباح اللغات..	مولانا عبد الحفیظ بلیاویؒ	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
۹۳. کتاب جہاد.......	مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ	دار التصنیف نیو ٹاؤن کراچی
۹۴. حسنُ العزیز....	علامہ عزیز الحسن مجذوبؒ	تالیفات اشرفیہ ملتان
۹۵. علماء کا مقام..	مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ	الرشید ٹرسٹ ناظم آباد کراچی
۹۶. دعوت و عبدیت....	مولانا اشرف علی تھانویؒ	تالیفات اشرفیہ ملتان
۹۷. مقالات حکمت..	مولانا حکیم الامت تھانویؒ	مکتبہ تھانوی بندر روڈ کراچی
۹۸. مصباح المعانی...	علامہ سید حسن استاذ تفسیر دیوبند	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
۹۹. سوال بصولی....	علامہ وسیم گل باسولی صاحبؒ	کتب خانہ دینیات (پشاور)
مراجع و کتب ماخذ	مصنفین و مرتبین کرام	مطابع و ناشران کتب
۱۰۰. الشرف الایضاح .	مولانا محمد علی استاذ دیوبند	کتب خانہ مظہری گلشن کراچی
۱۰۱. روایۃ النحو......	عبد الرب میرٹھی صاحبؒ	میر محمد کتب خانہ کراچی
۱۰۲. نقشِ حق کے اصول و ضوابط	مولانا مفتی محمد زید صاحب	افادات اشرفیہ ہتوڑا (یوپی)
۱۰۳. العلم والعلماء....	حضرت حکیم الامت تھانوی	ادارہ اشرفیہ ہتوڑا باندہ (یوپی)

۱۰۴. التسهیل السامی	مولانا قاری صدیق احمد باندوی	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۰۵. جنت کو اروں کیسا ہے	پروفیسر محمد عبداللہ آتی صاحب	مطبع ایجوکیشنل پریس کراچی
۱۰۶. دنیا کو اسلام کی راہ	مولانا اعزاز علی صاحبؒ	ادارۃ المعارف کورنگی کراچی
۱۰۷. معدن الحقائق ...	مولانا محمد حنیف گنگوہی صاحب	کتب خانہ میر محمد آرام باغ
۱۰۸. توضیح الدراسہ ..	مولانا ابن الحسن عباسی صاحب	ندوۃ العلم شاہ فیصل کراچی
۱۰۹. آنحضرت کے فرمودات	محمد یوسف لدھیانوی صاحبؒ	مکتبہ لدھیانوی مسجد فلاح
۱۱۰. جهد قصیر ...	مولانا ابو الفتح محمد یوسف صاحب	مکتبہ عثمانیہ رحیم یار خان پنجاب
۱۱۱. ماهنامه پیغام محمود .	مولانا محمد طیب قاسمی صاحب	دفتر ماہنامہ پیغام محمود دیوبند
۱۱۲. المصباح المنیر۔	مولانا سید حسن صاحب	میر محمد کتب خانہ کراچی
۱۱۳. تحفة سعیدیه ..	مولانا نذیر احمد صاحب	مکتبہ غوثیہ ممتاز آباد ملتان
۱۱۴. انفاس عیسیٰ ...	حضرت مولانا تھانویؒ	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۱۱۵. قبله نما	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ	------------
۱۱۶. شرح عقیدة الطحاوی	مولانا محمد یوسف تاؤلوی مدظلہ	کتب خانہ مظہری گلشن کراچی
۱۱۷. ماهنامه انوار القرآن	شمارہ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ	انوار القرآن آدم ٹاؤن کراچی
۱۱۸. اصلاحی خطبات	مولانا محمد تقی عثمانی صاحب	میمن اسلامک پبلشرز کراچی
۱۱۹. خطبات حکیم الاسلام۔	مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ	تالیفات اشرفیہ ملتان
۱۲۰. دیوان متنبی مترجم۔	مولانا محمد علی صاحبؒ چاٹگامی	میر محمد کتب خانہ کراچی
۱۲۱. مسائل آداب ملاقات	مولانا محمد رفعت قاسمی صاحب	مکتبہ مفتی دیوبند یوپی (ہند)

مراجع و کتب ماخذ	مصنفین و مرتبین کرام	مطابع و ناشران کتب
۱۲۲. اشرف الادب ..	مولانا عبد الحفیظ قاسمی صاحب	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۲۳. تحفة الادب ..	مولانا محمد حنیف گنگوہی قاسمی	دار الاشاعت کراچی
۱۲۴. کتاب خزینه ..	مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ	الصدف پبلشرز کراچی
۱۲۵. التوضیح الضروری	مولانا مفتی محمد ابراہیم چاٹگامی	میر محمد کتب خانہ کراچی
۱۲۶. اجزاء الایمان ..	مولانا محمد ادریس مظاہری اراکانی	مکتبہ دار الفکر موسیٰ کالونی
۱۲۷. معارف شمس تبریز	مولانا حکیم محمد اختر صاحب	کتب خانہ مظہری گلشن اقبال
۱۲۸. باتیں انکی یاد رہیں گی۔	محمد رضوان القاسمی صاحب	کتب خانہ مظہری کراچی
۱۲۹. توضیح المعانی ..	عبد الرؤف میانوی صاحب	مکتبہ الاسلامیہ بھلوال سرگودھا
۱۳۰. چہ گناہ کار عورتیں۔	مفتی عبد الرؤف سکھروی مدظلہ	دار الفکر اردو بازار کراچی
۱۳۱. شرح متن الکافی۔	مولانا محمد اشرف قریشی صاحب	قدیمی کتب خانہ کراچی

مراجع وکتب ماخذ	مصنفین ومرتبین کرام	مطابع وناشران کتب
۱۳۲۔ روح کی بیماریاں اور انکا علاج	مولانا حکیم محمد اختر صاحب	کتب خانہ مظہری گلشن کراچی
۱۳۳: مجموعة النوادر..	مولانا مفتی علی احمد تاکی صاحب	محمد علی کمال پار مظفر نگر (یوپی)
۱۳۴۔ الکلمة العلیا ...	مولانا ابو الفتح محمد یوسف	مدرسہ عثمانیہ رحیم یار خان
۱۳۵۔ اظہار الصدف ..	مولانا جناب محمد وسیم صاحب	مولانا مسعود صاحب گلشن کراچی
۱۳۶۔ کتاب النحو ...	مولانا عبد الرحمٰن امرتسریؒ	دار الاشاعت، کراچی
۱۳۷۔ مقدمات علوم درسیہ	مولانا محمد صدیق صاحب	جامعہ احتشامیہ جیکب لائن کراچی
۱۳۸۔ تکمیل الامانی..	مولانا جمیل احمد صاحب	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۳۹۔ علمی مجالس۔۔	قاضی مظہر حسین صاحب	تحریک خدام اہل السنہ چکوال
۱۴۰۔ حیات کشمیری۔۔	مولانا انظر شاہ کشمیری صاحب	تالیفات اشرفیہ، ملتان
۱۴۱۔ لباس کے شرعی اصول	مولانا محمد تقی صاحب	میمن اسلامک سینٹر کراچی
۱۴۲۔ مواعظ درد محبت۔	مولانا حکیم اختر صاحب	خانقاہ اشرفیہ گلشن کراچی
۱۴۳۔ شرح فصول اکبری	مولانا محمد صدیق صاحب	حضرت بلال کالونی، کراچی
۱۴۴۔ روایة النحو..	مولانا عبد الرب صاحب	میر محمد آرام باغ کراچی
۱۴۵۔ حافظ الحدیث نمبر	مولانا مفتی محمد الرحمٰن درخواستی مدظلہ	جامعہ انوار القرآن کراچی
۱۴۶۔ ماہنامہ حق نوائے احتشام	مولانا تنویر الحق تھانوی صاحب	جامعہ احتشامیہ صدر، کراچی
۱۴۷۔ ماہنامہ دار العلوم دیوبند	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی صاحب	جامعہ دار العلوم دیوبند، ہند
۱۴۸۔ البلاغ خصوصی اشاعت	علمائے دار العلوم کراچی	مکتبہ البلاغ دار العلوم کراچی
۱۴۹۔ معین الراجی فی حل السراجی	مولانا مفتی محمد ابراہیم چاٹگامیؒ	قدیمی کتب خانہ، کراچی
۱۵۰۔ فہم الحج استدلال	مولانا سید شبیر احمد کاکا خیل	ادارہ تسہیل الحسابات راولپنڈی
۱۵۱۔ درس سراجی۔	مولانا مفتی محمد یوسف صاحب	مکتبہ الرشید نزد دار العلوم کراچی
۱۵۲۔ اصول دین۔۔	ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب	مجلس نشریات اسلام کراچی
۱۵۳۔ درس سراجی (مسودہ)	مولانا مفتی عبد المنان صاحب	استاذ دار العلوم کراچی
۱۵۴۔ اسلامی عقائد۔۔	مولانا مفتی عبد الواحد صاحب	مجلس نشریات اسلام کراچی

تم بحمد الله تعالیٰ وعونه من ترتیب الثانی
یوم الثلثاء من خلون ۲۹ / رمضان المبارک
قبیل الافطار عام ۱۴۲۴ھ
الموافق: ۲۵ / نوفمبر ۲۰۰۳ء

عربی زبان کو اگر الفاظ کے خاندان سے تعبیر کیا جائے تو بے جا نہیں کیونکہ عربی زبان ہی وہ واحد زبان ہے جس میں ایک لفظ کے مادہ میں اگر تبدیلی کی جاتی ہے تو بجائے ایک مہمل لفظ بننے کے نیا ذو معنی لفظ وجود میں آتا ہے اور نہ عربی زبان ہی کا خاصہ ہے کہ ہر نئے معنی اور نئی کیفیت کے لیے نیا لفظ موجود ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے لغت عرب کے قارئین و متعلمین اس فرق سے واقف ہوں کیونکہ اس سے آگاہ ہوئے بغیر قرآن وسنت کا سمجھنا ناممکن اگر نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ مختلف علمائے کرام خصوصاً عرب ادباء نے اسے مستقل میدان عمل بنا کر اس پر کافی کام کیا ہے۔

زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے جس میں مؤلف نے تقریباً دو ہزار کے لگ بھگ مترادف الفاظ کے درمیان فرق کو واضح کیا ہے، اور اس کی ترتیب بھی حروف تہجی کے مطابق رکھی ہے۔ نیز مؤلف نے ہر فرق کو اصل حوالہ سمیت بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ جہاں فرق معانی کے سلسلے میں مختلف آراء سامنے آئیں وہاں مؤلف نے صرف ایک کو حوالہ سمیت بیان کر کے باقیوں کا صرف حوالہ ذکر کیا ہے تاکہ ہر قاری اپنے ذوق کے مطابق دوسرے مراجع کی طرف رجوع کر کے جو معنی پسند ہو اختیار کرے۔

اردو میں تاحال اس طرح کا کوئی کام نہ تھا۔ طلباء و اساتذہ کرام کے لیے یہ ایک بیش قیمت تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Email:ishaat@pk.netsolir.com

الفاظ مترادف کے درمیان فرق

